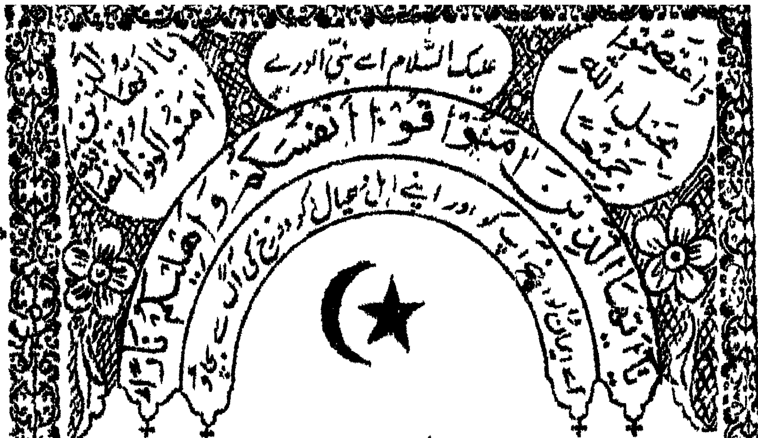


صرف اردو کا ابتدائی رسالہ

جسے

انجمن حمایت اسلام لاہور نے

تالیف کیا

سنہ ۱۳۰۶ ہجری المقدس

علےٰ صاحبہا التحیّہ والسلام

مطبع اسلامی لاہور میں مولوی کرم بخش کے اہتمام سے چھپا

انجمن حمایت اسلام لاہور

اس وحدہ لاشریک لہٗ کی شان دیکھو۔ کہ اپنی قدرت۔ اپنی عظمت۔ اپنا جلال کیسے عجیب اور حیرت انگیز انقلابوں سے ظاہر کرتا ہے۔ دین اسلام کے وہ مخلص پیرو بندے جو اپنی اعلےٰ درجے کی دین داری۔ لیاقت۔ فضیلت۔ حسن اخلاق وغیرہ خوبیوں کے باعث آج کل کی معدن علوم قوموں کے بھی استاد تھے۔ انہیں کی نسلیں آج جاہل مطلق۔ بے ہنر محض اور اسلام کے مقدس اصولوں کی پابندی سے کوسوں دور ہیں۔ ان کی جہالت کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ بت پرست قومیں جن کے پاس اپنے مذہب کی حقیت کی کوئی بھی عقلی اور نقلی دلیل نہیں۔ علانیہ اسلام کی تردید کے واسطے کھڑی ہوتی ہیں۔ پر ہمیں اپنی بے علمی اور نالیاقتی سے ان کے جواب دینے کی بھی جرأت نہیں۔ عیسائی جن کے موجودہ طریق کو ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی غلط ثابت کر سکتا ہے۔ وہ ہمارے خاتم المرسلین صلعم کی نسبت سینکڑوں جھوٹے اور لغو بہتان باندھ کر عام لوگوں کے سامنے سناتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم اُن کے لچر اور پوچ اعتراضوں کے جواب دینے سے بھی قاصر رہتے ہیں۔ یہ باتیں تو رہیں برکنار مشن سکولوں میں ہمارے شافع المذنبین صلعم اور ہمارے دین کی نسبت وہ نالائق الفاظ ہمارے لڑکوں کی زبان سے نکلوائے جاتے ہیں جن کا سننا بھی جائز نہیں۔ مگر بل بے ہماری بے غیرتی۔ کہ ہم اپنے لڑکوں کو اس آفت سے بچانے کا کوئی بندوبست نہیں کرتے۔ ہماری لڑکیوں کے عقائد بگاڑنے اور انہیں ناجائز آزادی سکھانے کو کبھی روپے پیسے کا لالچ دے کر۔ کبھی پڑھانے کا ڈھنگ ڈال کر۔ کبھی دستکاری سکھانے کا وعدہ دے کر عیسائی عورتیں جن سے پردہ کرنا ویسا ہی ضروری ہے۔ جیسا مردوں سے۔ ہمارے گھروں میں آتی ہیں۔ مگر وائے رے نادانی۔ کہ ہم ان نقصوں کے مٹانے اور اپنی لڑکیوں کو ان گمراہ کرنے والی عورتوں کے ہاتھوں سے بچانے کی ہمت نہیں کرتے۔ بے ہنری کا نتیجہ ہمیں یہ ملا۔ کہ جتنے رذیل پیشے ہیں۔ وہ آج ہمارے قبضے میں ہیں۔ چور۔ اچکے۔ مفلس۔ تلاش جتنے ہیں۔ اکثر مسلمان۔ بے تجربے۔ کنجن۔ بھانڈ۔ ڈوم۔ کل مسلمان۔ ان پڑھ۔ جاہل۔ بے ادب۔ گستاخ بھی ہیں۔ تو یہی مسلمان۔ دنیاوی علوم کون نہیں پڑھتے؟ اعلےٰ عہدوں پر کون ترقی نہیں کرتے؟ اپنی جائدادیں کون بیچتے جاتے ہیں؟ یہی ہمارے بھائی مسلمان۔ اسلام کے پاک اصولوں کی پیروی چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جن قوموں کو انسانی لباس میں آئے ہوئے کچھ بہت مدت نہیں گزری۔ ان کا دل آزار مقولہ اہل اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ ہے۔ کہ اسلام انسانی نسلوں کے حق میں فائدہ رساں نہیں ہے۔ غرض دینی اور دنیوی دونو طرح کی حالت میں تو پست و ذلیل ہو رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ اور مل کر اس حالت سے نکلنے کی بجائے فرقہ فرقہ بن کر ایک دوسرے کی تخریب کے درپے ہیں بلکہ اپنے ہاتھوں اپنے مسلمان بھائیوں کی بیخ کنی کرکے اسلام ہی کو صدمہ پہنچا رہے ہیں۔ اور لطف یہ کہ اس بات کو دین کی ترقی کا باعث سمجھتے ہیں۔ افسوس! افسوس!!

مندرجۂ بالا نقصوں کے دور کرنے کے واسطے لاہور میں **انجمن حمایت اسلام** قائم ہوئی ہے۔ جس کے مقاصد یہ ہیں۔ **اول** مخالفین مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے۔ **دوم** مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کرنا۔ تاکہ وہ غیر مذہب والوں کی مذہبی تعلیم کے اثر سے محفوظ رہیں۔ **سوم** مفلس اور یتیم لاوارث بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا۔ تاکہ وہ اپنے دین و

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم صلعم

خدا - پاک - رسول - مقبول - کتاب - مدرسہ - لکھنا - پڑھنا - کھاتا ہے - پڑھیگا - پی - سے - تک اور اور جو کچھ ہم منہ سے بولتے ہیں - اُس کو لفظ کہتے ہیں - پر بچّو! تم دیکھتے ہو - کہ جتنے لڑکے مدرسے میں پڑھتے ہیں - وہ ایک ہی جماعت میں نہیں ہوتے کتنی ہی جماعتوں میں بٹے ہوئے ہوتے ہیں - اسی طرح سب لفظ بھی ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے - کئی قسموں پر بٹے ہوئے ہیں - جن کا تھوڑا تھوڑا بیان ہم تمہیں اِس کتاب میں بتائینگے *

یہ بھی یاد رکھو - کہ جس علم سے لفظ کی قسمیں - اُن کے ادل بدل کے طریقے اور اُن کی پہچان کا ڈھنگ معلوم ہوتا ہے - اُس کا نام علمِ صرف ہے *

سوالات

١ کتاب - گھوڑا - آدمی - کھانا - وُہ - مَیں - تم - اِن میں سے ہر ایک کیا ہے؟

٢ لفظ کیا ہوتا ہے؟ اور علم صرف میں کن باتوں کا بیان ہوتا ہے؟

لفظوں کی قسمیں

آدمی کے منہ سے جو لفظ نکلتے ہیں۔ اُن کے یا تو کچھ معنی ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔ جس لفظ کے معنی ہوں اُسے کلمہ کہتے ہیں۔ جیسے احمد۔ ایک آدمی کا نام ہے۔ گھوڑا۔ ایک جانور کا نام ہے۔ بیری ایک درخت کا نام ہے۔ آیا۔ اِس سے کسی جانور یا شے کا کسی جگہ سے آچکنا معلوم ہوتا ہے آہا۔ ایک لفظ ہے جو خوشی کے وقت بولا جاتا ہے ٭ اور جس لفظ کے کچھ معنی نہ ہوں۔ اُسے مہمل کہتے ہیں۔ جیسے وماز۔ غائیں۔ بائیں۔ جدمس ٭

مہمل لفظوں کو پڑھ کر تم جان گئے ہوگے۔ کہ یہ کسی کام کے نہیں۔ اِن سے کچھ فائدہ نہیں۔ کبھی کبھی یونہی ہماری زبان سے نکل جاتے ہیں۔ جیسے نماز وماز۔ یہاں وماز ایک مہمل لفظ ہے۔ جس کے کچھ معنی نہیں۔ اِسی واسطے ہم اِن مہمل لفظوں کا ذکر نہیں کرینگے۔ لیکن کلمے سے بڑے فائدے ہیں۔ کیونکہ یہی کلمے مل جل کر باتیں بن جاتی ہیں۔ جن سے ہم تم اپنے دل کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ پر جس طرح سب لفظ ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے۔ اُسی طرح سب کلمے بھی ایک ہی طرح کے نہیں ٭

کلمے کی تین قسمیں ہیں - جن کا ذکر آگے کیا جاتا ہے - اُسے غور سے سنو اور خوب یاد رکھو ٭

سوالات

۱ لفظ کی کتنی قسمیں ہیں ؟ اُن کا نام بتاؤ ٭

۲ کلمہ کسے کہتے ہیں ؟ اُس کی کچھ مثالیں دو ٭

۳ مہمل کیا ہوتا ہے ؟ اِس کتاب میں اُس کا ذکر کیوں نہیں لکھا گیا ؟

۴ پیو - وتاب - قلمدان - اونٹ - مرق - کھانا - ووٹی - تشار - گاسے - ان میں سے ہر ایک کس قسم کا لفظ ہے ؟

کلمے کی قسمیں

۱ جو کلمہ کسی شے کا نام ہو - اُسے اسم کہتے ہیں - جیسے محمود - ایک آدمی کا نام - اونٹ - ایک جانور کا نام - لاہور - ایک شہر کا نام - رمضان - ایک مہینے کا نام - مدرسہ ایسے مکان کا نام جس میں لڑکے پڑھا کرتے ہیں ٭

۲ جس کلمے سے کسی کام کا کسی وقت میں کرنا یا ہونا یا سہنا سمجھا جاتا ہے - اُسے فعل بولتے ہیں جیسے پڑھا - اِس سے معلوم ہوتا ہے - کہ گزرے ہوئے وقت میں کسی نے پڑھنے کا کام کیا - چلتا ہے - اِس سے سمجھا جاتا ہے - کہ اِس موجود وقت میں چلنے کا کام ہوتا ہے -

مارا جائیگا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو وقت اب آنے والا
ہے۔ اُس وقت کوئی مار کو اپنے اوپر سہیگا۔ اِسی طرح لکھا
تھا۔ بولتا ہے۔ چل۔ دوڑیگا۔ پڑھا جائیگا۔ مت دو۔
نہیں گیا وغیرہ سب فعل ہیں ⁂

۳ بعض کلمے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کے معنی دوسرے
کلمے کے ساتھ ملے بغیر پورے معلوم نہیں ہوتے۔
جیسے سے۔ تک۔ میں۔ پر۔ جب۔ تب۔ کہ اِن کو الگ الگ
بولیں۔ تو کچھ معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ لیکن جب یوں
کہیں۔ گھر سے۔ بازار تک۔ کتاب میں۔ میز پر۔ جب کہو۔
تب آؤں۔ تو اِن کلموں کے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ پس
جس کلمے کے معنی دوسرے کلمے کے ساتھ ملے
بغیر پوری طرح معلوم نہ ہوں۔ اُسے حرف کہتے ہیں
کلمے کی اِن تینوں قسموں کا بیان کرنے سے پہلے کچھ ضروری
باتیں لکھی جاتی ہیں۔ جن کے جانے بغیر تم کلمے کی قسموں کا
بیان اچھی طرح نہیں سمجھ سکوگے۔ اِنہیں غور سے سنو اور
خوب یاد رکھو ⁂

سوالات

۱ کلمے کی کتنی اور کونسی قسمیں ہیں ؟

۲ اسم کیا ہوتا ہے ؟ اُس کی پانچ مثالیں دو ⁂

۳ فعل کسے کہتے ہیں؟ پانچ فعل بیان کرو۔

۴ حرف کی تعریف کرو۔ پانچ حرف بتاؤ۔

۵ کیا تھا۔ کلمہ۔ تم۔ کرو۔ سے۔ لاہور۔ جانور۔ پڑھیگا۔ تک۔ میں۔ وقت۔ چھوڑتا ہوں۔ جو۔ درخت۔ کھا چکا۔ فعل۔ حرف۔ اسم۔ شہر۔ بیٹھا۔ لفظ۔ پر۔ اِن میں سے ہر ایک کونسا کلمہ ہے؟

واحد۔ جمع

دنیا میں کوئی چیز لو۔ وہ یا ایک ہوگی یا ایک سے زیادہ۔ جب ایک اکیلی شے ہو۔ تو اُسے واحد کہتے ہیں۔ جیسے قلم۔ پیالہ۔ گھوڑا۔ روٹی۔ مَیں۔ تُو۔ وُہ۔ اور جب ایک سے زیادہ چیزیں ہوں۔ تو اُسے جمع کہتے ہیں۔ جیسے قلمیں۔ پیالے۔ گھوڑے۔ روٹیاں۔ ہم۔ تُم۔ وے۔

مذکر۔ مؤنّث

ہر ایک جاندار یا تو نر ہوتا ہے یا مادہ۔ جیسے گھوڑا۔ کتا۔ چڑا۔ مُرغ نر ہیں۔ اور گھوڑی۔ کُتیا۔ چڑیا۔ مرغی مادہ۔ علم صرف میں نر کو مذکر اور مادہ کو مؤنّث کہتے ہیں۔ بیجان چیزوں میں اگرچہ نر اور مادہ نہیں ہوتیں۔ پھر بھی بعض چیزوں کو مذکر بولتے ہیں اور بعض کو مؤنث۔ جیسے پانی۔ پتھر۔ مدرسہ۔ کٹورا۔ کاغذ۔ دریا مذکر بولے جاتے ہیں۔ اور آگ۔ مٹی۔ دوات۔ کتاب۔ مسجد۔ مشک مؤنث۔

سوالات

۱ واحد کی تعریف کرو۔ جمع کے معنی بتاؤ ۔

۲ مذکر کیا ہوتا ہے اور مؤنث کیا ؟

۳ چڑیا۔ گھوڑے۔ کتابیں۔ اینٹ۔ مرد۔ گائیں۔ مدرسہ۔ مرغیاں۔ تیتر۔ کپڑے اِن میں سے کون کون لفظ واحد ہے اور کون کون جمع۔ یہ بھی بتاؤ۔ کہ اِن میں سے کونسا لفظ مذکر بولا جاتا ہے اور کونسا مؤنث ۔

۱۔ اسم کا بیان

تم جانتے ہو۔ کہ ہر ایک کتاب کو کتاب کہ سکتے ہیں۔ پر ہر ایک کتاب کو گلستاں نہیں کہ سکتے۔ اِسی طرح ہر ایک آدمی کو آدمی کہ سکتے ہیں۔ پر ابراہیم نہیں کہ سکتے۔ ہر ایک شہر کو شہر کہ سکتے ہیں۔ پر لاہور نہیں کہ سکتے۔ پس گلستاں۔ ابراہیم۔ لاہور اور وہ سب لفظ جو صرف ایک شئے پر ہی بولے جائیں۔ اسم معرفہ کہلاتے ہیں۔ کتاب۔ آدمی۔ شہر اور وہ سب لفظ جو خاص ایک چیز پر ہی نہ بولے جائیں۔ اسم نکرہ ہوتے ہیں ۔

اسم معرفہ اور نکرہ کی بھی الگ الگ کتنی ہی قسمیں ہیں۔ اُن کا تھوڑا بیان جسے تم اچھی طرح سمجھ سکو نیچے لکھا جاتا ہے ۔

اسم معرفہ کی قسمیں

۱ کسی شے کا نام جو اُس کے سوا کسی اور پر نہ بولا جائے۔ اُسے اسم علم کہتے ہیں۔ جیسے محمود۔ ایک خاص آدمی کا نام ہے۔ مکہ ایک خاص شہر کا نام ہے راوی۔ ایک خاص دریا کا نام ہے +

اسم علم کی کئی صورتیں ہیں۔ دیکھو۔ کبھی تو ناموں کو بگاڑ کر چھوٹا بنا لیتے ہیں۔ جیسے شمس الدین سے شمّوں۔ کرم بخش سے کمّوں۔ کبھی کسی شخص کا کوئی اچھّا یا بُرا نام رکھ لیتے ہیں۔ جیسے بھینسا کسی موٹے آدمی کا نام رکھ لیتے ہیں۔ بِدّا کسی ایسے آدمی کو کہنے لگتے ہیں۔ جو قد میں چھوٹا ہو اور ترت پھرت کام کرے یاد رکھو۔ تم ایسے بُرے نام لیکر کسی کو نہ پکارنا۔ یہ بہت بُری بات ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ سرکار کی طرف سے کوئی عزّت کا نام کسی شخص کا مقرر کیا جاتا ہے جیسے خان بہادر۔ رائے بہادر۔ شمس العلما۔ نجم الہند۔ نصرت الملک۔ دلاور جنگ۔ کبھی شاعر لوگ اپنا ایک چھوٹا سا نام رکھ لیتے ہیں اور شعروں میں لایا کرتے ہیں۔ جیسے ذوق۔ غالب۔ میر۔ ارشد۔ حالی +

۲ مجید کہاں ہے؟ مجید کو بلاؤ۔ جب مجید آئیگا۔ مجید کو انعام

دیا جائیگا۔ تم نے دیکھا۔ اِس عبارت میں مجید چار دفعہ آیا ہے جو بار بار منہ سے نکالنا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کبھی ایسی صورت ہوتی ہے۔ کہ ایک ہی کلمے کو بار بار بولنا پڑے۔ تو اُسے بار بار نہیں بولتے۔ ایک جگہ تو بول جاتے ہیں۔ باقی جگھوں میں اُس کی بجائے کوئی اور چھوٹا سا لفظ بول دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اوپر کی عبارت کو یوں بولینگے مجید کہاں ہے؟ اُس کو بلاؤ۔ جب وہ آئیگا۔ اُس کو انعام دیا جائیگا۔ پس اُس اور وہ جو یہاں مجید کی جگہ بولے گئے ہیں۔ اور اِن کے سوا وہ لفظ جو کسی اسم کی جگہ بولے جاتے ہیں۔ اسم ضمیر کہلاتے ہیں۔ وہ کل چھ لفظ ہیں۔

واحد	وہ	تُو	میں
جمع	وہ	تم	ہم

وہ واحد بھی ہے اور جمع بھی۔ جیسے وہ لڑکا۔ وہ لڑکے۔ لیکن کسی کو تو کہنا اچھا نہیں۔ واحد کو بھی تُم ہی کہنا چاہئے۔ اور تعظیم کی جگہ تُم کہنا بھی اچھا نہیں۔ آپ کہنا چاہیئے +

کبھی کبھی یہ اوپر کے کلمے بدل کر اور طرح بولے جاتے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے

اصل لفظ	وہ لفظ جو اُس کی جگہ بولے جاتے ہیں۔	
وہ	اُس	واحد
تو	تجھ۔ تیرا۔ تیری۔ تیرے	
میں	مجھ۔ میرا۔ میری۔ میرے	
وہ	اُن ۔ اُنھوں ۔ اُنھیں	جمع
تم	تمھیں۔ تمھارا۔ تمھاری۔ تمھارے	
ہم	ہمیں۔ ہمارا۔ ہماری۔ ہمارے	

۳ کوئی چیز جو دور یا نزدیک پڑی ہو۔ اُس کا ذکر کرتے وقت اشارہ کرکے کہتے ہیں۔ یہ چیز۔ وہ شے۔ اور اگر آدمی ہو۔ تو کہینگے یہ آدمی۔ وہ آدمی۔ اور کبھی کہتے ہیں یہ۔ یعنی یہ شے یا یہ آدمی جو نزدیک ہے۔ وُہ یعنی وہ چیز یا وہ آدمی جو دور ہے۔ یہاں یہ اور وہ ایسے لفظ ہیں جن سے اشارہ کیا گیا ہے۔ پس **جس لفظ سے کسی شے کی طرف اشارہ کریں۔ اُسے اسم اشارہ بولتے ہیں۔** اور اسم اشارہ کے صرف دو ہی لفظ ہیں۔

یہ نزدیک کے واسطے

وہ دور کے واسطے

یہ دونو لفظ بدل کر بھی بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ بدل کر واحد کے لئے اِس۔ جمع کے لئے اِن

اور وُہ بدل کر واحد کے لئے اُس۔ جمع کے لئے اُن بولا جاتا ہے +

۴۴ تم دو چار بچے مل کر کہیں جا رہے ہو۔ راستے میں تمہیں ایک آدمی ملا۔ جس نے تمہارا سبق سنا۔ اِس کے بعد وُہ تمہارے پاس سے کہیں اِدھر اُدھر چلا گیا۔ اب تم آپس میں اُس کا ذکر کرو گے۔ تو کہو گے۔ جس نے ہمارا سبق راستے میں سنا تھا۔ وہ بڑا عالم ہے۔ یہاں لفظ جس اُس آدمی کے لئے بولا ہے۔ جو تمہیں راہ میں ملا تھا۔ اور جب تک یہ نہ کہو۔ کہ ہمارا راستے میں سبق سنا تھا۔ تو لفظ جس کے کچھ معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ اِس قسم کے لفظوں کو جو اسم کی جگہ بولے جاتے ہیں۔ اسم موصول کہتے ہیں۔ اور ہمارا راستے میں سبق سنا تھا۔ اِس عبارت کو جس میں اُس کا پتا بتایا گیا ہے۔ صلہ کہتے ہیں۔ اِس بیان سے معلوم ہوا۔ کہ اسم موصول وہ اسم ہے۔ جو کسی نا معلوم شے کے لئے بولا جائے۔ اور اُس کے آگے اُس کا بیان ہو جسے صلہ کہتے ہیں +

اسم موصول اور صلہ مل کر ایک اسم کا کام دیتے ہیں۔
اور صرف یہ لفظ اسم موصول ہیں۔

جو۔ جونسا۔ جونسی۔ جونسے۔ جس۔ جن۔ جنھوں

سوالات

۱ اسم کی کے قسمیں ہیں؟ اور کیا کیا؟

۲ اسم معرفہ کی تعریف بتاؤ۔ اور اُس کی پانچ مثالیں سناؤ۔

۳ اسم معرفہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اُن کے نام لو۔

۴ علم کیسا اسم ہوتا ہے؟ اُس کی پانچ مثالیں بتاؤ

۵ علم کی کتنی صورتیں ہیں۔ ہر ایک کی مثال دو۔

۶ اسم ضمیر کیا ہوتا ہے؟ دس ضمیریں بتاؤ۔

۷ طرح طرح کی ضمیریں جو تم نے پڑھی ہیں۔ ہر ایک کو ایک ایک فقرے میں بیان کرو۔

۸ ضمیر سے کیا فائدہ ہے۔ مثال دیکر سمجھاؤ۔

۹ اسم اشارہ کیا ہوتا ہے؟ کونسے لفظ اسم اشارہ ہیں؟

۱۰ یہ اور وہ میں کیا فرق ہے؟

۱۱ اِس۔ اُس۔ اِن۔ اُن کو فقروں میں لاکر بیان کرو۔

۱۲ اسم موصول کیا ہوتا ہے اور صلہ کسے کہتے ہیں؟

۱۳ اسم موصول کے کونسے لفظ ہیں؟ ہر ایک لفظ کے واسطے ایک ایک فقرہ بناؤ۔

۱۴ آگرہ۔ ہم۔ احمد۔ تمہارا۔ یہ۔ جونسے۔ رمضان۔ اُن۔ سعدی۔ ستارۂ ہند۔ جنھوں۔ آپ۔ اِن میں سے ہر ایک کس قسم کا اسم معرفہ ہے؟

اسم نکرہ کی قسمیں

اسم نکرہ کی سات قسمیں ہیں۔اسم ذات۔ اسم صفت۔ اسم استفہام۔اسم مصدر۔ اسم فاعل۔اسم مفعول۔اسم حالیہ جن میں سے ہر ایک کا بیان آگے لکھا جاتا ہے۔خوب غور سے سنو اور یاد رکھو ؂

ا آدمی۔گھوڑا۔صبح۔ شام۔چاقو۔بٹّا۔اِن میں سے ہر ایک لفظ الگ الگ شے کو ظاہر کرتا ہے۔آدمی کا لفظ بولیں تو اُس سے گھوڑا۔صبح۔شام۔چاقو۔بٹّا نہیں سمجھے جاتے۔ اِسی طرح لفظ صبح سے صبح کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔پس یہ سب لفظ اور وہ اسم جس سے ایک شے کی اصلیت دوسری شے سے الگ معلوم ہو۔ اسم ذات کہلاتا ہے ؂ اسم ذات سے کبھی تو کوئی اوزار سمجھا جاتا ہے۔کبھی کوئی مکان یا وقت۔کبھی کوئی خاص آواز۔اور کبھی اُس سے کسی شے کا چھوٹا ہونا پایا جاتا ہے ۔ جیسے اوپر کے لفظوں میں صبح ایک وقت کا نام ہے۔چاقو ایک اوزار کا نام ہے۔ایسے ہی مدرسہ ایک مکان کا نام ہے ۔ دھت دھت ایک آواز ہے ۔اور پہاڑی سے ایک چھوٹا سا پہاڑ سمجھا جاتا ہے ؂ اسم ذات کی اِن

چاروں صورتوں کے الگ الگ نام ہیں۔جن کا تھوڑا تھوڑا سا بیان نیچے لکھا جاتا ہے ؀

(۱) جس اسم ذات سے کسی چیز کا چھوٹا ہونا ظاہر ہو۔ اُسے اسم تصغیر کہتے ہیں۔ جیسے پہاڑی۔ بچو لنگڑا۔ ڈبیا ؀

جس اسم کی تصغیر بنانی ہو۔ اُس کے پیچھے لفظوں ی۔ یا۔ ڑا۔ ڑی۔ لا۔ لی۔ وا۔ چہ۔ ک میں سے کوئی ایک لفظ بڑھا دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اصل اسم میں کچھ اول بدل بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے پیالہ سے پیالی۔ لوٹا سے لٹیا۔ مکھ سے مکھڑا۔ پلنگ سے پلنگڑی کھاٹ سے کھٹولا۔ کونڈا سے کنڈالی۔ ٹٹو سے ٹٹوا۔ صندوق سے صندوقچہ۔ ڈھول سے ڈھولک ؀

(۲) جس اسم ذات کے معنی اوزار کے ہوں۔ اُسے اسم آلہ کہتے ہیں۔ جیسے چاقو۔ قلم۔ سل۔ بٹا۔ بیلن۔ پھکنی۔ چھلنی۔ نکیل۔ گھڑیال۔ مسطر۔ مسواک۔ دستانہ۔ جھاڑو وغیرہ ؀

(۳) جو اسم ذات کسی جگہ یا کسی وقت کا نام ہو۔ اُسے اسم ظرف کہتے ہیں۔ جیسے شہر۔ دریا۔ گھر۔ سرہانہ۔ شوالہ۔ جھرنا۔ قلمدان۔ سسرال۔ پاندان۔

پھلواڑی - مسجد - مکتب - مدرسہ - کتب خانہ - رات - دن - صبح - شام - سال - مہینہ ٭

(۴) جس اسم ذات میں آواز کے معنی پائے جائیں - اُسے اسم صوت کہتے ہیں - جیسے دھت دھت - کائیں کائیں - کھٹ کھٹ - تڑاتڑ وغیرہ ٭

۲ جس اسم سے کوئی شے اور اُس کی کوئی خاص حالت دونو اکٹھی سمجھی جائیں - اُسے اسم صفت کہتے ہیں - جیسے بھوکا - اِس سے ایک ایسی جاندار شے سمجھی جاتی ہے - جو بھوک کی حالت میں ہو - ایسا ہی اور لفظ اچھا - بُرا - سبز - کالا - نڈر - من چلا - بہادر - لاہوری - عیسائی - دہلوی وغیرہ اسم صفت ہیں ٭ گنتی کے عدد ایک - دو - تین وغیرہ - اور نمبروار گنتی کے لفظ پہلا - دوسرا - پانچواں وغیرہ بھی اسم صفت سمجھے جاتے ہیں ٭

۳ - جن لفظوں کے ذریعے سے کچھ پوچھتے ہیں اُنھیں اسم استفہام کہتے ہیں - اور وہ لفظ یہ ہیں -

کون - کیا - کِس - کے - کتنا - کتنے - کتنی - کیوں

جیسے کون آیا ؟ کیا کہا ؟ کس نے لیا ؟ کے لڑکے آئے ؟ تم نے کتنا سبق پڑھا ؟ کتنی بڑی کتاب ہے ؟ تم کتنے آدمی ہو ؟ وہ کیوں بھاگا ؟

۴۔ جس طرح فعل سے کسی کام کا ہونا یا کرنا یا سہنا کسی وقت میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح جس اسم سے کسی کام کا ہونا یا کرنا یا سہنا تو پایا جائے۔ پر اس سے کوئی وقت نہ سمجھا جائے۔ اُسے اسم مصدر کہتے ہیں جیسے پڑھنا۔ لکھنا۔ کھانا۔ مارا جانا۔ چلنا۔ چلانا۔ نہ پینا۔ وغیرہ

جس طرح اِن اوپر کے مصدروں کے آخر میں نا ہے۔ اسی طرح اُردو میں ہر مصدر کے آخر میں نا ہوتا ہے۔ جسے علامت مصدر کہتے ہیں ؛

فعل کے معنی ہیں کام۔ اور ہر کام کا کرنے والا ضرور ہوتا ہے۔ جسے اُس فعل کا فاعل کہتے ہیں۔ جیسے احمد آیا۔ آیا فعل ہے اور احمد فاعل۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ فعل اور فاعل سے بات پوری نہیں ہوتی۔ کام کسی اور پر جا پڑتا ہے۔ جیسے احمد نے محمود کو بلایا۔ اگر کہیں احمد نے بلایا۔ تو بات پوری نہیں ہوتی۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کس کو بلایا۔ اسلئے محمود کے کہنے کی ضرورت ہے۔ پس محمود جس پر کام جا پڑا ہے۔ مفعول ہے ؛

جس طرح بعض فعل صرف فاعل کو اور بعض فعل فاعل اور مفعول دونو کو چاہتے ہیں۔ اُسی طرح مصدروں کا حال ہے۔ جو مصدر صرف فاعل کو چاہے۔ اُسے

لازم کہتے ہیں - جیسے ڈرنا - مرنا - آنا - ہونا - رونا وغیرہ - کہ یہ صرف فاعل کو چاہتے ہیں - اور جو **مصدر فاعل اور مفعول دونو کو چاہے - اُسے متعدی کہتے ہیں** - جیسے کرنا - کھانا - پڑھنا - مارنا وغیرہ کہ یہ فاعل اور مفعول دونو کو چاہتے ہیں ✤

کبھی کبھی لازم مصدروں کو متعدی بھی بنا لیتے ہیں - اُس کا قاعدہ یہ ہے - کہ علامت مصدر سے پہلے - یا مصدر کے پہلے حرف کے بعد الف بڑھا دیتے ہیں - یا پہلے حرف پر زبر ہو - تو الف - پیش ہو - تو واؤ - زیر ہو - تو یاے اُس کے پیچھے لگا دیتے ہیں - جیسے ڈرنا - چلنا - ہلنا - دبنا سے ڈرانا - چلانا - ہلانا - دبانا - اور ٹلنا - پلنا - بندھنا - مرنا سے ٹالنا - پالنا - باندھنا - مارنا - اور رکنا - کھلنا - پسنا سے روکنا کھولنا - پیسنا ✤

متعدی مصدر تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) جو صرف ایک مفعول کو چاہیں - جیسے پڑھنا - کہ چاہتا ہے پڑھنے والے کو جو فاعل ہے اور اُس چیز کو جو پڑھی جائے - اور وہ مفعول ہے - ایسا ہی لکھنا - مارنا - باندھنا وغیرہ ✤

(۲) ایسے مصدر جو دو مفعولوں کو چاہیں - جیسے دینا - کہ چاہتا ہے دینے والے کو جو فاعل ہے - اور اُس شخص کو

جیسے کوئی شے دینے والے نے دی۔ یہ پہلا مفعول ہے۔ اور اُس شے کو جو دی گئی۔ یہ دوسرا مفعول ہے۔ اِسی طرح بخشنا۔ پڑھوانا۔ مروانا وغیرہ ﴿ (۳) ایسے مصدر جو تین مفعولوں کو چاہیں۔ جیسے دلوانا۔ کہ چاہتا ہے دینے والے کو جو فاعل ہے۔ اور اُس شخص کو جسے چیز دی گئی۔ اور اُس چیز کو جو دی گئی۔ اور اُس شخص کو جس سے وہ چیز دلائی گئی ﴿

متعدی کی اِن قسموں کا بیان سُننے سے تم جان سکتے ہو کہ متعدی کو مفعول کی زیادتی کے لئے پھر متعدی بنا سکتے ہیں۔ سو اُس کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ علامت مصدر سے پہلے حرف وا زیادہ کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اُس سے پہلے حرفوں میں کچھ تغیر بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے کٹنا۔ روکنا۔ ہانکنا۔ پیٹنا سے کٹوانا۔ رکوانا۔ ہنکوانا۔ پٹوانا ﴿

ایک شریر بچہ واہیات بکتا ہے۔ تو استاد اُسے منع کرتا ہے اور کبھی مارتا ہے۔ تم آپس میں کہتے ہو۔ کہ شریر بچہ بکواس کر رہا تھا۔ اِس لئے اُسے مار پڑی۔ یہاں بکواس اور مار دو لفظ ایسے ہیں۔ کہ اُن سے بکنے اور مارنے کی حالت اور اُن کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ پس جس لفظ سے مصدر کی حالت اور اُس کا اثر ظاہر ہو۔ اُسے حاصل مصدر کہتے ہیں۔ وہ یا تو مصدر کی علامت گرانے

سے بن جاتی ہے۔یا علامت گراکر جو حرف باقی رہیں۔اُن کو کچھ بدل کر اخیر میں اِن نیچے لکھے ہوئے حرفوں کو ملانے سے بنتی ہے۔وہ حرف یہ ہیں۔

ء۔ی۔ئی۔ن۔ٹ۔ہٹ۔ا۔وا۔اپ۔ت۔س

جیسے ڈرنا۔ مارنا سے ڈر۔مار۔چڑھنا۔بچنا سے چڑھاؤ۔بچاؤ۔ ہنسنا۔بکنا سے ہنسی۔بکری۔سمانا۔کمانا سے سمائی۔کمائی۔ سوجنا۔تھکنا سے سوجن۔تکان۔ ملنا۔رکنا سے ملاوٹ۔رکاوٹ۔ بلبلانا۔گھبرانا سے بلبلاہٹ۔گھبراہٹ۔ جھگڑنا۔ رگڑنا سے جھگڑا۔رگڑا۔ پھیلانا۔ بہلانا سے پھیلاوا۔ بہلاوا۔ ملنا سے ملاپ۔ پڑھنا۔لڑنا سے پڑھنت۔لڑنت۔بکنا سے بکواس +

۵ کوئی کام ہو۔آدمی یا تو اُسے اپنے اختیار سے کرسکتا ہے۔ یا اپنے اختیار سے نہیں کرسکتا۔جیسے مارنا۔رونا۔جب چاہے آدمی کسی کو مار سکتا ہے اور خود رو سکتا ہے۔مگر مرنا ایسا نہیں۔آدمی جب چاہے۔مر نہیں سکتا۔ پس جو لفظ اُس آدمی یا چیز کو ظاہر کرے جس نے کام اپنے اختیار یا بے اختیاری سے کیا۔ اُسے اسم فاعل کہتے ہیں۔ جیسے رونے والا۔مرنے والا +

اسم فاعل ہمیشہ مصدر سے اِس طرح بنایا جاتا ہے۔ کہ مصدر کے الف کو یاے مجہول سے بدل کر اخیر میں

والا واحد مذکر کے لئے۔ والے جمع مذکر کے لئے ۔ اور والی مؤنث کے لئے بڑھاتے ہیں۔ یا مصدر کے اخیر سے الف کو گراکر پیچھے لفظ ہار بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے مرنا۔ ہونا سے مرنے والا۔ ہونے والا۔ مرن ہار۔ ہون ہار *

فارسی زبان کے اسم فاعل بھی اُردو میں بولے جاتے ہیں۔ اُن کے اخیر میں اِن لفظوں میں سے کوئی ایک لفظ ہوتا ہے۔

ندہ۔ گیر۔ گار۔ گر۔ بان۔ مند۔ ناک۔ گیں۔ ور

جیسے زندہ۔ پرندہ۔ دستگیر۔ خدمتگار۔ آہنگر۔ شتربان۔ دولتمند۔ خوفناک۔ غمگین۔ طاقتور *

عربی زبان کے اسم فاعل بھی اُردو میں بہت آتے ہیں۔ جیسے عالم۔ جاہل۔ ظالم۔ مناسب۔ منصف *

۲ جو اسم اُس آدمی یا چیز کو بتائے جس پر کام واقع ہو۔ اُسے اسم مفعول کہتے ہیں جیسے مرا ہوا۔ مارا گیا * اِس کے اخیر میں ہوا یا گیا میں سے کوئی ایک لفظ ہوتا ہے۔ جن کا آخری الف جمع مذکر میں یاے مجہول سے اور مؤنث میں یاے معروف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے مرے ہوئے۔ مری ہوئی۔ کبھی اِس کے آخر میں سے گیا اور ہوا

اڑا بھی دیتے ہیں۔ جیسے بچا۔ پیسا۔ منڈا +
کبھی کبھی فارسی۔عربی اسم مفعول بھی اُردو میں آتے ہیں۔ جیسے مردہ۔ گشتہ۔ بستہ فارسی اسم مفعول ہیں۔ اور مصروف۔ مشغول۔ مذکور۔ معلوم۔ مکرّم۔ معظّم عربی اسم مفعول +

۷ جو اسم فاعل یا مفعول کی حالت ظاہر کرے۔ اُسے اسم حالیہ کہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ مصدر کی علامت یعنی نا کو تا سے بدلانے اور کبھی اُس کے بعد ہُوا بڑھانے سے بن جاتا ہے۔ جیسے ہنسنا سے ہنستا۔ ہنستا ہُوا + اِس کے الف بھی جمع مذکر میں یائے مجہول سے اور مؤنث میں یائے معروف سے بدل جاتے ہیں +

سوالات

۱ اسم نکرہ کسے کہتے ہیں؟ اُس کی پانچ مثالیں دو +

۲ اسم نکرہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کا نام لو +

۳ اسم ذات سے کیا مراد ہے؟ اُس کی قسمیں بتاؤ +

۴ اسم تصغیر کیا ہوتا ہے؟ اُس کی پانچ مثالیں بیان کرو +

۵ اسم تصغیر کی نشانیاں اور ہر ایک کی ایک ایک مثال بتاؤ +

۶ اسم آلہ کیا ہوتا ہے؟ اُس کی چار مثالیں دو +

۷ اسم ظرف کی تعریف سناؤ ۔

۸ اسم صوت کیا ہوتا ہے ؟ اُس کی چار مثالیں دو ۔

۹ اسم صفت کی تعریف کرو۔ اُس کی تین مثالیں بھی دو ۔

۱۰ عدد سے کیا مراد ہے ؟ اور وہ کیسے اسم ہوتے ہیں ؟

۱۱ اسم مصدر کیا ہوتا ہے ؟ اُس کی علامت کیا ہے ؟

۱۲ فاعل کسے کہتے ہیں اور مفعول کسے ؟ مثال دیکر سمجھاؤ ۔

۱۳ مصدر لازم اور متعدی کیا ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی مثالیں دو ۔

۱۴ کیا مصدر لازم متعدی بن سکتے ہیں ؟ بنتے ہیں۔ تو کیونکر ؟ مثالیں دو۔

۱۵ متعدی مصدر کو پھر متعدی بنا سکتے ہیں یا نہیں ؟ اگر بنا سکتے ہیں۔ تو اُس کا کیا قاعدہ ہے ؟ مثال دے کر بیان کرو ۔

۱۶ حاصل مصدر سے کیا مراد ہے ؟ کیونکر بناتے ہیں ؟ مثالیں دو ۔

۱۷ اسم فاعل کی تعریف کرو۔ وہ کیونکر بنتا ہے؟ مثالیں بتاؤ ۔

۱۸ اسم مفعول کی تعریف کرو۔ وہ کیونکر بنتا ہے ؟ مثالیں سناؤ ۔

۱۹ اسم حالیہ کسے کہتے ہیں ؟ کیونکر بنتا ہے ؟ سات مثالیں دو ۔

۲۰ صبح ۔ دوات ۔ بچہ نگوڑا ۔ پھکنی ۔ مسجد ۔ کھٹ کھٹ ۔ بہادر ۔ پندرہ ۔ کیوں ۔ چلنا ۔ دسواں ۔ کرنا ۔ ندی ۔ پڑھنا ۔ دینا ۔ کمائی ۔ ہون ہار ۔ خوفناک ۔ پسا ۔ مرا ۔ کشتہ ۔ معلوم ۔ مردود ۔ مغرور ۔ کاہل ۔ غافل ۔ ان میں سے ہر ایک کونسا اسم نکرہ ہے ؟

تذکیر و تانیث

مؤنث سے مذکر بنانے کو تذکیر اور مذکر سے مؤنث بنانے کو تانیث کہتے ہیں- اگر مذکر کے اخیر میں الف ہو- تو مؤنث بنانے میں وہ یاے معروف سے بدل جاتا ہے - جیسے گھوڑا سے گھوڑی- اونچا سے اونچی- اور جب مذکر لفظ کے بعد الف نہ ہو- تو یاے معروف - نی - ن میں سے کوئی سا ایک لفظ بڑھائینگے - جیسے کبوتر سے کبوتری- مور سے مورنی - ناگ سے ناگن +

یہ قاعدے اکثر جانداروں کے لئے تھے- بیجان چیزوں میں ضروری نہیں- کہ جو لفظ مذکر بولے جاتے ہیں- اُنہی کو ادل بدل کر مؤنث بول دیا کریں- جیسے گھی- پانی- تھانہ- احسان- انعام- رونا مذکر لفظ ہیں- اِن کے مؤنث نہیں- ایسے ہی بکواس- آگ- قضا- تقریر- رخصت- کوشش مؤنث ہیں- اِن کے مذکر نہیں- اِسی واسطے بیجان چیزوں میں مذکر و مؤنث کا پہچاننا سننے سنانے سے ہی آتا ہے- اگرچہ کچھ قاعدے بھی ہیں- پر پورے پورے نہیں- اِس لئے بیان نہیں کئے جاتے +

وحدت و جمع

واحد سے جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے- کہ واحد اسم کے پیچھے مذکر میں یاے مجہول- یا واو مجہول اور نون غنہ- اور مؤنث

میں واو مجہول اور نون غنہ۔ یا الف اور نون غنہ۔ یا یاے مجہول و نون غنہ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لڑکا سے لڑکے۔ لڑکوں۔ لڑکی سے لڑکیوں۔ لڑکیاں۔ اور بُو سے بوئیں +

سوالات

۱ تذکیر و تانیث سے کیا مراد ہے ؟

۲ مؤنث بنانے کے قاعدے بتاؤ اور مثالیں دو +

۳ وحدت اور جمع سے کیا مراد ہے ؟

۴ جمع بنانے کے قاعدے بیان کرو اور مثالیں دو +

۲۔ فعل کا بیان

تم پڑھ چکے ہو۔ کہ فعل کا ہونا۔ کرنا یا سہنا کسی وقت میں ہُوا کرتا ہے۔ وقتوں میں سے جو وقت گزر چکا ہے۔ اُسے ماضی کہتے ہیں۔ جو وقت موجود ہے۔ اُسے حال اور جو وقت آگے آئیگا۔ اُسے مستقبل بولتے ہیں +

جس طرح مصدر کی دو قسمیں لازم اور متعدی ہیں۔ اِسی طرح فعل بھی لازم یا متعدی ہوگا +

فعل متعدی کی پھر دو قسمیں ہیں۔ جس فعل کا فاعل معلوم ہو۔ اُسے معروف۔ اور جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ اُسے مجہول کہتے ہیں۔ جیسے احمد نے پڑھا۔ یہاں پڑھا

کا فاعل احمد معلوم ہے۔ اور احمد مارا گیا میں مارنے والا معلوم نہیں۔ اِس لئے پڑھا فعل معروف ہے۔ اور مارا گیا فعل مجہول۔

یہ بھی یاد رکھو۔ کہ جس فعل سے اُس کا کیا جانا پایا جائے۔ اُسے فعل مثبت کہتے ہیں۔ ایسے فعل پر لفظ نہیں نہیں ہؤا کرتا۔ جیسے پڑھا اور مارا گیا دو نو فعل مثبت ہیں۔ اور جس فعل سے اُس کا نہ کیا جانا پایا جائے۔ اُسے فعل منفی کہتے ہیں۔ ایسے فعل پر ہمیشہ لفظ نہیں ہؤا کرتا ہے۔ جیسے نہیں پڑھا۔ نہیں مارا گیا دونو فعل منفی ہیں۔

اِس بیان سے معلوم ہؤا۔ کہ فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں:-

مثبت معروف۔ جیسے پڑھا
منفی معروف۔ جیسے نہیں پڑھا
مثبت مجہول۔ جیسے پڑھا گیا
منفی مجہول۔ جیسے نہیں پڑھا گیا

اور فعل لازم کی صرف دو قسمیں ہیں۔

مثبت معروف۔ جیسے آیا
منفی معروف۔ جیسے نہیں آیا

ہر ایک فعل کا فاعل کبھی تو وہ ہوتا ہے جو بات کر رہا ہے۔ اور کبھی وہ شخص جس سے بات کی جائے۔ اور کبھی اِن دونو کے سوا کوئی اور ہوتا ہے۔ جس کا ذکر کیا جائے۔ اِس لئے

ہر ایک فعل اِن تینوں طرح پر بدل کر آتا ہے۔ اور اِن میں سے ہر ایک حالت کو صیغہ کہتے ہیں۔ یعنی جب فعل کا فاعل بات کرنے والا ہو۔ تو اُس فعل کا صیغہ متکلم (بات کرنے والا) ہوگا۔ اور جب فعل کا فاعل وہ ہو جس سے بات کی جائے۔ تو اُس کا صیغہ مخاطب (جس سے بات کی جائے) یا حاضر (جو سامنے موجود ہو) ہوگا۔ اور اگر فعل کا فاعل متکلم اور مخاطب کے سوا کوئی اور ہو۔ تو اُس کا صیغہ غائب (جو موجود نہ ہو) ہوگا۔

پھر متکلم۔ مخاطب اور غائب میں سے ہر ایک واحد ہوگا یا جمع۔ مذکر ہوگا یا مؤنث۔ اِس لئے ہر ایک فعل کے بارہ صیغے ہوتے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

واحد مذکر غائب	جمع مذکر غائب	واحد مؤنث غائب	جمع مؤنث غائب
واحد مذکر حاضر	جمع مذکر حاضر	واحد مؤنث حاضر	جمع مؤنث حاضر
واحد مذکر متکلم	جمع مذکر متکلم	واحد مؤنث متکلم	جمع مؤنث متکلم

سوالات

۱ زمانے کتنے ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کرو۔

۲ فعل معروف اور فعل مجہول سے کیا مراد ہے؟ مثال دیکر سمجھاؤ۔

۳ فعل مثبت اور فعل منفی کی تعریف بتاؤ۔ مثالیں بھی دو۔

۴ فعل متعدی کی قسمیں بتاؤ۔ مصدر بنانا سے اُس کی مثالیں دو ٭
۵ متکلم۔ مخاطب اور غائب کے کیا معنی ہیں ؟
۶ کل کتنے صیغے ہیں ؟ اور کیا کیا ؟

فعل کی قسمیں

فعل کی چھ قسمیں ہیں۔ ماضی۔ مضارع۔ حال۔ مستقبل۔ امر۔ نہی ٭

۱۔ فعل ماضی

جس فعل کا ہونا۔ کرنا یا سہنا گزرے ہوئے زمانے میں سمجھا جائے۔ اُسے فعل ماضی کہتے ہیں۔ جیسے اُس نے کیا۔ اُس نے کیا ہے۔ وہ لایا تھا۔ تم گئے ہوگے وغیرہ ٭

فعل ماضی کی بھی چھ قسمیں ہیں۔ ماضی مطلق۔ ماضی قریب۔ ماضی بعید۔ ماضی استمراری۔ ماضی شکیہ۔ ماضی تمنائی۔ چنانچہ ہم پہلے ماضی کی اِن قسموں کا بیان لکھتے ہیں۔ پھر فعل کی اور قسموں کا بیان کرینگے ٭

(۱) ماضی مطلق

جس فعل کا کیا جانا گزرے ہوئے زمانے میں سمجھا جائے اور اُس زمانے کا دور۔ نزدیک ہونا یا کام میں کوئی شک یا خواہش نہ پائی جائے۔ تو اُسے فعل ماضی مطلق کہتے ہیں۔ جیسے اُس نے لیا۔ وہ آیا ٭

فعل ماضی مطلق کے لازم اور متعدی صیغے نیچے لکھے جاتے ہیں۔ انہیں خوب یاد رکھو*

اثبات فعل ماضی مطلق معروف متعدی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر یا مؤنث	اُس نے لیا	اُنھوں نے لیا	تو نے لیا	تم نے لیا	میں نے لیا	ہم نے لیا

اثبات فعل ماضی مطلق معروف لازم

مذکر	وہ آیا	وہ آئے	تو آیا	تم آئے	میں آیا	ہم آئے
مؤنث	وہ آئی	وہ آئیں	تو آئی	تم آئیں	میں آئی	ہم آئیں

ماضی مطلق مصدر سے بنایا جاتا ہے اس طرح کہ مصدر کی علامت یعنی حرف نا دور کرکے دیکھیں۔ اگر اخیر میں الف یا واؤ ہو۔ تو اُس کے پیچھے یا۔ اور اگر اِن کے سوا کوئی اور حرف ہو۔ تو الف بڑھا دیں۔ جیسے آنا اور بونا سے آیا اور بویا۔ لینا سے لیا* یہ واحد غائب کا صیغہ ہوگا۔ اور متعدی فعل میں اِس کی صرف فاعل کی ضمیریں بدل کر اور صیغے بن جائینگے۔ جیسا کہ اوپر کی گردان سے ظاہر ہے۔ مگر لازم فعل میں سب واحد مذکروں کے صیغے تو واحد غائب ہی کی طرح رہینگے۔ جمع مذکروں میں اخیر کا الف یائے مجہول سے۔ واحد مؤنثوں میں یائے معروف سے اور جمع مؤنثوں میں یائے معروف اور نون غنہ سے بدل جائیگا۔ جیسا کہ اوپر کی گردان میں ہے*

(۲) فعل ماضی قریب

جس فعل سے قریب کا گزرا ہوا زمانہ سمجھا جائے اُسے فعل ماضی قریب کہتے ہیں۔ جیسے اس نے لیا ہے۔ وہ آیا ہے ۔

گردان فعل ماضی قریب معروف متعدی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	تم نے لیا ہے	میں نے لیا ہے	ہم نے لیا ہے

گردان فعل ماضی قریب معروف لازم

مذکر	وہ آیا ہے	وہ آئے ہیں	تو آیا ہے	تم آئے ہو	میں آیا ہوں	ہم آئے ہیں
مؤنث	وہ آئی ہے	وہ آئی ہیں	تو آئی ہے	تم آئی ہو	میں آئی ہوں	ہم آئی ہیں

ماضی قریب ماضی مطلق سے بنتا ہے۔ متعدی ہو۔ تو ہر ایک صیغے پر حرف ہے بڑھا دو۔ لازم ہو۔ تو واحد مذکر غائب اور حاضر پر ہے۔ واحد مذکر متکلم پر ہوں۔ جمع مذکر غائب اور متکلم پر ہیں۔ جمع مذکر حاضر پر ہو بڑھاؤ۔ مؤنث صیغوں میں ماضی مطلق صیغۂ واحد غائب پر اوپر کی ترتیب سے ہے۔ ہیں۔ ہو۔ ہوں بڑھائے جائینگے۔ جیسا کہ گردان سے ظاہر ہے ۔

(۳) فعل ماضی بعید

جس فعل سے دور کا گزرا ہوا زمانہ سمجھا جائے۔ اُسے ماضی بعید کہتے ہیں۔ جیسے اُس نے لیا تھا۔ وہ آیا تھا ۔

اثبات فعل ماضی بعید معروف متعدی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر یا مؤنث	اُس نے لیا تھا	اُنہوں نے لیا تھا	تو نے لیا تھا	تم نے لیا تھا	میں نے لیا تھا	ہم نے لیا تھا

اثبات فعل ماضی بعید معروف لازم

مذکر	وہ آیا تھا	وہ آئے تھے	تو آیا تھا	تم آئے تھے	میں آیا تھا	ہم آئے تھے
مؤنث	وہ آئی تھی	وہ آئی تھیں	تو آئی تھی	تم آئی تھیں	میں آئی تھی	ہم آئی تھیں

ماضی بعید متعدی ماضی مطلق متعدی کے صیغے پر تھا بڑھانے سے بنتی ہے۔ اور ماضی بعید لازم کے واحد مذکر صیغے ماضی مطلق کے اِن صیغوں پر تھا۔ اور جمع مذکر صیغے ماضی مطلق کے اِن صیغوں پر تھے بڑھانے سے بنتے ہیں۔ اور مؤنث صیغے ماضی مطلق کے صیغۂ واحد غائب مؤنث پر واحدوں میں تھی اور جمعوں میں تھیں بڑھانے سے بنتے ہیں*

(۴) ماضی استمراری

جس فعل کا ہمیشہ اور بار بار ہونا گزرے ہوئے زمانے میں سمجھا جائے۔ اُسے فعل ماضی استمراری کہتے ہیں۔ جیسے وہ لیتا تھا۔ وہ آتا تھا*

اثبات فعل ماضی استمراری معروف متعدی

مذکر	وہ لیتا تھا	وہ لیتے تھے	تو لیتا تھا	تم لیتے تھے	میں لیتا تھا	ہم لیتے تھے
مؤنث	وہ لیتی تھی	وہ لیتی تھیں	تو لیتی تھی	تم لیتی تھیں	میں لیتی تھی	ہم لیتی تھیں

لازم اور متعدی صیغے ایک ہی طرح ہوتے ہیں۔ بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ مصدر کے اخیر سے نا ہٹا کر واحد مذکروں پر تا تھا۔ جمع مذکروں پر تے تھے۔ واحد مؤنثوں پر تی تھی۔ جمع مؤنثوں پر تی تھیں بڑھاویں +

(۵) ماضی شکیہ

جس فعل کا گزرے ہوئے زمانے میں ہونا شک کے ساتھ سمجھا جائے۔ اُسے ماضی شکیہ کہتے ہیں۔ جیسے اُس نے لیا ہوگا۔ وہ آیا ہوگا +

اثبات فعل ماضی شکیہ معروف متعدی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر یا مؤنث	اُس نے لیا ہوگا	اُنھوں نے لیا ہوگا	تو نے لیا ہوگا	تم نے لیا ہوگا	میں نے لیا ہوگا	ہم نے لیا ہوگا

اثبات فعل ماضی شکیہ معروف لازم

مذکر	وہ آیا ہوگا	وہ آئے ہونگے	تو آیا ہوگا	تم آئے ہوگے	میں آیا ہونگا	ہم آئے ہونگے
مؤنث	وہ آئی ہوگی	وہ آئی ہونگی	تو آئی ہوگی	تم آئی ہوگی	میں آئی ہونگی	ہم آئی ہونگی

ماضی شکیہ متعدی کے صیغے ماضی مطلق کے صیغوں پر لفظ ہوگا بڑھانے سے بنتے ہیں۔ اور ماضی شکیہ لازم کے مذکر صیغے ماضی مطلق لازم کے صیغۂ واحد مذکر غائب اور حاضر پر ہوگا۔ واحد مذکر متکلم پر ہونگا۔ جمع مذکر غائب اور متکلم پر ہونگے۔ جمع مذکر حاضر پر ہوگے بڑھانے سے بن جاتے ہیں۔ اور مؤنث صیغے ماضی مطلق لازم

کے صیغۂ واحد مؤنث غائب پر ہوگی واحد غائب اور حاضر کے دونو صیغوں کے لئے ۔ ہونگی بواو معروف واحد متکلم کے واسطے ۔ اور ہونگی بواو مجہول جمع غائب اور متکلم کے لئے بڑھانے سے بن جاتے ہیں +

(۶) ماضی تمنائی

جس فعل سے گزرے ہوئے زمانے میں کسی قسم کی خواہش پائی جائے ۔ اُسے فعل ماضی تمنائی کہتے ہیں ۔ اِس کے پہلے تمنا یا شرط کا کوئی حرف ضرور آتا ہے ۔ جیسے کاش آتا ۔ اگر لیتا ۔ اِس کے متعدی اور لازم دونو حالتوں کے ایکہی صیغے ہیں +

اثبات فعل ماضی تمنائی معروف لازم

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آتا	وہ آتے	تو آتا	تم آتے	میں آتا	ہم آتے
مؤنث	وہ آتی	وہ آتیں	تو آتی	تم آتیں	میں آتی	ہم آتیں

مصدر کی علامت دور کرکے واحد مذکروں کے لئے تا ۔ جمع مذکروں کے لئے تے ۔ واحد مؤنثوں کے واسطے تی ۔ جمع مؤنثوں کے لئے تیں بڑھا دو ۔ تو ماضی تمنائی کے صیغے بن جائینگے +

۲ ۔ فعل مضارع

جس فعل کا ہونا حال اور مستقبل دونو زمانوں میں سمجھا جائے ۔ اُسے فعل مضارع کہتے ہیں ۔ جیسے آئے اب یا آئندہ +

اثبات فعل مضارع معروف لازم

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر یا مؤنث	وہ آئے	وہ آئیں	تو آئے	تم آؤ	میں آؤں	ہم آئیں

مضارع کے متعدی اور لازم دونو حالتوں میں ایکہی طرح کے صیغے ہوتے ہیں۔ بنانے کا قاعدہ یہ ہے۔ کہ مصدر سے اُس کی علامت دور کرکے دیکھیں۔ اگر اخیر کا حرف الف۔ واؤ۔ یا یے ہو۔ تو وے یا ئے۔ اور اگر اِن کے سوا کوئی اور ہو۔ تو یاے مجہول بڑھائیں اسی طرح واحد غائب اور حاضر کے صیغے بنینگے۔ جمع غائب اور متکلم میں اِس کے بعد نون غنہ بڑھا دو۔ جمع حاضر میں بجاے وے یا ئے کے وَ یا وَ بڑھاؤ۔ واحد متکلم میں جمع حاضر کے صیغے کے بعد نون غنہ بڑھاؤ۔ اور واو کو معروف کردو۔ مذکر اور مؤنث کے صیغوں میں کچھ فرق نہیں ہوتا ۔

۳۔ فعل حال

جس فعل کا ہونا حال کے زمانے میں سمجھا جائے۔ اُسے فعل حال کہتے ہیں۔ جیسے وہ آتا ہے۔ وہ لیتا ہے ۔

مذکر	وہ آتا ہے	وہ آتے ہیں	تو آتا ہے	تم آتے ہو	میں آتا ہوں	ہم آتے ہیں
مؤنث	وہ آتی ہے	وہ آتی ہیں	تو آتی ہے	تم آتی ہو	میں آتی ہوں	ہم آتی ہیں

ماضی تمنائی کے مذکر صیغوں پر واحد غائب اور حاضر کے لئے ہے
جمع غائب اور متکلم کے لئے ہیں۔ جمع حاضر کے واسطے ہو اور واحد
متکلم کے لئے ہوں بڑھا دو۔ مؤنث صیغوں کے لئے ماضی تمنائی
کے صیغۂ واحد غائب مؤنث پر اوپر کی تفصیل کے مطابق ہے
ہیں۔ ہو۔ ہوں بڑھا دو ؛

(۴) فعل مستقبل

جس فعل کا ہونا آنے والے زمانے میں سمجھا جائے
اُسے فعل مستقبل کہتے ہیں۔ جیسے وہ آئیگا۔ وہ لیگا ؛

اثبات فعل مستقبل معروف متعدی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لیگا	وہ لینگے	تو لیگا	تم لوگے	میں لونگا	ہم لینگے
مؤنث	وہ لیگی	وہ لینگی	تو لیگی	تم لوگی	میں لونگی	ہم لینگی

مضارع کے صیغوں پر واحد مذکروں میں گا۔ جمع مذکروں میں
گے اور مؤنثوں میں گی بڑھا دو۔ تو مستقبل کے صیغے بن جائینگے ؛

(۵) فعل امر

فعل امر وہ ہے جس میں کام کرنے پر حکم پایا جائے
جیسے آ۔ لے۔ اُٹھ۔ جا۔ دے۔ کر ؛

فعل امر معروف لازم

	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد غائب	جمع غائب	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر یا مؤنث	تو آ	تم آؤ	وہ آوے یا آئے	وہ آویں یا آئیں	میں آؤں	ہم آویں یا آئیں

مصدر سے نا دور کرو۔ تو واحد حاضر کا صیغہ بن جائیگا۔ اِس پر
وَ بڑھا۔ تو جمع حاضر کا صیغہ بنیگا۔ باقی صیغے مضارع جیسے ہیں۔
اور اُنہیں امر غائب کہتے ہیں ٭

امر کے مذکر اور مؤنث صیغے ایکہی طرح ہوتے ہیں۔ اور وہ
ہمیشہ مثبت ہوتا ہے۔ منفی نہیں ہوتا۔ کیونکہ امر منفی ہی کا
نام نہی ہے ٭

(۶) فعل نہی

فعل نہی وہ ہے جس سے فعل کے نہ کرنے کا حکم
پایا جائے۔ جیسے مت آ۔ نہ لے۔ نہ دے۔ مت رو ٭

فعل نہی معروف لازم

	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد غائب	جمع غائب	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر یا مؤنث	مت آ	مت آؤ	وہ نہ آوے یا آئے	وہ نہ آویں یا آئیں	میں نہ آؤں	ہم نہ آویں یا آئیں

نہی کے صیغے امر پر مت یا نہ بڑھانے سے بن جاتے ہیں۔
نہی کو مثبت اور منفی کہنا درست نہیں۔ کیونکہ وہ امر منفی ہے ٭

مجہول بنانے کا قاعدہ

کسی مصدر کے ماضی مطلق پر جانا زیادہ کرنے سے مصدر
مجہول بنتا ہے۔ پھر اُس سے جونسا فعل چاہو۔ قاعدے
کے موافق بنالو۔ جیسے لیا گیا۔ لیا جاتا۔ لیا جاتا ہے۔ لیا جائیگا
لیا جائے۔ لیا جا وغیرہ ٭

فعل منفی بنانے کا قاعدہ

امر اور نہی کے سوا باقی سب فعل منفی ہو سکتے ہیں۔ جو ہر ایک فعل پر حرف نہیں بڑھانے سے بن جاتے ہیں۔ جیسے نہیں آیا۔ نہیں آتا ہے۔ نہیں آئیگا۔ نہیں لیا گیا وغیرہ +

سوالات

۱ فعل کی کتنے قسمیں ہیں ؟ اور کیا کیا ؟ مثالیں دو +

۲ فعل ماضی کی تعریف کرو۔ اُس کی قسمیں بتاؤ +

۳ فعل ماضی مطلق کیا ہوتا ہے ؟ کیونکر بنتا ہے ؟

۴ ماضی مطلق معروف متعدی اور لازمی کی گردان کرو اور دونو کا فرق بتاؤ +

۵ ماضی قریب کیا ہے ؟ کیونکر بنتا ہے ؟ اُس کی لازمی اور متعدی کی گردانیں کرو +

۶ ماضی بعید کی تعریف سناؤ۔ اُس کے بننے کا کیا قاعدہ ہے ؟ اُس کی لازمی اور متعدی کی گردانیں کرو +

۷ ماضی استمراری کی تعریف اور اُس کے بنانے کا قاعدہ بیان کرو۔ اُس کی گردان بھی سناؤ +

۸ ماضی شکیہ کیا ہوتی ہے ؟ کیونکر بنتی ہے ؟ اُس کی لازمی اور متعدی کی گردانیں کرو +

۹ ماضی تمنائی کی تعریف کرو۔ بنانے کی ترکیب بتاؤ۔ اُس کی لازمی اور متعدی گردان میں کیا فرق ہے ؟

۱۰ لٹے گئے۔ میں نے پکڑا۔ تم آئیں۔ اُنھوں نے لیا ہے۔ وہ آئے ہیں۔ تو نے لیا تھا۔ ہم پڑھتے تھے۔ تم پیتے تھے۔ اُنھوں نے لیا ہوگا۔ ہم آئی ہونگی۔ تم آتیں +

ہم لاتے کیسے فعل ہیں اور کیا کیا صیغے ؟

۱۱ فعل مضارع کیا ہوتا ہے ؟ مثالیں دو۔ اُس کے بنانے کا قاعدہ بتاؤ۔ فعل مضارع مثبت معروف لازم کی گردان کرو ۔

۱۲ فعل حال کیا ہوتا ہے ؟ اُس کی گردان کرو۔ بنانے کا قاعدہ بھی بتاؤ ۔

۱۳ فعل مستقبل کی تعریف کرو۔ بنانے کا قاعدہ بتاؤ اور گردان کرو ۔

۱۴ فعل امر کیا ہوتا ہے ؟ کیونکر بنتا ہے ؟ اُس کی گردان سناؤ ۔

۱۵ فعل نہی کیا ہوتا ہے ؟ کیونکر بنتا ہے ؟ اُس کی گردان سناؤ ۔

۱۶ فعل مجہول کیونکر بنتا ہے ؟ کسی فعل کے منفی بنانے کا کیا قاعدہ ہے ؟

۱۷ بخشنا۔ بجانا۔ آزمانا۔ جننا اور چھپانا مصدروں کے مجہول اور منفی افعال بناؤ اور اُن کی گردان کرو ۔

۱۸ میں سیکھوں۔ تم کانپتے ہو۔ ڈھونڈ۔ تم ہنسوگے۔ ہم نہ بجائینگے ۔ تم جاؤ گی ۔ وہ نہ کریں۔ دوڑایا گیا۔ نہیں مارا جاتا۔ مت جاؤ۔ مارے جاؤ کونسے فعل ہیں اور کیا کیا صیغے ہیں ؟

مصدر

نیچے جو مصدر لکھے جاتے ہیں۔ اُن سے طالب علم ہر ایک فعل کے صیغے **مثبت** معروف۔ مثبت مجہول۔ منفی معروف اور منفی مجہول بناکر مشق کریں ۔

آنا۔ آزمانا۔ اُبھارنا۔ ابلنا۔ اُٹھنا۔ اٹھانا۔ اڑنا۔ اڑانا۔ اونگھنا۔ اترنا ۔

بلانا۔ بکنا۔ بجھانا۔ بھرنا۔ بھونا۔ برسنا۔ بڑھنا۔ بننا۔ بخشنا۔ باندھنا۔ بوجھنا۔ بٹنا۔ بونا۔ بانٹنا۔ بجھنا۔ بننا۔ بنانا۔ بڑھنا۔ بھیگنا۔ بھاگنا۔ بھیجنا۔ بیچنا۔ بچھانا۔ بیٹھنا۔ بجانا + پانا۔ پینا۔ پڑنا۔ پھینکنا۔ پاٹنا۔ پھاڑنا۔ پکنا۔ پکانا۔ پوجنا۔ پوچھنا۔ پالنا۔ پہننا۔ پھیرنا۔ پھرنا۔ پھٹنا۔ پڑھنا۔ پھونکنا۔ پہنچنا۔ پرونا۔ پھسلانا۔ پھسلنا۔ پہچاننا۔ پگھلنا۔ پگھلانا۔ پکڑنا + تڑپنا۔ تپنا۔ تننا۔ تولنا۔ توڑنا + ٹپکنا۔ ٹہلنا۔ ٹھیرنا۔ ٹھٹھرنا۔ ٹوٹنا +

جوڑنا۔ جاننا۔ جھکنا۔ جھاڑنا۔ جمنا۔ جمانا۔ جانا۔ جتانا۔ جننا۔ جینا۔ جلنا۔ جلانا۔ جتانا + چومنا۔ چمکنا۔ چرنا۔ چمٹنا۔ چھڑکنا۔ چھوڑنا۔ چھاننا۔ چھیلنا۔ چکھنا۔ چلنا۔ چننا۔ چبانا۔ چبھنا۔ چاہنا۔ چوسنا۔ چرانا۔ چلانا۔ چھوٹنا۔ چاٹنا۔ چھپنا۔ چھپانا +

دوڑنا۔ دوڑانا۔ دیکھنا۔ دکھانا۔ دکھلانا۔ دلنا۔ دلانا۔ دوہنا۔ دھونا۔ ڈرنا۔ ڈرانا۔ ڈالنا۔ ڈھانپنا۔ ڈھونڈنا + رونا۔ رلانا۔ رہنا۔ رکھنا۔ رسنا + ستانا۔ سوجنا۔ سوچنا۔ سنوارنا۔ سیکھنا۔ سکھانا۔ سونگھنا۔ سکنا۔ سونا۔ سوکھنا۔ سینا۔ سونپنا۔ سننا۔ سمجھنا۔ سمجھانا۔ سمانا۔ فرمانا +

کرنا۔ کھینچنا۔ کھیلنا۔ کاٹنا۔ کودنا۔ کھجلانا۔ کھانا۔ کانپنا۔ کاتنا۔ کھرچنا۔ کھانسنا۔ کھلنا۔ کھولنا۔ کھودنا۔ کوٹنا۔ کہنا + گرنا۔ گرانا۔ گھسنا۔ گھسانا۔ گانا۔ گوندھنا۔ گندھوانا۔ گننا۔ گنوانا۔ گھٹنا۔ گھٹانا۔ گلنا۔ گلانا۔ گزرنا + لینا۔ لتھڑنا۔ لپسنا۔ لانا۔ لٹکانا۔ لپٹنا۔ لپٹنا۔ لڑنا۔ لنڈھانا۔ لڑھکنا۔ لکھنا +

مرنا۔ مارنا۔ مرجھانا۔ ملنا۔ ملانا۔ مونڈنا۔ موتنا۔ مانگنا۔ نچوڑنا۔ نکلنا۔ نکالنا۔ ناپنا۔ ناچنا۔ پنچانا۔ نہانا۔ ہونا۔ ہارنا۔ ہلنا۔ ہنسنا۔ ہنسانا۔ ہانکنا۔ ہچکنا۔

تنبیہ

مصدروں پر سوالات لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مدرس خود مشق کے طور پر طلبا سے مختلف مصادر کے مختلف فعل اور صیغے پوچھ لیا کرے۔

۳۔ حرف

جس طرح اسم اور فعل کی قسمیں تم پڑھ چکے۔ اسی طرح حرف کی دو قسمیں ہیں۔ حروف تہجی۔ حروف معنوی۔

(۱) حروف تہجی

حروف تہجی وہ حرف ہیں جن کے ملانے سے لفظ بنتے ہیں۔ اردو میں کل ۴۹ حروف تہجی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش

ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ء ی

بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ ڑھ کھ گھ لھ نھ

ان ۴۹ حروف میں سے ٹ ڈ ڑ بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ ڑھ کھ گھ لھ نھ ایسے حرف ہیں کہ وہ صرف اُردو ہی میں آتے ہیں۔ عربی اور فارسی میں نہیں آتے۔ اسی طرح پ چ ژ گ ایسے

حرف ہیں کہ صرف اُردو اور فارسی میں آتے ہیں۔ عربی میں نہیں آتے۔ اور ث ح ص ض ط ظ ع ق صرف عربی لفظوں میں ہوتے ہیں ؛

(۲) حروف معنوی

حروف معنوی وہ ہیں جن کے معنی ہیں۔ پر وہ معنی اُس وقت تک سمجھ میں نہیں آتے جب تک کسی دوسرے لفظ سے نہ ملیں۔ اِس قسم کے حرفوں کی کتنی ہی قسمیں ہیں۔ مگر یہاں ہم اُن میں سے زیادہ کام میں آنے والی قسموں کا تھوڑا سا حال لکھ دیتے ہیں۔ اِنہیں یاد کرلو۔ اور باقی قسمیں علم نحو پڑھے بغیر تم اچھّی طرح سمجھ نہیں سکتے۔ اِسلئے صرف کی قسموں کا مفصل بیان نحو کے رسالے میں لکھا جائیگا ؛

ندا کے حرف

کسی کو پکارنا ہو۔ تو اِن حرفوں سے پکارتے ہیں۔

یا۔ اے۔ ارے۔ ابے۔ ارے او۔ ابے او۔ اجی۔ ہوت۔ الف ندا جس کو پکارنا ہو۔ اخیر کے دو حرف تو اُس کے نام کے بعد بولے جاتے ہیں۔ اور باقی سب پہلے۔ جیسے یا خدا۔ اے لڑکو۔ ارے نوکر۔ ابے لونڈے۔ او احمق۔ میاں ہوت۔ پروردگارا۔ ابے او رچھو کرے

اجی صاحب۔ مگر تم کسی کو ابے یا ارے او یا ابے او یا ہوت کہ کر نہ پکارنا۔ یہ شریفوں کی گفتگو نہیں ﴿

نفی کے حرف

ن۔ نہ۔ مت۔ نہیں۔ یہ چاروں حرف فعلوں کی نفی کرتے ہیں۔ جیسے نکر۔ نہ رو۔ مت جا۔ نہیں کیا تھا ﴿

ا۔ ان۔ نِر۔ نِ۔ بَ۔ پر۔ کُ۔ بے۔ یہ سب حرف اسموں کی نفی کرتے ہیں۔ جیسے امٹ۔ ان پڑھ۔ نِربل۔ نِڈر۔ بدیس۔ پردیس کُراہ۔ بیڈھب ﴿

جواب کے حرف

کوئی کچھ پوچھے۔ تو اُس کے جواب میں یہ حرف بولے جاتے ہیں۔ ہاں۔ نہیں۔ جی۔ بھلا۔ بہت اچھا۔ ٹھیک۔ بجا۔ درست۔ واقعی جیسے تم سے کوئی پوچھے۔ اُس نے سبق پڑھا؟ تم جواب میں کہو ہاں۔ نہیں یا جی ہاں ﴿

تنبیہ کے حرف

ہیں۔ ہوں۔ یہ دو حرف ڈانٹنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے ہیں تونے کیا کہا۔ ہوں یہ کیا کرتے ہو ﴿

تاسف کے حرف

ہائے۔ اے ہے۔ ہے ہے۔ یہ حرف افسوس اور درد کے مقام پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے ہائے کیا کروں۔ اے ہے کیا ہوا ﴿

انبساط کے حرف

یہ حرف خوشی یا تعجب کی جگہ بولے جاتے ہیں۔

اہاہا۔ اہو ہو۔ واہ واہ

جیسے اہاہا کیسا خوبصورت جانور ہے۔ واہ واہ یہ کیا اچھا لڑکا ہے۔ روز سبق یاد کر لاتا ہے۔

ظرفیت کے حرف

ہاں۔ دھر۔ ب۔ یہ تینوں حرف ظرف کے واسطے آتے ہیں۔ ہاں اور دھر مکان کے لئے۔ ب زمانے کے واسطے آتا ہے۔ اور اِن میں سے ہاں تو کبھی کبھی اکیلا بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے میرے ہاں۔ مگر اکثر یہ تینوں حرف اسم اشارہ۔ اسم موصول اور اسم استفہام کے ساتھ ملکر آتے ہیں۔ جیسے یہاں۔ وہاں۔ اِدھر۔ اُدھر۔ اب۔ جہاں۔ جدھر۔ جب۔ کہاں۔ کدھر۔ کب۔ اِن کی اصل یوں ہے۔ یہ ہاں۔ وہ ہاں۔ یہ دھر۔ وہ دھر۔ یہ ب۔ جو ہاں۔ جو دھر۔ جو ب۔ کیا ہاں۔ کیا دھر۔ کیا ب۔ مل جل کر صورت بدل گئی ہے۔

مقدار کے حرف

واحد مذکر کے لئے تنا۔ جمع مذکر کے لئے تنے۔ واحد اور جمع مؤنث کے لئے تنی مقدار یا اندازہ بتانے کے حرف ہیں۔ اور ظرفیت کے حرفوں کی طرح اسم اشارہ۔ اسم موصول اور

اسم استفہام کے ساتھ مل کر ہی آتے ہیں۔ جیسے اِتنا۔ اُتنا۔ اِتنے۔ اُتنے۔ اِتنی۔ اُتنی۔ جتنا۔ جتنے۔ جتنی۔ کتنا۔ کتنے۔ کتنی *

تشبیہ کے حرف

اِس مطلب کے ظاہر کرنے کے واسطے کہ وہ چیز فلاں چیز جیسی ہے۔ تشبیہ کے حرف بولے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

سا۔ سی۔ سے۔ جوں۔ ہُو بہُو

جیسے بال سا۔ جوں شمع۔ یہ تو ہو بہو وہی ہے۔ سا کبھی تو اکیلا آتا ہے اور اکثر اسم اشارہ۔ اسم موصول اور اسم استفہام کے ساتھ مل کر آتا ہے جس کی مثالیں یہ ہیں۔ ایسا۔ ویسا۔ ایسے۔ ویسے وغیرہ۔ جیسا۔ جیسے وغیرہ۔ کیسا۔ کیسے وغیرہ *

شرکت اور اختصاص کے حرف

بھی ایک کو دوسرے کے ساتھ شریک کرنے کے واسطے بولا جاتا ہے جیسے وہ بھی گیا تھا۔ میں بھی گیا تھا *

ہی اور تو کسی چیز کو خاص کرنے کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے میں ہی گیا تھا۔ وہ تو نہیں گیا *

حروف مغیّرہ یا بدل دینے والے حرف

جو حرف اسم ضمیر۔ اسم اشارہ۔ اسم موصول اور اور اسموں کے بعد آتے ہیں۔ اور اُن میں کچھ ادل بدل کر دیا کرتے ہیں۔ حروف مغیّرہ کہلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

ہیں۔ پر۔ کا۔ کے۔ کی۔ نے۔ والا۔ تک۔ تلک۔ سے۔ کو

جیسے وہ گھوڑا۔ اِس کے بعد اگر پر کہیں۔ تو وہ اُس سے اور گھوڑا کا الف یائے مجہول سے بدل کر اُس گھوڑے پر بولا جاتا ہے۔ ایسا ہی یہ کھیت کیسے ہرے ہیں۔ اِس میں کھیت کے بعد میں لائیں تو یوں بولینگے۔ اِن کھیتوں میں کیسی ہریاول ہے +

سوالات

۱ حرف کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور کیا کیا؟ ہر ایک کی تعریف کرو +

۲ اردو میں کون کون حروف تہجی ہیں؟

۳ فارسی اور عربی دونوں میں اور صرف عربی میں کونسے حرف نہیں ہوتے؟

۴ حروف معنوی کی جن قسموں کا بیان اِس کتاب میں ہے۔ اُن کا نام لو +

۵ ندا کے حرف سناؤ۔ وہ کس موقع پر بولے جاتے ہیں؟ مثالیں دو +

۶ نفی کے حرف کتنی طرح کے ہیں؟ ہر ایک کی تفصیل سناؤ۔ مثالیں بھی دو +

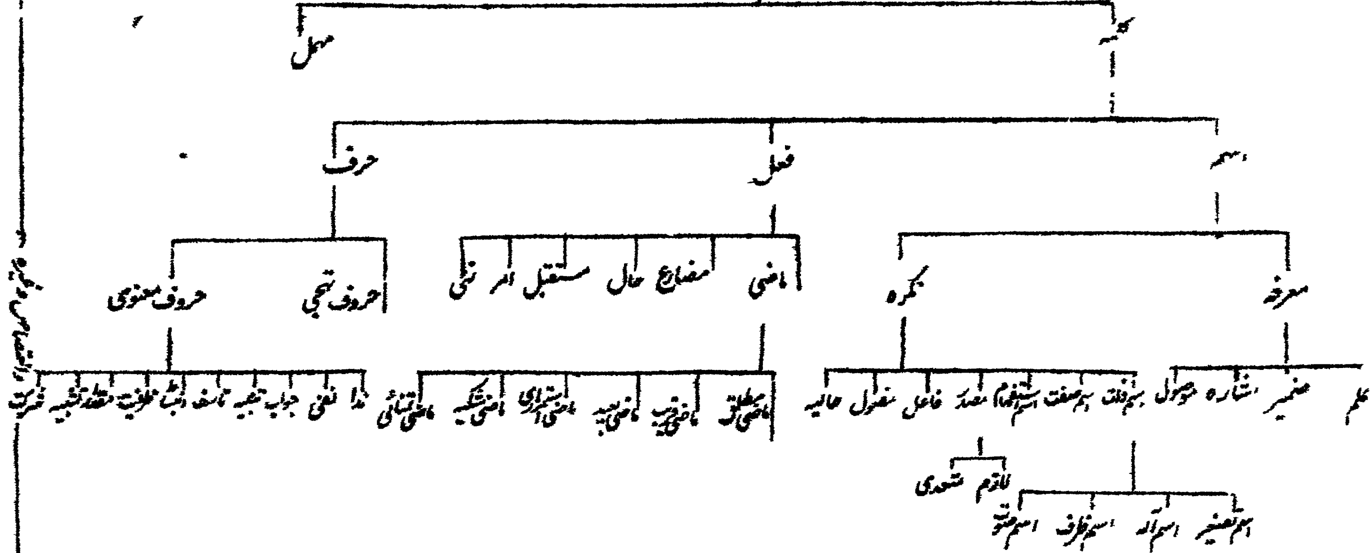
۷ جواب اور ندا کے حرف بتاؤ۔ اُن کی الگ الگ مثالیں دو +

۸ تاسف و انبساط۔ شرکت و اختصاص کے حرف سناؤ۔ مثالیں دو +

۹ ظرفیت۔ مقدار اور تشبیہ کے حرف کونسے ہیں؟ وہ کن اسموں سے مل کر بولے جاتے ہیں؟

۱۰ حروف مغیرہ سے کیا مراد ہے؟ وہ حرف بناؤ۔ مثالیں بھی دو +

۱۱ اب۔ کہاں۔ جتنی۔ اِتنی۔ کیسی۔ جیسی کی اصل بتاؤ۔ اور بھی۔ ہیں۔ جوں۔ ہاں۔ ہوں۔ جی۔ نہ۔ ارے۔ واہ واہ کس قسم کے حرف ہیں؟


شجرهٔ علم صرف
لفظ
کلمہ
مہمل
اسم
فعل
حرف
معرفہ
نکرہ
ماضی
مضارع
حال
مستقبل
امر
نہی
حروف تہجی
حروف معنوی
علم
ضمیر
اشارہ
موصول
اسم ذات
اسم صفت
اسم استفہام
مصدر
فاعل
مفعول
حالیہ
لازم
متعدی
اسم تصغیر
اسم آلہ
اسم ظرف
اسم صوت
ماضی مطلق
ماضی قریب
ماضی بعید
ماضی استمراری
ماضی شکیہ
ماضی تمنائی
ندا
نفی
جواب
تنبیہ
تاسف
ربط
ظرفیت
مقدار
تشبیہ
شرکت

مذہب کو چھوڑ گمراہی اور عذاب آخرت میں گرفتار نہ ہوں۔ چہارم اہل اسلام کو اصلاح طرز معاشرت اور تہذیب اخلاق اور تحصیل علوم دینی و دنیوی اور باہمی اتحاد و اتفاق کا شوق دلانا۔ پنجم گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری کے نتائج حسنہ سے اہل اسلام کو آگاہ کرنا۔ ششم ان مقاصد اور اغراض کے پورا کرنے کے لئے واعظوں کے تقرر۔ رسالے کے اجرا اور دیگر وسائل کو عمل میں لانا ✦

ان اغراض کی تکمیل کے واسطے انجمن کی طرف سے واعظ مقرر ہیں۔ جن میں سے دو شہر کے مختلف حصوں میں ہر روز وعظ کہتے ہیں۔ اور حافظ شیخ غلام محی الدین صاحب صوفی بحیثیت وکیل انجمن بیرون جات میں انجمن کے مقاصد کی اشاعت فرماتے ہیں۔ اور برادران اسلام سے انجمن کے واسطے امداد طلب کرتے ہیں۔ ان کے پاس قلمی سند مثبتہ دستخط میر مجلس و ممبران انجمن موجود ہے۔ تیرہ زنانہ مدرسے ہیں۔ جن میں کلام اللہ اور دینی کتابوں کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور ضروری دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔ ماہ محرم ۱۳۰۲ ہجری سے لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم کے لئے ایک سکول لاہور میں جاری ہے۔ جو پہلے اپر پرائمری تک تھا۔ اور یکم جنوری ۱۸۸۸ء سے مڈل کے درجے تک اور یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو ہائی کے درجے تک کر دیا گیا ہے۔ جوں جوں مسلمان بھائی ہمت کر کے انجمن کی امداد کریں گے۔ یہ سکول بھی آہستہ آہستہ ترقی کر کے انشاء اللہ کبھی مسلمانان پنجاب کا مرکز تعلیم ہو گا۔ ہفتہ وار انجمن کے مکان وعظ میں ایک جلسہ ہوتا ہے۔ جس میں واعظوں کے سوا تعلیم یافتہ مسلمان اپنی تحریروں اور تقریروں سے اپنے بھائیوں کو مستفید کرتے ہیں۔ انجمن کے میر مجلس صاحب اپنے مکان پر ہر روز کلام اللہ کا ترجمہ انجمن کی اغراض کی تکمیل کے لئے للّٰہ پڑھاتے ہیں۔ ایک ماہوار رسالہ چھپتا ہے۔ جس میں انجمن کی کارروائی اور تہذیب کے ساتھ مخالفین مذہب اسلام کے سوالوں کے جواب اور ان کے مذہب کی تردید اور مسلمانوں کی حالت کی درستی کے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم کے واسطے کتب مندرجہ پشت چھپ گئی۔ اور اور کتابیں بھی تیار ہو رہی ہیں۔ جو مرتب ہونے کے بعد آہستہ آہستہ انشاء اللہ چھپ جائینگی۔ مسلمانوں کے لاوارث یتیم اور مسکین بچوں کی پرورش کے واسطے جو بیکسی کی حالت میں پادریوں کے ہاتھ آ جاتے ہیں۔ یتیم خانہ کھل گیا ہے جس میں تیرہ بچے داخل ہیں۔ اور علاوہ ازیں بعض یتیم بچوں کو مدرسے میں وظیفہ دیا جاتا ہے۔ بعض کو فیس۔ بعض کو سامان تعلیم دیا جاتا ہے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ جو ایسے بچے لاہور کی کچہریوں میں آئیں وہ انجمن کو دئے جائیں۔ اگر مسلمان بھائیوں نے مال زکوٰۃ وغیرہ دے کر مدد کی۔ تو یہ سب کام انشاء اللہ اور بھی زیادہ خوش اسلوبی کے ساتھ پورے ہونگے ✦

پس مندرجۂ بالا مقاصد اور کارروائیوں کے لحاظ سے سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ وہ اس انجمن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے زر سے۔ زبان سے۔ قلم سے مدد کریں۔ اور جس طرح ہو سکے۔ ان کے پورا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہیں۔ تاکہ دین اور دنیا میں ان کو سرخ روئی حاصل ہو ✦

صرف اردو کا ابتدائی رسالہ

اپر پرائمری سکولوں کی تعلیم میں قواعد اُردو پڑھائی جاتی ہے۔جس کے مطالب کا سمجھنا تو رہا بر کنارہ اُسکے الفاظ کا پڑھنا ہی بچوں کے لئے بہت مشکل ہے۔پھر مختلف اصطلاحی الفاظ کی تعریفیں ایسی مشکل ہیں کہ ان کا پرائمری سکولوں کے طلبا کی سمجھ میں آنا سخت دشوار ہے۔اسلئے انجمن نے اس دقت کے رفع کرنے کی خاطر یہ رسالہ تیار کیا ہے جس میں ہر ایک مطلب کو نہایت آسان اور سلیس الفاظ میں بیان کیا گیا ہے تاکہ لڑکے انکو بخوبی سمجھ سکیں۔اسکے سوا صرف کے مسائل وہی لکھے ہیں جو اپر پرائمری کے طلبہ کے لئے ضروری ہیں۔خدا کی جناب سے امید ہے کہ یہ کتاب طلبہ کے لئے بہت مفید ہوگی +

مسلمان بچوں کے واسطے اردو۔فارسی۔عربی اور انگریزی کی کتابوں کا سلسلہ

یہ کتابیں انجمن حمایت اسلام لاہور نے مسلمان بچوں کے واسطے بنائی ہیں۔اس لئے ان میں ان باتوں کا لحاظ رکھا ہے۔عبارت سلیس ہو۔الفاظ ایسے ہوں جن کا پڑھنا اور سمجھنا مشکل نہ ہو۔ہر ایک فقرہ جدا جدا ہو۔تاکہ مطلب جلدی سمجھ میں آجائے۔دینی مسائل کو لڑکوں کی سمجھ کے موافق نہایت آسان آسان بیانوں کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔خدا کا جلال ایسی چیزوں کے ذکر سے بیان کیا ہے۔جو ہر روز ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں۔اور جن کے ساتھ ان کو کام پڑتا ہے۔اور اسی سے ان کی معلومات کی ترقی بھی ہوتی جاتی ہے۔نماز روزے کے ادا کرنے کی جابجا تاکید ہے۔تاکہ بچپن ہی میں فرائض کے ادا کرنے کی طرف ان کی توجہ ہو۔چیزوں کا بیان اس طرح نہیں لکھا۔کہ ان کی نسبت کسی طرح کا لغو خیال دلوں میں بیٹھے۔بلکہ اشیا کے حقیقی اور ضروری فائدے بیان کئے گئے ہیں۔جن نیک عادتوں کا اختیار کرنا عورتوں اور مردوں کے واسطے ضروری ہے۔ان کا بیان مختلف پیرایوں میں بار بار کیا گیا ہے۔تاکہ ایسی عادتوں کی بزرگی ان کے دلوں میں مضبوطی سے بیٹھے اور ان کی طرف رغبت پیدا ہو+ املا کے وہی قاعدے برتے گئے ہیں۔جو پنجاب کے سر رشتۂ تعلیم کی درسی کتابوں میں برتے جاتے ہیں۔کیونکہ ان قاعدوں کے ذریعے عبارت کے پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے۔چونکہ طریقۂ تعلیم کی کتابوں میں لکھا ہے۔کہ چھوٹے بچوں کے واسطے جلی قلم کی کتابیں مفید ہوتی ہیں۔اسلئے ان کتابوں کو بھی جلی قلم سے لکھوایا گیا ہے۔اور الفاظ جدا جدا لکھے ہیں۔تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو +

ہر کتاب کی قیمت بغیر محصول ڈاک حسب ذیل ہے۔قیمت درخواست کے ساتھ آنی چاہئے +

کتب مرتبۂ انجمن حمایت اسلام لاہور		اور کتب	
اردو کا قاعدہ ۲ پائی	فارسی کی پہلی کتاب ۱ر ۹ پائی		
اردو کی پہلی کتاب	فارسی کی دوسری کتاب ۲ر ۳ پائی	نماز انگریزی ۲ر ۹ پائی	انگریزی بول چال ۲ر
(لڑکوں کے واسطے) ۱ر ۶ پائی	فارسی کی تیسری کتاب ۶ر	قوت فیصلہ ۲ر	رفیق الطلبہ ۸ر
" (لڑکیوں کے واسطے) ۱ر ۶ پائی	انگریزی کا قاعدہ ۳ پائی	تضمین ارشد ۴ر	رسالہ کرم ۱ر
اردو کی دوسری کتاب ۲ر ۶ پائی	محمڈن سکول انگلش پرائمر ۱ر ۳ پائی	نیر اعظم ۴ر	گناہ پر لکچر ۱ر
اردو کی تیسری کتاب ۵ر	عربی کی پہلی کتاب ۱ر ۹ پائی	مخزن الحکمت حصہ اول ۸ر	خمسہ سلیم ۴ر
صرف اردو کا ابتدائی رسالہ ۲ر	ایک عیسائی کے سوالوں کا جواب ۴ر	ساغر اشکبار ۲ر	
تختۂ حروف جلی ۲ پائی	تحریف قرآن کا جواب ۶ پائی		
	مولوی حافظ نذیر احمد صاحب کا لکچر ۱ر ۶ پائی		

اشتہار

کتابوں کے طلب فرمانے یا انجمن کے متعلق اور کسی معاملے میں جو خط و کتابت کی جائے وہ سب مولوی کرم بخش صاحب کار پرداز و اسسٹنٹ سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے نام ہونی چاہئے +

(ہو الشافی)

رسالۂ علاج

بے دوا و بے جرّاح

جس سے

ہر ایک بیماری کا علاج بغیر دوا کے ہو سکتا ہے

جو

ہر تندرست و بیمار کا اتالیق و مشیر ہے اور

لہذا

ہر شخص کا رفیقِ ہمدم ہے

مصنفۂ

ڈاکٹر لوئیس کہنے صاحب ساکن لپزگ (ملک جرمنی)

جسکو

محمد امیر مرزا مترجم دہلوی نے

ڈاکٹر ٹامس بیکر صاحب کے چوتھے انگریزی اڈیشن سے

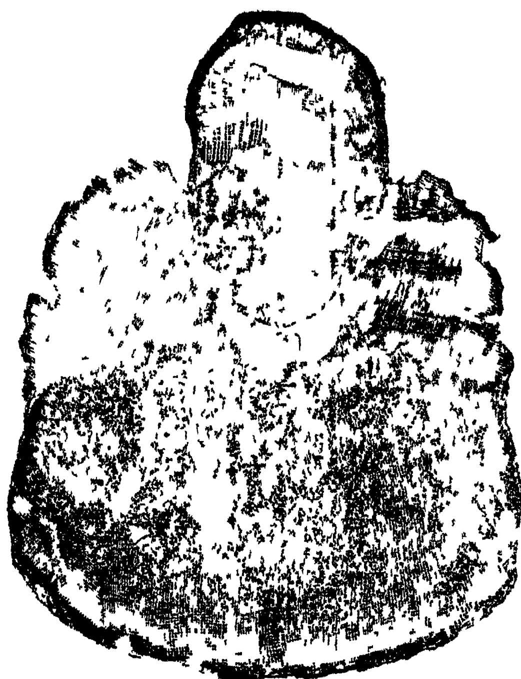
۱۸۹۴ء میں بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ کیا

جو

ممالک جرمنی و فرانس و ہالینڈ و ہسپانیہ کی زبانوں میں چھپکر شائع ہو چکی ہے

تعداد جلد ۱۳۰۰ اکمل المطابع دہلی مین بار اول شایع ہوا

قیمت ۱



ڈاکٹر لوئیس کہنے صاحب
مصنف رسالۂ ھذا

(ہو الشافی)

میں
تندرست ہوں یا بیمار



مصنفہ

ڈاکٹر لوئیس کہنے صاحب ساکن لپزگ

ضرب المثل

طبیعت انسانی کلیہ طور پر حقیقی اور کامل طریق بتلاتی ہے۔
پس تم کو جلدی سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ تم اوسکے راستوں سے نہ بہٹکو

کرافٹ

جسکو

محمد امیر مرزا مترجم دہلوی نے

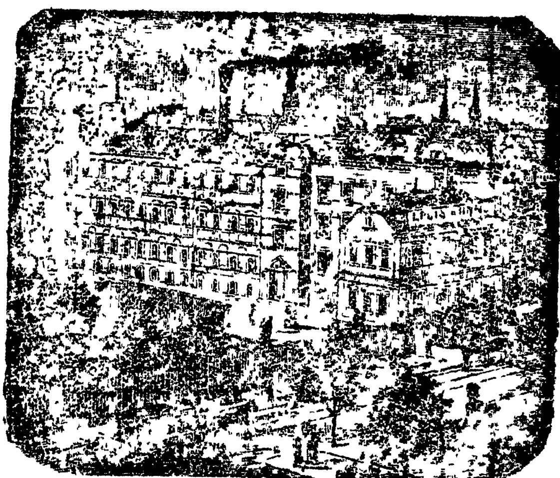
سنہ ۱۹۱۴ع میں

چوتھی انگریزی اڈیشن سے ترجمہ کیا

جو

ممالک جرمنی و فرانس و ہالنڈ و ہسپانیہ کی زبانوں میں چہپکر
شایع ہو چکی ہے





ڈاکٹر لوئیس کہنے صاحب ساکن لپزگ (جرمنی) کا
بے دوا و بے جراح تندرست کرنیکے علم کا
اقوامی مطب و مدرسہ
۱۰ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء کو قائم ہوا - اور
سنہ ۱۸۹۳ء میں بڑھایا گیا

دیباچہ طبع چہارم

یہ بات صاف صاف طور پر کہہ سکتے ہیں کہ (میں تندرست ہوں یا بیمار ؟) کا سوال
ہر شخص واحد اور نیز کل بنی نوع انسان کے واسطے ضروری ہے۔ جب ہم دیکھتے
ہیں کہ بنی نوع انسان کی صحت اور طاقت برابر روز بروز زائل ہوتی جاتی
ہے اور بیماری کے مقابلہ کی طاقت قدم قدم پر گھٹتی جاتی ہے اور بیماری کے
مقابلہ میں ہتھیار اُٹھانے والوں کی تعداد ہر ایک پڑاؤ اور چوکی پر گھٹتی
جاتی ہے تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اس امر واقعی پر واسطے تشریح
اور توضیح کی بحث کرنے کی کوشش محض بے فائدہ ہے اور اس رنج دینے والے
حق امر کو چھپانا طاقت سے باہر ہے +

حفظان صحت کے انتظام کو ترقی دینے کے واسطے حکام وقت سے جسقدر ہو سکتا
ہے اور جس قدر وہ آجکل کر رہے ہیں اُسمیں سے بڑا حصہ ہر ایک شخص واحد
کو اپنے ذمہ لینا چاہیئے۔ جو شخص خود اپنی صحت کی خبر نہیں رکھتا وہ اُس کے
قائم رکھنے یا اُسکے دوبارہ حاصل کرنے کی امید نہیں کر سکتا +

لیکن ٹھیک ٹھیک سمجھدار آدمی کے واسطے جو اپنے گھر بار اور کاروبار کے واسطے

جسمانی طاقت وقوت کو تمام وکمال قائم رکھنا اپنا فرض مذہبی سمجھتا ہے اسکے واسطے (خواہ تندرست ہوں یا بیمار ہوں) اس کا جواب اکثر باعث پریشانی اور گھبراہٹ کا ہوتا ہے۔ شاید (بشرطیکہ اسکی وجہ معاش اس قابل ہو) اس نے سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ حاذق اور تجربہ کار معالجوں سے اپنی طبیعت کی تشخیص کرائی ہو۔ اگرچہ یہ تشخیص مدام قابل اطمینان نہیں ہوا کرتی ہے۔ اور ان تشخیصوں کے مابین کیا کیا کچھہ نہیں ہوسکتا ہے؟ اس چھوٹے سے رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر ایک شخصکو ایسا ٹھیک ٹھیک رستہ بتلا دیوے جس سے اسکو ہر روز اپنی صحت کی حالت علی العموم اور اپنے آلات ہضم اور پھیپھڑوں کی حالت علی الخصوص صاف صاف طور پر معلوم ہو جایا کرے +

سچ ہے کہ اس امتیاز اور شناخت سے بھی کچھہ فائدہ نہو گا جب تک اس کے ساتھہ ہی کوئی طریقہ شفایابی کے واسطے نہ بتلایا جاوے۔ لہذا ہم ہر ایک شخصکو جسکو اس بات کا یقین ہو جائیگا کہ وہ تندرست نہیں ہے ایسے طریق بتلاویں گے جنکے ذریعہ سے یہ نہایت بیش بہا دولت دنیا کی پھر قبضہ میں آجاوے +

اس چھوٹے سے رسالے کی تاریخ کی نسبت ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ اسکا پہلا اڈیشن نو برس ہوئے جب شائع ہوا تھا۔ پھر دوسرا اڈیشن ماہ جولائی ۱۸۸۸ء میں چھپا اور تیسرا اڈیشن فروری ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا۔

اس رسالہ کو ... جلد جلد بار بار طبع کرانے کی ضرورت میری امید سے بالکل ... تھی اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ تندرستی

ہوں یا بیمار ؟) کا اہم سوال دراصل عالمگیر سوال ہے۔ حال کے اڈیشن میں فصل موسومہ (چہرہ سے تندرستی اور بیماری بتلانے کا علم) بالکل جدید ضمیمہ ہے اور اس ضمیمہ کا ایزاد کرنا (میں بہروسہ کرتا ہوں) بہت سے ناظرین کی خواہش کے موافق ہوگا +

مجھکو امید واثق ہے کہ اس چھوٹے سے رسالہ کے پڑہنے سے ہر ایک شخص کو اہم امر کی تحریک ہوگی کہ وہ اپنی اور اپنے گھروالوں کی صحت اور تندرستی کی غور رکھیگا اور یہ ہر ایک قوم کی طاقت اور قوت بخشنے میں لکارآمد ہوگا !

مقام لیزگ - یکم جنوری ۱۸۹۳ء

راقم

لوئیس کہنی +

---

* دیکھو صفحہ ۴۰

(ہوالشافی)

کسی شخص کو تندرست اسیوقت کہہ سکتے ہیں جبکہ اسکے آلات اوسکو بغیر کسی قسم
کی تکلیف یا بے آرامی پہنچانے کے اپنا اپنا کام تمام وکمال انجام کرتے ہوں
محنت کے بعد تکان کا ہوجانا انسانکی طبیعت کا خاصہ ہے جبر اسے کوئی
تکلیف نہیں ہوتی بلکہ طبیعت میں صرف آرام کرنے اور سونے کی خواہش پیدا
ہوجاتی ہے اور تندرست شخص کے واسطے آرام [illegible] بالکل ایسا ہی مناسب
ہے جیسے پہلے محنت کرنا ہے

[illegible] کے سب [illegible] تقریباً سراسر [illegible] اپنے اختیار کے چلاتے ہیں
اور ہمکو [illegible] عمل کی خبر بہت نہیں ہوتی ہے کبھی ہم کو انکے عمل کی خبر ہوتی
ہے [illegible] کوئی خرابی [illegible] تو البتہ کبھی خطرہ میں پڑنیوالے
ہوتے [illegible] کبھی کسی شخص کو کھانا کھانے کے بعد سوائی شکم سیری
کے اگر کچھ اور محسوس ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ [illegible] اسکے معدہ میں کوئی
نقص پیدا ہو گیا ہے [illegible] ہوجاتی ہے۔ لیکن
انسان [illegible] ہر ایک جزو
کو اپنا فرض [illegible] پورا کرنا چاہیئے ورنہ کل [illegible] پیدا ہوجائیگا
اگر کوئی عضو [illegible] اپنا فرض منصبی [illegible] انجام نہ دیگا تو باقی اعضاؤں
کو [illegible] اسکے ساتھ دکھ بھگتنا پڑے گا۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ ایک عضو
کو تکلیف زیادہ ہوگی اور دوسرے کو کم۔ ٹھیک اسی طور پر سمجھ لینا چاہیئے

کہ جب کبھی کسی گھر میں کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو سارے گھر والوں کی زندگی
تلخ ہو جاتی ہے۔ غالباً ہر ایک شخص اپنے ذاتی تجربہ سے اسبات کو سمجھ جاتا
ہے مثلاً ہاتھ کے زخمی ہو جانے سے ہم اپنے کاروبار سے ہی نہیں جاتے رہتے ہیں
بلکہ ساتھ ہی اسکے اسکا اثر اور صدمہ ان اعضاؤں کو بھی پہنچتا ہے جو
ہمارے حکم اور مرضی کے تابع نہیں ہیں جیسے دل یا معدہ چنانچہ ایک
زخم کے ہو جانے سے ہماری بھوک ایک عرصہ دراز کے واسطے جاتی رہتی
ہے۔ یہاں پر رگیں اعضاء میں باہمی تعلق پیدا کرنے والی ہیں۔
اسی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک بیماری کا اثر کل جسم انسانی کو
پہنچتا ہے یا یوں کہو کہ کل جسم انسانی اسی وقت تندرست ہوتا ہے
جب ہم یہ ثبوت پہنچا سکیں کہ ہر ایک عضو فرداً فرداً اپنی خدمت متعلقہ
کو تمام و کمال انجام کرتا ہے۔ لیکن امراض کے عرصہ تک رہنے سے
سارے بدن میں نمایاں تغیر و تبدل پیدا ہو جاتے ہیں اور اب جسم کے
تمام پرزے ٹھیک ٹھیک طور پر نہیں چلتے۔ یہ سب تغیر و تبدل نہایت
صاف صاف طور پر چہرہ سے معلوم ہو سکتے ہیں کیونکہ چہرہ میں ہی
خصوصیت کے ساتھ بخوبی [illegible] ہوتی ہیں۔ درحقیقت جو لمبی اور نہایت
شدید بیماریاں تو تقریباً ہر ایک شخص کو محض [illegible] صورت ہی سے معلوم
ہونے لگتی ہیں۔ علاوہ ازیں بشرے سے بیماری کا پہچان لینا [illegible]
ہے لیکن ناممکن نہیں ہے اور خاصکر وہ بیماریاں جو دیر پا نہیں ہوا کرتیں
انکا شروع شروع میں پہچاننا بہت مشکل ہے۔ مصنف رسالہ ہذا

بہت سے برس اس مسئلہ کے دریافت کرنے میں صرف کیئے ہیں اور اس سے بتدریج (چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا علم) دریافت ہو گیا۔ اور مصنف موصوف کو چہرہ اور گردن کی حالت اور صورت دیکھکر مرض کا مقام اور درجہ تشخیص کرنے میں ابتک ہر موقعہ پر کامیابی حاصل ہوئی ہی ہے۔ لیکن چند علامات کا جو صرف عملاً مشاہدہ کرنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں اُنکا قیاساً تشریح کرنا بہت مشکل بات ہے اور چونکہ ہم دیگر موٹی موٹی علامات واسطے شناخت اور امتیاز کے پیش کرسکتے ہیں۔ اسلیے ہم اسجگہ اس مضمون پر بحث نہیں کرتے ہیں لیکن خاتمہ پر اسکا مختصر بیان کیا جاوے گا +

صحت کے نہایت ضروری آلات وہ ہیں جنکی خدمت جسم انسانی کی عمارت کا اُٹھانا اور پرورش کرنا ہے۔ یعنے آلات تنفس و ہضم۔ اب سنیئے کہ یہی آلات ایسے ہیں جو سب میں زیادہ بیماری کے تابع ہیں اور درحقیقت تجربہ [illegible] سے کامل یقین کے ساتھ ثابت ہو گیا ہے کہ جملہ اندرونی امراض آلات ہضم کی بیماریوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ قوت ہاضمہ میں خلل آجانے سے ضرور دیگر امراض کی تحریک ہو جاتی ہے کیونکہ خون کی خوبی طریق ہضم پر منحصر ہے اور تندرستی کا خون مناسب عمل پرورش کی جڑ ہے +



باقاعدہ ہضم کا طریق

بہت تھوڑے ہی آدمی ایسے ہونگے جو فی الحقیقت ہضم کامل کا فخر کر سکتے ہیں ایسے اشخاص تعداد میں تقریباً اُتنے ہی ہونگے جو آخر کار بڑھاپہ پاکر مرجاتے ہیں۔ کیا یہ کوئی حیرت کی بات ہے ؟ نہیں بالکل نہیں! کیونکہ جیسی ملال انگیز بدسلوکی معدہ کے ساتھہ ہوتی ہے ایسی اور کسی کے ساتھ نہیں ہوتی لیکن جب آلات ہضم میں کوئی خلل پیدا ہو جاوے تو لازم ہے کہ اوسکے آغاز پر ٹھیک ٹھیک غور کریں اور درحقیقت آغاز خلل کا فوراً امتیاز ہو سکتا ہے۔ پیٹ سے ریح کا نکلنا۔ متلی۔ یا پیٹ کا ذرا بوجھل ہونا خلل اور ابتری کی یقینی علامتیں ہیں لیکن لوگ عموماً اُنسے غفلت کرتے ہیں یہانتک کہ وہ باعث تکلیف اور اذیت کا ہونے لگتی ہیں ایک اور صریح علامت بھی بتلا سکتے ہیں جسکے ذریعہ سے خفیف سے خفیف خلل کا بھی سراغ لگ سکتا ہے۔ جب تمام آلات ہضم صحیح اور تندرست ہوتے ہیں تو ہر ایک منزل پر اُنکی چال درست رہتی ہے اور فضلہ کا اخراج دست یا اجابت کھلکر ہوتی ٹھیک ٹھیک طور پر (طبعی حالت پر) ہوتا رہتا ہے اب دیکھیئے کہ کولن (Colon) کے دہانہ میں ایسا قابل تعریف انتظام رکھا گیا ہے کہ اُسکو ذرہ بھی میلا رہنا نہیں چاہیئے جب کبھی اوس میں میلا ہو جاتا ہے تو فضلہ کولن میں پہونچنے سے پہلے اچھی طرح سے پکتا نہیں اور ... ہضم ... کچھ فتور پیدا ہو جاتا ہے تمام جانور جو گھروں سے باہر رہتے ہیں ایسے باقاعدہ فضلہ کو

اخراج روزمرہ مشاہدہ میں آسکتا ہے۔ اور جانور کی صحت کا کامل
یقین اوسکے فُضلہ یعنے گوبر کی حالت دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ یہی
کیفیت انسان کی بھی ہے۔ کامل تندرست اِنسان کو لوٹا بلکہ ٹائلٹ
(Toilet) کاغذ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور نہ اُسکا بدن غلیظ
ہونے پاتا ہے اور نہ اُسکے کپڑے۔ جب فُضلہ ایسے کامل درجہ کا
ہو تو تمام سوالات نسبت کمی بیشی اور شمار اخراجِ فُضلہ کے فضول
ہیں کیونکہ تندرست جسم ہر ایک عمل کو خود بخود ٹھیک راستہ پر لے آتا ہے
(یعنے ہر ایک عمل طبعی طور پر ہوتا رہتا ہے) بچوں اور بڑوں کے مدت
تک مشاہدہ کرنے سے اس امر کی تحقیق بخوبی ہو چکی ہے اور ہر حال
میں یہ تحقیقات صحیح نکلی۔ اور کوئی شخص کیوں نہ ہو جس کا ہاضمہ
ایسے کامل درجہ کا ہو بلا ضرورت دینے ثبوت کے دعوے کر سکتا
کہہ سکتا ہے کہ وہ تندرست ہے اور نیز اسکا کل جسم اُس وقت
کامل صحت کی حالت میں ہوتا ہے کیونکہ کوئی بیماری کہیں نہیں
اُسکو کچھ نہیں [illegible] خواہ کیسا ہی خفیف ہو ضرور ہاضمہ پہ پہنچتا
ہے جس شخص کی صحت ایسے کامل درجہ کی ہو تو ہم اُسکی نسبت یہ
بھی کہہ سکتے ہیں کہ اُسکا طریقہ زندگی عقل اور قدرت کے قانون کے
موافق ہے۔ مصنف موصوف کی ایسے اشخاص سے درخواست ہے کہ
وہ لوگ خود صحت کے متعلق اس مضمون پر انکو کچھ تحریر کریں۔

* اسکا ترجمہ [illegible] کرنے کی کوشش کی [illegible]

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسے آدمی بہت کم نکلیں گے* +

ہاضمہ کی ابتری کے اسباب و نتائج

ہاضمہ کی خرابیاں بیشک خلاف طبیعت کھانے سے پیدا ہوتی ہیں اور یہ خرابیاں گوشت و شراب کے لوازمات اور تیز مصالحہ طعام اور چٹنیوں کے استعمال سے جڑ پکڑ گئی ہیں +

ہمارے آباؤ اجداد کا سیدھا سادھا صحت بخش کھانا اکثر لوگوں نے بالکل ترک کر دیا ہے - آجکل یہ امر لازمی سمجھا جاتا ہے کہ ہر ایک کھانا بہت ہی مزے دار ہوئے جو خواہش کے ساتھہ کھایا جاوے یا جس میں حد سے زیادہ کھٹاس مٹھاس ہو - پس اس سے یہہ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو آلات ہضم سے اُنکی طاقت سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور برعکس اسکے دوسری طرف اس امر کی کوشش کیجاتی ہے کہ وہ اپنی اصلی خدمت متعلقہ کو ادا نہ کرنے پاویں - تمام قسم کے کھانوں کا مجموعہ تیار ہوتا ہے مثلاً بختیان کارنے پورا (Carne pura) اور پکی ہوئی ترکاریاں (جو خاص خاص طور پر تیار کی جاتی ہیں) دسترخوان پر لاکر چُنی جاتی ہیں - اور یہ ساری ترکیب محض معدہ کے قدرتی فعل کو سہل اور آسان کرنے کی غرض سے کی جاتی ہے +

اسصورت میں معدہ کا حال جسم کے دیگر اعضا کے موافق ہے کیونکہ

* آجتک مصنف موصوف کے پاس اس قسم کی کوئی تحریر نہیں پہونچی اگرچہ اس چھپ سات سے رسالہ کے چھپنے تک [illegible] +

بقدار معینہ سے کم یا زیادہ اُسکو کام دیا جاتا ہے تو وہ کمزور ہونے لگتا ہے کمزوری یا بیماری کی حالت روز بروز بہت آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہے اور انسان بھی بتدریج اُسکا عادی ہوتا جاتا ہے - اور یہہ امر بڑا خطرناک ہے - اگر اس امر کے نتایج اپنا اظہار اسقدر جلدی کرویں کہ جسقدر جلدی زیادہ شراب پینے کے بعد نشہ ہو جایا کرتا ہے تو یہ تعلق فی الفور نمایاں ہو جاوے اور سبب معلومہ سے پرہیز کیا جاوے - آلات ہضم اکثر شروع ہی عالم طفولیت میں بگڑ جاتے ہیں اور یہہ کیفیت کم و بیش سب ہی کی ہوتی ہے جنکی پرورش مصنوعی غذاؤں سے ہوتی ہے اور عورتوں کا اپنے بچوں کو دودھ نہ پلا نا سکنا نہایت خرابی کی بات ہے کیونکہ یہ امر بذاتہ بیماری کی تحقیقی علامت ہے - اگر کوئی شخص ذرہ اور غور کرے تو اُسکو معلوم ہو جائیگا کہ بیشک اس دُنیا میں بہت سے بچے بیمار ہی آتے ہیں کیونکہ بیمار ماں باپوں سے بیمار ہی بچے پیدا ہو سکتے ہیں جیسے کہ بیمار درختوں میں تندرست پھل نہیں لگ سکتا +

یہ امر بہت افسوس ناک ہے لیکن بیکار شکایت کرنے سے ہم کو کچھہ مدد نہیں ملے گی ہم کو غور کرنا چاہیے کہ ہم حتی الامکان اس خرابی کے دفع کرنے کے واسطے کیا کیا کر سکتے ہیں اور یہ موقعہ و محل بالکل قطع امید کرنے کا نہیں ہے جیسا کہ ہم کو خاتمہ سے معلوم ہو جائیگا + آؤ ہم ذرہ اور جزویات پر نظر ڈالیں کہ جسم انسانی کے کس کس قسم کے

عملوں سے بیماری پیدا ہوتی ہے +
تمام خلاف طبیعت غذا جو اندر داخل ہوتی ہے اوسکو جسم اپنا دشمن
سمجھتا ہے۔ اور اسواسطے جسم حتی الامکان جلد اُس سے پیچھا چھڑانا
چاہتا ہے خواہ بذریعہ قے یا اسہال کے یا کسی اور طرح سے۔ بہرحال
اگر اس کا اخراج جبرًا نہیں ہوتا ہے تو قبل از وقت معدہ سے اُسکا
اخراج ہو جاتا ہے اور خلاف طبیعت غذا کے معدہ میں کامل طور پر
ہضم ہونے سے پیشتر اُسکے ساتھ ہی مقوی غذا بھی نکل جاتی ہے
اسطرح خلاف طبیعت اور خام قسم کی خوراک انتڑیوں میں پہنچتی ہے
اور ہاضمہ اِن دونوں صورتوں میں سے کسی حالت میں ٹھیک ٹھیک
طور پر اپنا عمل نہیں کرتا۔ اس قسم کی خوراک کا اخراج عمومًا ویسا
کا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور اگر اس قسم کی خوراک کا کوئی حصہ
خوبیٔ قسمت سے خون سے تبدیل بھی ہو جاتا ہے تو جلدی ہی اُسکی
رطوبت بھی بن جاتی ہے۔ پس ایک ہی ٹھوکر کے کھانے سے ممکن
ہے کہ کوئی دیرپا خلل نہ پیدا ہو لیکن بے تعلق اور بے لگاؤ فسخ
قوانین قدرت کا بدقسمتی سے شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے اور اسکے
بعد ہی فورًا نئے نئے قصور اور خطائیں ہونے لگتی ہیں اور اکثر
اُنکا اعادہ ہوتا رہتا ہے بلکہ شاید روزمرہ۔ اب جسم اس قابل
نہیں رہتا ہے کہ جس کام پر وہ لگایا جاوے اُسکو انجام دے سکے
اور جلد اجنبی (موذی) مادہ جمع ہو جاتا ہے اور اس مادہ کا ایک حصہ

جسم میں تہ نشین ہو جاتا ہے لیکن سب سے پہلے شکم کے قدرتی مخرجوں کے قریب جمتا ہے۔ اس موذی مادہ کے بار بار جمع ہوتے رہنے سے یہ مقدار بڑھجاتی ہے اور اندر ہی اندر اس جمع شدہ اجنبی مادہ کی صورت بدلنے لگتی ہے۔ یہ مادہ جن مفردات سے مرکب ہوتا ہے اون میں منقسم ہو جاتا ہے اور جوش کھانے لگتا ہے۔ اب یہ جوش کہانے والا مادہ جبکہ اوسکے اوسکی رطوبت نہیں بنتی ہے تو پھیلجاتا ہے۔ اوپر کو بھی اور نیچے کو بھی اور رفتہ رفتہ جسم کے تمام حصوں میں گھس جاتا ہے اور وہاں پر جاکے جمع ہو جاتا ہے۔ دھڑ سے یہ مادہ سر اور ہاتھ پیروں کی طرف بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ اوسکا راستہ ہاتھ پیروں پر جاکر مسدود ہو جاتا ہے۔ اب جسم واسطے سلامتی اور حفاظت کے اس مادے کو ہر طور سے باہر لے آنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے میں عرصہ غیر محدود تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس مقصد کے لیئے جسم میں سے بہت سا پسینہ اور پھوڑے پھنسیاں وغیرہ نکلتی ہیں جو ہمیشہ اول ہی اول ہاتھ پیروں پر نمودار ہوتی ہیں چنانچہ پیروں میں پسینہ آنے کا (جسکی نسبت راؤں میں ایسا بہاری اختلاف ہے) میلان درحقیقت بدن کی آسائش و آرام کی طرف ہوتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ یہ بیماری کی علامت ہے لیکن بزوریادویات پسینہ روکنے سے محض اندرونی امراض زیادتی پکڑ جاویں گے۔ محرک اسباب جیسے اتفاقیہ (سرد) ہوا بیرونی زخم وغیرہ لگجانے یا سخت اضطراب کی حالت میں

اکثر جسم اس مادہ کو ہاتھ پیروں سے اُسی راہ واپس لے جاتا ہے کہ جس راہ یہ مادہ ہاتھ پیروں میں آیا تھا۔ پھر یہ مادہ اکثر جوڑوں اور گٹوں کے نیچے آنکر ٹھیر جاتا ہے چنانچہ کبھی کبھی گومڑیاں اور گلٹیاں نکل آتی ہیں جو اوس بوجہہ سے ہمیشہ جوڑ کے نیچے نمودار ہوتی ہیں جیسے کہ ہم جوڑوں گٹوں والی شدید گٹھیا کی بیماری کی ہر صورت میں دیکھہ سکتے ہیں +

تمام حصے جنمیں موذی مادہ جمع ہو جاتا ہے عرصہ تک ٹھیک ٹھیک طور پر (طبعی طور پر) اپنی ذاتی خدمات انجام نہیں دیسکتے۔ دوران خون رُک جاتا ہے اور بدیں وجہہ اِن حصوں کی پرورش گھٹ جاتی ہے۔ اگر ان حصوں پر بھاری بوجھہ پڑ جاتا ہے تو وہ چھونے سے ٹھنڈے معلوم ہوتے ہیں اور اونکو گرم کرنا مشکل ہے اور یہ بات سب میں پہلے ہاتھ پیروں میں پائی جاتی ہے لیکن یہ بات جلد دیگر حصوں میں بھی محسوس ہونے لگتی ہے +

لیکن اسکے ساتھہ ہی اجنبی مادہ سے جسم کی صورت خلاف قاعدہ بدل جاتی ہے اور یہ بات پہلے ہی سے ایسے عام طور پر وقوع میں آتی رہتی ہے کہ اکثر آدمی اُس میں کوئی بات اجنبی نہیں دیکھتے اگرچہ ہر شخص صورت کی انہی تبدیلیوں سے سمجھہ سکتا ہے کہ جسم پر خمیر کے مادّے کا کیسا بھاری بوجھ ہو گیا ہے۔ اس امر پر جیسا اوپر ذکر ہوا۔ مصنف موصوف نے چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کی بنیاد ڈالی ہے کیونکہ ٹھیک چہرہ اور گردن سے صورت کی

خفیف سے خفیف تبدیلیاں نمایاں ہوتی ہیں اگرچہ اُنکی شناخت
اور اُنکی اصلیت کی تمیز صرف تیز اور دیر کے مشاہدے کے بعد
ہوسکتی ہے۔ اس مقام پر سچی صحت کی طرف جس کا ذکر پیشتر
ہوا پھر توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ جب وہ صحت کامل پر دلالت
کرے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ بالتحقیق ہاضمہ کی نلی میں اور اسی
وجہ سے جسم میں (کیونکہ پہلے پہل اُسکا ظہور انتڑیوں میں ہوتا
ہے) کوئی مادہ خمیر کا جمع نہیں ہے لیکن اگر وہ اسپر دلالت
کرے کہ جسم اب کامل صحت میں نہیں ہے تو سب سے پہلے اوس کی
صورت کی تبدیلیوں سے یہ بات دریافت کرنی چاہیئے کہ جسم میں کس
حد تک اجنبی مادہ دخل پذیر ہوگیا ہے۔ کبھی کبھی اجنبی مادہ جمع
ہوتا ہے جسکو ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے جیسے گلٹیاں اور سوجن
جو آپ ہی آپ مثل جملہ تبدیلیوں مذکورہ کے جسم کو کامل طور پر صاف
کرنے [illegible] ہمارے کامیاب ہوتی ہیں غائب ہو جاتی ہیں لیکن جنکا دفعیہ جسم
کو ضرر پہنچے بغیر مصنوعی طور پر (بذریعہ جراح کے) نہیں ہوسکتا
کیونکہ [illegible] مادہ جو اُنمیں جمع رہتا جسم کے دیگر حصوں میں
[illegible] مادے سے بوجھل ہوتا ہے وہ پرانا
[illegible] پرانا بیمار ہوتا ہے اُسیقدر زیادہ
[illegible] ہوتا ہے۔ نتیجہ کی صورتوں کے درجہ وار سلسلہ
[illegible] ساتھ مریض پر غالب ہو جاتی ہے

خمیر کے مادے کا میلان مدام خمیر کے اٹھانے کی طرف ہوتا ہے اور اکثر
اسکا حصہ صرف بیرونی حالتوں پر ہوتا ہے خواہ اسکا وقوع جلدی ہو
یا دیر میں۔ موسمی تغیر اور ایسی غذا کے کھانے سے جو خاصکر ابلنے
قابل ہو یا کسی دیگر سبب سے ابال اور خمیر کا عمل شروع ہو سکتا
ہے۔ اگر جسم میں اجنبی مادہ بہت ہوتا ہے تو خمیر یا جوش کا عمل
تمام جسم یا اسکے بڑے حصے پر پھیل سکتا ہے لیکن جوش و خمیر کے
عمل سے گرمائی پیدا ہوتی ہے جو عموماً سارے جسم میں اسوقت محسوس
ہوتی ہے جبکہ خمیر کا عمل زور پر پہنچتا ہے۔ یہ گرمی وہی ہے جسکو
عموماً بخار کی گرمائی کہتے ہیں۔ اسلئے خمیر اور جوش میں اجنبی
مادہ کے جلد جلد ترقی کرنے کے سبب جسم کو اسکے خارج کرنے کے
واسطے معقول طور سے اپنا سارا زور لگانا پڑتا ہے۔ اجنبی مادہ کے
کو خارج کرنے کے واسطے جسم کی اس جانفشانی کے کرنے کا نام بخار
ہے پس شدت کا ہر ایک بخار از سر نو صحت حاصل کرنے کی کوشش
ہے جو جسم میں خمیر اور جوش کا عمل جاری رہنے سے پیدا ہو جاتی
ہے ایسی بخار والی بیماریاں شدید بیماریاں کہلاتی ہیں +
اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ بخار کو مطلوبہ رطوبت بدنی کے نکلتے ہی
اپنے آپ ہی جلد چلا جانا چاہیئے اور یہی اسکے علاج کرنے کا
قدرتی طریقہ ہے۔ اگر وہ خاص ترکیب سے روک دیا جاتا ہے تو خمیر کا
مادہ جسم کے اندر باقی رہ جاتا ہے اور جسم سابق کی نسبت بہت سخت

بیماری کی حالت میں ہو جاتا ہے +
پیارے پڑھنے والے اس رسالہ کے کیا یہ بات تم کو کبھی نہیں معلوم ہوئی کہ جب تمہارا ایک دوست دعوی سے کہتا ہے کہ وہ بیشک پچھلی دفعہ کے بخار آنے سے بہ نسبت سابق بہت تندرست ہے تو دوسرا دوست یہ شکایت کرتا ہے کہ وہ پچھلے مرتبہ کی شدید بیماری کے اثر سے مدام بیمار رہتا ہے ؟ -
اب تم کو اس آشکارہ تخالف اور ضد کی شرح کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی پہلی صورت میں تو بخار رطوبت بدنی کے نکالنے میں کامیاب ہوا لیکن دوسری صورت میں کامیاب نہیں ہوا +
ان بخار والی بیماریوں کے بیرونی علامات کے اختلاف کے سبب مختلف نام پڑ گئے ہیں اُن میں وہ تمام بیماریاں شامل ہیں جو اکثر بچوں کو ہوا کرتی ہیں کیونکہ بچہ کا بدن ہمیشہ طریقہ صحت اختیار کرنے کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے جیسے گرمی دانے - لال بخار - ڈپھتھیریا* (DIPHTHERIA.) - چیچک وغیرہ + ہیضہ - ٹائیفس** (TYPHUS.) بخار اور اسہال بھی ایسی ہی بیماریاں ہیں - جیسے میں نے پہلے بتلایا وہ سب کی سب وہی ایک

*نوٹ: ایک عالمگیر بیماری ہوتی ہے جس میں ہوا کے راستوں اور حلق پہ ایک جھوٹی جھلی آجاتی ہے +

**نوٹ: ایک قسم کا ہر وقت رہنے والا بخار جس میں بہت اُداسی اور دماغ میں خلل رہتا ہے +

اصلی سبب رہتی ہیں اور جو جو اختلاف کہ اونکے راستہ میں پیدا ہوجاتے ہیں اُن کا حصر زیادہ تر بیرونی حالتوں پر ہے خصوصاً زیادتی یا کمی مقدار مادہ پر جس سے قدرتی نکاسی کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک عجیب ماجرا ہے کہ اکثر ٹھیک طاقت دار آدمیوں کو بڑی شدید بخار نہیں آتا ہے اور جسم اجنبی مادّوں کو جذب کر لیتا ہے اور ظاہرا کوئی ضرر نہیں پہونچتا۔ صرف ایک حصہ کو پسینہ وغیرہ میں الگ کر دیتا ہے جیسا سابق میں ذکر ہوا۔ ایسے اشخاص اکثر اپنی اچھی صحت کی شیخی بھی بگھارتے ہیں کیونکہ بتدریج بوجہ سے کوئی دکھ نہیں ہوتا۔ بعد میں اُنکے تجربہ میں بھی وُہی بات آتی ہے جو اُن بیماروں کے تجربہ میں آئی ہے جنکا بخار بذریعہ ادویہ دفع کیا گیا ہے اور مابعد کے نتائج شدید بیماریوں سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں +

قدم بقدم دردناک صورتیں شروع ہونے لگتی ہیں۔ دردِ سر۔ زکام کھانسی دردِ دندان اور جملہ دیگر ظالم امراض۔ زندگی کو بار خاطر کرنے لگتے ہیں اور ضعف روز بروز زیادہ ناقابل برداشت ہوتا جاتا ہے۔ بدن کے بعض حصے پژمردہ بھی ہو جاتے ہیں۔ دانت بگڑ جاتے ہیں بال سفید ہونے یا گرنے لگتے ہیں آنکھیں اور کان کا ہے گا ہے ٹھیک طور پر خدمت کرنا چھوڑ دیتے ہیں یا پورا پورا اندھاپن یا بہراپن پیدا ہو سکتا ہے۔ ہاتھ پیر جن میں اجنبی مادہ بکثرت جمع ہوتا ہے ٹھنڈے پڑنے لگجاتے ہیں اور گھٹیا کا درد غالباً

ٹوٹ پڑتا ہے۔ ہاضمہ بھی روز بروز بگڑتا جاتا ہے اور قبض اور اسہال باری باری ہوتا رہتا ہے اور یہ دونوں اندرونی حرارت کی نتائج ہیں خمیر کے تمام عملوں میں بڑی گرمی سب میں پیشتر انتڑیوں میں پیدا ہوتی ہے جس سے بلغمی جھلی

(Muccus membrane)

خشک ہو جاتی ہے اور اسطرح قبض پیدا ہو جاتا ہے۔ جب کبھی پاخانہ آتا ہے تو پاخانہ انتڑیوں سے رقیق حالت میں غیر کامل مضم کا آتا ہے اور اسہال شروع ہو جاتا ہے +

ہم انکے پیچھے ہونے والی جملہ قیاسی بیماریوں کا شمار کرا سکتے تھے لیکن بیماری کا نام کیسے مفید مطلب نہیں۔ اور اسلیئے ہم فقط مشہور و معروف اور وحشت ناک پھیپھڑے کی بیماریوں اور اُنکی اصل کا بیان زیادہ مفصل طور پر کریں گے +

پھیپھڑوں پر مثل دیگر آلات بدن کے بیماری صرف اُسیوقت حملہ آور ہو سکتی ہے جبکہ اون میں خمیری مادہ کا دخل ہو گیا ہو اور جب کبھی مادہ اپنی واپسی کے راستہ پر رُک جاتا ہے تو وہ ہلاک ہونے لگجاتے ہیں ـ پہر خمیری مادہ شکم سے چل کر سب میں پہلے پھیپھڑوں کے نیچے اوپر کی جانب اُٹھتا ہے اور پھر جسم میں ایک انتہائی مقام پر کندھوں کے نیچے پھیپھڑوں کے بالائی سروں میں پہونچ جاتا ہے۔ یہاں چونکہ خمیری مادہ سر پا تا ہتوں میں اور آگے بڑھکر کہیں نہیں جا سکتا ہے

اسلیئے بڑھی ہوئی رگڑ اور خمیر اُٹھنے کا عمل پھیپڑوں کے سِروں پر خود بخود شروع ہو جاتا ہے اور یہ عمل اجنبی مادّہ کے خمیر بڑھتے ہی مفرر باعث ہلاکت ہوتا ہے۔ یہاں سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ بیماری ہمیشہ پھیپڑوں کے سِرے سے شروع ہوتی ہے +

انسان فوراً ٹھیک ٹھیک طور پر اپنے پھیپڑوں کی حالت سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ جب پھیپڑے تندرست ہوتے ہیں تو ہم موہنہ بند کرکے ناک کی راہ سے سانس لیتے ہیں اور جوں ہی کہ ہم کو مجبوراً موہنہ کھولنا پڑتا ہے تو کوئی بیماری خواہ ناک کی یا خود پھیپڑوں کی اسکا سبب ہوتی ہے۔ لیکن ناک کی بیماریوں کا پہچاننا آسان ہے اسی وجہ سے ہم سانس لینے کے طور کو دیکھکر حقیقی تیقن کے ساتھ پھیپڑوں کی حالت کا امتحان کر سکتے ہیں۔ جبوقت تم میانہ قدم سے پاؤں پیدل چل رہے ہو اُسوقت پر فقط یہ خیال کرو کہ آیا تم اپنا مُنہہ بند رکھہ سکتے ہو یا نہیں یا اس سے بھی بہتر یوں ہو کہ کسی اور شخص سے کہو کہ وہ تم کو تمہارے سوتے وقت نگاہ کرتا رہے۔ ماسوا اسکے ہم اس بات سے کہ مُنہہ کتنا کُھلتا ہے صحت کے ساتھہ بتلا سکتے ہیں کہ بیماری کتنی بڑھی ہوئی ہے۔ بڈھے آدمی تقریباً ہمیشہ چلتے وقت اپنا مُنہہ بند رکھتے ہیں وہ بڑھاپے پر ٹھیک اسی وجہ پہنچے ہیں کہ اُنکے پھیپڑے تندرست ہیں اور اُنکی عام صحت اچھی ہے جب وہ سانس لینے میں دشواری کی شکایت کرنے لگتے ہیں تو

انکی زندگی کے ایام پورے ہو لیتے ہیں +

ایک لمحہ بھی اس امر کا خیال نکرو کہ موںھہ کا کھلا رہنا محض عادت کی بات ہے۔ ہمیشہ اسکی تحریک کسی بیماری سے ہوتی ہے اور جبتک بیماری کا علاج نہ ہو مُنہہ بغیر کوشش کے بند نہیں رہ سکتا ہے۔ اس طرح امتحان کرنے سے ہم ہر ایک لڑکی کی ہر ہر صورت میں ٹھیک ٹھیک بتلا سکتے ہیں کہ کون کون سی لڑکیاں بیویاں اور مائیں بنکر اس قابل ہونگی کہ وہ ماں گیری کے پیارے سے پیارے فرض کو پورا کر سکیں گی یعنے اپنے بچوں کو دودھ پلا سکیں گی اور جنکو ہمیشہ پورے پورے طور پر زیر علاج رہنا چاہیئے کیونکہ جن عورتوں کے پھیپڑے بیمار ہوتے ہیں وہ شاذ و نادر ہی اس قابل ہوتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی تمام و کمال طور پر اپنے دودھ سے پرورش کر سکیں اور نیز اُس وقت میں جبکہ بیماری عموماً شناخت کرنے سے پھیپڑے کی بیماری نہیں معلوم ہوتی +

جو نتائج کہ مقرر ملاحظہ مندرجہ بالا سے نکلتے ہیں وہ ضروری ہیں اور بیماروں کے معالجہ میں اصلی ضرورت کے ہیں :- جملہ اندرونی امراض (بجز بلاواسطہ ضرروں کے) ایک مشترکہ سبب سے پیدا ہوتے ہیں اور حق پوچھو تو فقط ایک ہی بیماری ہے جس کا ظہور مختلف صورتوں میں ہوتا ہے۔ ہماری تحقیقات اور تفتیش کا یہ بڑا بھاری نتیجہ ہے جسکی سچائی آگے جاکر زبردست ثبوتوں سے ثابت

ہو جائیگی۔ علم طبیعات میں کسی مفروضہ بیان کی صحت یا غلطی قائم کرنیکے واسطے خوب جچی ہوئی تدبیر رکھی ہے یعنے تجربہ کا کرنا اور با قاعدہ تحقیق اور تفتیش کا کرنا۔ اگر بیماریوں کی ایک ہی مشترکہ بنیاد ہے تو طریقۂ علاج (فرض کرو کہ طریقۂ علاج دریافت ہو سکتا ہے) بحیثیت مجموعی سب کے واسطے ایک ہی ہونا چاہیئے۔ لہذا اگر ہم اپنی تحقیقات پر کسی ایسے طریقہ علاج کی بنیاد ڈالنے میں کامیاب ہو جاویں جو بیماری کی تمام حالتوں میں مؤثر ثابت ہو اور صرف فرداً فرداً ہر شخص واحد کی احتیاج اور ضرورت کے موافق کرنے کا محتاج ہو تو مطلوبہ ثبوت بہی دیدیا جاویگا۔ ایسا طریقہ تقریباً خود بخود کھل جاتا ہے اور بدون دقت مزید کے ہم یہ سوال پیش کرتے ہیں :

کس طرح بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے ؟

جسم کو بیشک خود علاج کرنا چاہیئے اور ہمارا کام فقط یہ ہے کہ حالات کو اسطرح ترتیب دیں کہ صحت یابی ممکن اور ضروری ہو۔ پہلے بیانات کے بموجب ہمارا کام صرف ان دو کاموں پر مشتمل ہونا چاہیئے

(۱) جسم کو کوئی تازہ خمیری مادہ نہیں دینا چاہیئے اور

(۲) پرانے مادّے کو دفع کرنا چاہیئے +

یہاں سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ

(۱) ہم کو طبعی اور معمولی طور پر بسر کرنی چاہیئے۔

(۲) ہم کو انتظام کرنا چاہیئے کہ رطوبت پیدا کرنے والے آلات خمیری مادہ کا اخراج کرتے رہیں +

بلحاظ پہلی ضرورت کے ہم مختصراً کہتے ہیں کہ طبعی طریقہ زندگی بسر کرنے کی بابت بہت سے بے شمار رسالے چھپ چکے ہیں۔ بطور عملی رہنماؤں کے ہم ذیل کے رسالوں کی سفارش کرتے ہیں۔

ویجی ٹیرین کک بک (ترکاری پکانے کی کتاب) مصنفہ اڈورڈ بالٹزر قیمتی ۱٫۲۵ مارک (تقریباً ۱۳؍) ایضاً مصنفہ کارلوٹ سکلز قیمتی ۱٫۵ مارک (تقریباً ۱۵؍)۔ یہ دونوں رسالے ملک جرمنی کی زبان میں ہیں اور رسالہ ہذا کے مصنف کے پاس سے مل سکتے ہیں +

یہاں پر ایک غیر متبدل* فہرست کھانوں کی واسطے جملہ بیمار اشخاص کے نہیں دی جا سکتی۔ اُس وقت کی جسم کی حالت کے بموجب ایک یا دوسری قسم کی طبعی خوراک پسند کی جاوے گی۔ جب کھانوں یا شربتوں سے بائی پیدا ہو تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ جسم اُنکو قبول اور منظور نہیں کرتا ہے اور جبتک اصلاح نہ شروع ہو اور

* دیکھو صفحہ جات ۱۱۶ لغایت ۱۳۶۔ انگریزی اڈیشن (مصنفہ مصنف رسالہ ہذا۔ فہرست مضامین کتاب کے لیے رسالہ ہذا کا صفحہ دیکھو)

دی نیو سائنس آف ہیلنگ (تندرست کرنے کا نیا علم) مصنفہ لوئیس کہنے (جسکا عام فہم اردو ترجمہ مترجم رسالہ ہذا بڑی عرق ریزی کے ساتھ کر رہا ہے عنقریب چھپوا کر ہدیہ شائقین کیا جاوے گا۔)

مقابلہ موقوف نہ ہو جائے تب تک اُنسے پرہیز کرنا چاہیئے۔
اسیانکو بطور دستور العمل کے یاد رکھو کہ پیٹ کبھی حد سے زیادہ بھرنا نہیں چاہیئے اور کچا پکا مادہ محض ایسا مادہ ہوتا ہے جو جسم سے اجنبی اور بیگانہ ہوتا ہے۔ جو شخص مزمن اور سخت بیمار ہوتے ہیں وہ پیٹ کے پھول جانے یا بڑھ جانے سے دُکھ اُٹھاتے ہیں اور یہ بات بکثرت شربتوں کے پینے یا معدہ میں خمیری عمل کے ہونے سے پیدا ہو جاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ جب وہ پیٹ بھر کے یا سیر ہو کے کھا چکتے ہیں تو اُنکو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ پیٹ ابھی بھرا یا نہیں۔ پس اُنکے واسطے یہ امر ضروری ہے کہ وہ بخوبی اپنے نفس پر خود جبر کریں یا کوئی دیگر شخص اُنکے ساتھ زبردستی کرے کہ وہ حالت اعتدال پر آویں +
صحت بخش غذا حاصل کرنے کے لیئے خاصکر بہت فکر اور تردد چاہیئے۔ جس شئے کو حلق سے اُتارنے سے پہلے بخوبی چبانا پڑتا ہے اُسکا ہضم کرنا بہ نسبت پتلی یا نرم غذاؤں کے ہمیشہ بہت سہل ہوتا ہے کامل طور پر چبانے ہی سے غذا ٹھیک ٹھیک طور پر لعاب سے ملتی ہے اور بے شبہہ چبائی ہوئی غذا ٹھیک طور پر ہاضمہ کے واسطے تیار ہوتی ہے۔ اسوجہ سے کھانے کی تمام چیزیں جنکو ہم اُنکی قدرتی اور بے بدلی حالت میں کھا سکتے ہیں وہ ہیں جنکا ہضم کرنا بہت ہی سہل اور آسان ہے اور جو ہمارے واسطے

بہت مفید ہیں۔ برعکس اسکے تمام پکے ہوئے کہانوں کا ہضم کرنا اُنکی نسبت بہت دشوار ہوتا ہے اور ہر حالت میں کامل طور پر چبانا مانا گیا ہے +

اب مزید تفصیل اُس طریقہ کی نسبت دیجاویگی جس میں جمع شدہ خمیری مادہ کی تفریق نکالنی چاہیئے اور جبتک جسم پاک صاف نہ ہوجاوے تب تک اُس تفریق کو قائم رکھنا چاہیئے +

بدن میں رطوبت تفریق کرنے کے چار بڑے بڑے آلے ہیں۔ پہیپڑے - جلد - انتڑیاں - اور گردے - اور ان سبوں سے خمیرے مادے کے عمل تفریق کو انجام دینے کا کام لینا چاہیئے۔ پہیپڑے اُسیوقت اپنا عمل بخوبی کرتے ہیں جبکہ جسم تیز حرکت میں ہوتا ہے۔ پس ہر ایک کامل علاج کے واسطے جب کبھی ممکن ہو کُہلی ہوئی ہوا میں بخوبی سیر کرنا چاہیئے۔ علاوہ بریں مریض اسبات کو دیکھکر خوش ہوگا کہ جسم کے خمیرے مادے کے بوجھ سے ہلکا ہونیکے عرصہ میں سانس پہلے کی نسبت آزادی سے اور دور تک اپنی خوشی سے اندر باہر آتا جاتا ہے +

جلد کے ذمے بڑی اہم خدمت ہے کہ وہ سارے اجنبی اور غیر جنس مادے کو جو سطح کے نزدیک واقع ہوتا ہے باہر نکال لاتی ہے اور جب تک اُسکا عمل باقاعدہ جاری رہے تب تک شدید بیماری کا اندیشہ کرنا چاہیئے۔ لیکن جب کبھی خون کی گردش میں اجنبی مادّ لیسے ابتری ہوجاتی ہے

جلد کے عمل کی تیزی گھٹ جاتی ہے اور پھر جلد ہمیشہ چھوتے وقت ٹھنڈی لگتی ہے۔ ہم کو اپنی قوت لامسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات طبیعت کے برخلاف ہے کیونکہ ہم کو ہمیشہ تجربہ ہوتا رہتا ہے کہ جسم کے ٹھنڈے اعضا کا چھونا طبیعت کو ناگوار گذرتا ہے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ جلد جو اسطرح بیکار ہوگئی ہے اُس میں دوبارہ جان ڈالیں اور گرمائی پہونچا کر اوسکو اِس امر کی تحریک کریں کہ وہ اپنی خدمات کو انجام دیوے

گرمی اور تری یہ دو ایسی حالتیں ہیں جنسے ہر متنفس پہلتا پہولتا ہے۔ گرمی اور تری سے جلد پر نہایت مفید اثر پہونچتا ہے اور نیز اُنسے اُسکے مسامات کہلجاتے ہیں اور اُنسے اُسمیں ازسرنو جان پڑنے کی تحریک ہوتی ہے۔ اب ہم بہاپ میں یہ دونوں باتیں یکجا پاتے ہیں لہذا ہماری غرض اور مطلب کے لیئے بہاپ کے غسل سے زیادہ کوئی بات بہتر نہیں۔

جب بہاپ کا غسل ٹھیک ٹھیک طور پر لیا جاتا ہے تو اُس سے جلد ہمیشہ اپنا کام کرنے لگتی ہے۔ (ضمیمہ میں بھاپ کے غسل والی فصل دیکھو جہاں پر انتہادرجہ کا عملی طریقہ ٹھیک ٹھیک طور پر بیان کیا گیا ہے) ننھے ننھے بچوں کی صورت میں اس سے بھی زیادہ طبعی اور معمولی طریقہ بتلایا گیا ہے۔ جب اُنکو ٹھنڈ لگتی ہے تو وہ اپنی ماں کی طرف رغبت کرتے ہیں اور لپٹ جاتے ہیں۔ وہ صورت حال سے اِس امر کی منت التجا کرتے معلوم ہوتے ہیں اور اُسکو اپنی ماں کے گرم جسم سے لگ کر اپنے تئیں گرم کرنا چاہیئے۔ یہ طبعی منت والتجا ہے جو صرف

(تربیت یافتہ) ماؤں کو بیہودہ معلوم ہو سکتی ہے۔ جس ماں کے دل میں پاک اور سچی مادرانہ محبت ہے وہ فوراً خوشی خوشی اپنے پیارے بچے کو اپنے ہی مچھولوں میں لے لیگی اور اوسکو اپنی گرمائی پہنچاوے گی خواہ وہ کسی شدید بیماری ہی میں کیوں نہ مبتلا ہو جیسے گرمی دانے۔ لال بخار یا قرحیہ* اور اس قدرتی وطبعی علاج سے حقیقی معجزے ظہور میں آتے ہیں اور فی الحقیقت بچے غالباً بہت ہی کم بیمار ہوا کرتے اگر اب کی نسبت اُنہی کی اپنی ماں کی گرمائی اُنکے حصہ میں زیادہ آتی! مصنف موصوف جانتا ہے کہ وہ یہ بات کہہ کر کتنے متعصب اور طرفدار اشخاص کا مقابلہ کرتا ہے لیکن وہ اُسکو سچ بولنے سے مانع نہیں آسکتے اور جب حق امر کو حقیقی نظر میں لانے اور پورا کرنے سے خاندانوں اور نسلوں پر بے شمار برکتیں اور خوشوقتیاں نازل ہونگیں۔ ہر ایک جگہہ کے لوگوں سے جو قدرتی اور طبعی حالت میں رہتے ہیں (وحشیانہ نیم وحشی قومیں) ہمارے سُننے میں آتا ہے کہ وہ اس بارہ میں ماں گیری کے فرائض کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اور کیا ہمیں جانوروں کی طرف بھی اشارہ کرنے کی ضرورت ہے یعنی فکرمند مرغی یا اپنے پالتو چوپائے جانوروں کی طرف؟ وہ سب کے سب اپنے بچوں کو اپنے ہی بدنوں سے گرمائی پہنچاتے ہیں اور اکثر سچے قابل تعریف فکر کے ساتھ سچ ہی ہم کو ہمیشہ یہ بات مان لینی چاہیئے کہ ماں کے پاس کافی ذخیرہ گرمائی کا ہوتا ہے اگر خود اُس ماں ہی کو گرمائی کے واسطے بیرونی امداد کی ضرورت ہے تو

* دیکھو صفحہ ۱۶

وہ بیشک اپنے بچے کی پرورش کرنیکے قابل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ماں گرمی ہی کی محبت سے مدد مذکورہ مل سکتی ہے اسلیئے جو بچے کہ اس محبت سے محروم ہیں اُنکو مثل بڑے آدمیوں کے صرف بذریعہ ہلکے بھاپ کے غسلوں ہی کے مدد پہنچا سکتے ہیں +

ہردو انتڑیوں اور گردوں پر بھاپ کے غسل کا اثر پہونچتا ہے لیکن اُنکے واسطے علاوہ اسکے ایک خاص محرک شئے درکار ہے۔ یہاں پر ہم کو تنگ محدود نکاسی کے راستوں سے واسطہ آن پڑا ہے جن میں خمیری مادے کے کثیر اخراج سے ہمیشہ کم و بیش آگ لگی رہتی ہے اور نیز اسوجہہ سے کہ خمیر کا عمل ٹھیک وہیں پر واقع ہوتا ہے کیونکہ جس مادے کا ہم ذکر کرتے ہیں وہ بہ نسبت کسی اور مقام کے وہاں پر زیادہ کثرت کے ساتھ ہوتا ہے۔

پس اُنکو بہت احتیاط کے ساتھ ٹھنڈا کرنا چاہیئے اور یہ بات نہایت سادگی اور کمال کے ساتھ کو ہلکے یاد ہر غسل کے غسلخانہ میں حاصل ہوسکتی ہے جس میں تھوڑا پانی ڈالا گیا ہو۔ بدنی رطوبت کی تفریق کی تحریک کرنے کے واسطے اثنار غسل میں بدن کو کپڑے سے رگڑو اور حتی الامکان نکاسی کے راستوں کے پاس لیکن صرف پانی ہی کے اندر تاکہ سوزش اور آگ نہ بڑہنے پاوے۔ اس عمل میں اکثر گلٹیاں ہو جاتی ہیں جنکے ذریعے سے رطوبت کی تفریق کا عمل ہمیشہ کی نسبت زیادہ تیزی کے ساتھ ہونے لگتا ہے۔

جتنی دفعہ مقامات مذکورہ میں گرمی محسوس ہو اُتنی ہی دفعہ اس قسم کے

غسل کرنے چاہئیں کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ روزمرہ تین یا چار غسلوں کی ضرورت پڑتی ہے اور بعض بعض حالتوں میں ایک ایک گھنٹہ تک رہتے ہیں (کولہے کے غسلوں اور ہشتانی رگڑو اٹھبک کے غسلوں کی تفصیل کے لیئے ضمیمہ دیکھو) دریا کا برساتی پانی سب میں افضل ہے کیونکہ اوس سے قدرتی بالیدگیاں (Accretions) نہایت جلدی سے گھل جاتی ہیں۔ کھاری پانی کو استعمال کرنے سے پیشتر کچھہ عرصہ تک ٹھیرا رکھنا چاہیئے +

ان غسلوں میں سے سب سے پہلے ہی غسلوں کا اثر عجیب و غریب ہوتا ہے باقاعدہ حرکات شروع ہو جاتی ہیں اور کبھی کبھی ایسا بھی وقوع میں آتا ہے کہ حرکات اسطرح باقاعدہ ہونے لگتی ہیں جیسا (باقاعدہ ہضم کے طریق صفحہ ۷) میں بیان ہوا۔ وجہہ ہوتی ہے کہ ان غسلوں کے ذریعہ سے خمیری مادہ اُسوقت انتڑیوں سے دور ہو جاتا ہے لیکن جبتک جسم کی کامل طور پر صفائی نہیں ہوتی تب تک نیا مادہ برابر جمع ہوتا رہتا ہے اور جبتک صحت کی ترقی دوامی طور پر نہ ہو جاوے تب تک علاج جاری رکھنا چاہیئے۔ اب رہی یہ بات کہ یہ علاج کتنے عرصہ تک جاری رکھا جاوے تو یہ بات ایک تو اس امر پر منحصر ہے کہ بدن کس قدر بیمار ہے اور دوسرے اس امر پر حصر ہے کہ ان غسلوں کا جسم پر کیسا اثر پہنچتا ہے اور غسلوں کے بعد جسم کا ذاتی عمل کیونکر ہوتا ہے ممکن ہے کہ علاج کئی ہفتوں تک جاری رکھنا پڑے گو شاید مہینوں بلکہ برسوں کی ضرورت پڑے

اس علاج میں ایسی صورتوں میں سب میں زیادہ عرصہ لگتا ہے جہاں
بیماری طبعی اور خلقی ہو اور ننھے بچے کے بدن میں پہلے ہی سے خمیرہ
مادہ بھرا ہوا ہو لیکن یہ علاج ایسے جوان اشخاص کی صورت میں بہت
ہی جلد اثر کرتا ہے جو فقط تھوڑے ہی عرصہ بیمار رہے ہوں۔ اس
علاج کے درمیان اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی سی مذکورہ بالا شدید بخاروالی
بیماری ٹوٹ پڑتی ہے جس سے تندرستی کا عمل زیادہ جلدی جلد ہی
ہونے لگتا ہے۔ اِن بخاروالی بیماریوں کا ٹھیک اسی طور سے علاج کرنا
ہوگا خصوصاً جلد کے عمل کو تحریک کر کے فوراً تیز کردینا چاہیئے۔ پسینہ
کے نمودار ہوتے ہی بخار فوراً جاتا رہتا ہے جیسا پیشتر بیان ہوا بخار
از سرِ نو صحت حاصل کرنے کی کوشش ہے جس سے بیمار مادے کی
تفریق مقصود ہوتی ہے جب یہ ہوتا ہے تو عملِ خمیراور اوسکے ساتھ
اندرونی حرارت موقوف ہوجاتی ہے۔ پس یہ جہالت یا تعصب کی
بات ہے جبکہ لوگ بغیر آزمائش کرے کہتے ہیں کہ بھاپ کے غسلوں سے
تو حرارت بڑھجاوے گی۔ ایک دفعہ آزمائش کرو تو اسکے برعکس بات
سچ نکلے گی لیکن اس امر پر پھر زور دینا چاہیئے کہ ننھے ننھے بچوں کی
صورت میں پسینہ بہترین طور پر ماں ہی کی گرمائی سے آتا ہے اور پس
اپنی ہی اصلی اور حقیقی ماں کو اپنے بچہ کا فرشتۂ محافظت بننا چاہیئے
پس جملہ شدید بیماریوں میں پسینہ بلکہ کامل پسینہ سب مقدم رکھنا
چاہیئے اور یکساں ہی اس امر کی بھی فکر کرنی چاہیئے کہ بدنی رطوبت

تفریق کرنے کے دیگر آلات بھی اپنا اپنا عمل برابر لگاتار کرتے ہیں اسی وجہ سے ٹھیک بخار والی بیماریوں میں کولہے کے غسل یا مشت ومال والے بیٹھک کے غسل بہت آزادی کے ساتھ کرانے چاہئیں +

بخار والی بیماریوں میں سب سے زیادہ دہشت ناک بیماری غالباً ڈفتھیریا* ہے جو بچوں کا ہلاک کرنے والا فرشتہ عزرائیل ہے۔ یہ بیماری اُنپر صرف اُسوقت آتی ہے جبکہ اُنکے جسم اجنبی مادّے سے بہت ہی بوجھل ہوجاتے ہیں اور جبکہ یہ مادہ سر میں رک کر بوقت واپسی نرخرہ اور پھیپھڑوں میں خصوصاً زیادہ مقدار میں جمع ہو جاتا ہے۔ اسبات کا وقوع صرف اُسیوقت ہو سکتا ہے جبکہ جلد نے پیشتر ہی اپنی خدمت مقررہ تقریباً چھوڑ رکھی ہو۔ پس محتاط ماں باپ مدت پہلے ہی سے سمجھ جاوینگے کہ اُنکے بچوں پر کوئی بخار والی بیماری آنے والی ہے۔ ڈفتھیریا والے مریض کے جسم کا مقابلہ ایک بوتل سے ہو سکتا ہے جس میں کوئی رقیق شئے خمیر اُٹھنے والی بھری ہوئی ہو۔ جب خمیر کا عمل شروع ہوتا ہے تو مادہ بوتل کی گردن کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن بوتل کی گردن کے پہلو اُسکو نکلنے نہیں دیتے۔ ڈفتھیریا* کے ساتھ اکثر لال بخار ہوتا ہے کیونکہ عمل خمیر تمام جسم پر پھیلتا جاتا ہے۔ ایسی صورتوں کو معاون ومددگار سمجھنا چاہیئے کیونکہ پھر جلد بدنی رطوبت تفریق کرنے کے عمل میں مدد دینے لگتی ہے پسینہ کا عمل حسب مندرجہ بالا جاری کرنا چاہیئے۔ ماں کو بچھونوں میں اپنے بچہ کے پاس گھنٹوں تک برابر پڑا رہنا چاہیئے

* دیکھو صفحہ ۱۶

تاکہ اوسکو پسینہ آنے لگے یا بھاپ والے غسلیات یا گرگڑ کے بیٹھک والے غسلیات یا وڈبڑ کے غسلیات بھی جبتک مطلب مقصود حاصل نہ ہو برابر لگاتار باری باری سے کرانے چاہیئیں۔ ڈفتھیریا* میں ہم کو سانس رک کر مرجانے کا خطرہ بھی رُوکنا پڑتا ہے جو اکثر یکایک شروع ہوجاتا ہے لیکن یہ خطرہ اس قدر سفید غلاف سے پیدا نہیں ہوتا ہے جس قدر حلق کی سوزش اور ورم سے۔ جب اس سوزش میں تخفیف ممکن ہو تو یقین کرلینا چاہیئے کہ بیمار ضرور بچ جاوے گا۔ اس سفید غلاف کے دور کرنے کے واسطے مریض کو چاہیئے کہ وہ ٹھنڈے پانی سے غرغرہ کرے اور جبتک غرغرہ سے پانی گرم نہ ہو جاوے تب تک اوسکو کلی کرکے باہر نہ نکالے اور جبتک یہ غلاف اُترکر کلی کے ساتھ باہر نہ نکل آوے تب تک غرغرہ جاری رکھے جس سے مریض کو صاف آرام معلوم ہوگا+ مریض کو اسطرح لیٹنا چاہیئے کہ پانی اُسکے موہنہ میں دُہرا اندر تک اچھی طرح پہونچے اور وہ کامل طور پر مشغول ہوجاوے+

یہ علاج چھوٹے بچوں کے قابل نہیں ہے اُنکی صورت میں ہم کو مشت ومال والے بیٹھک کے غسلوں ہی پر اکتفا کرنا چاہیئے جنکا عمل فی الواقع ایسا قرار واقعی ہوتا ہے کہ سبکا سب سفید غلاف اکثر ایک ہی دفعہ کے غسل کرنے کے بعد غائب ہوجاتا ہے۔ اس غسل کا فائدہ اُسوقت بہت جلد اور یقینی ہوتا ہے جب مینہ کا پانی استعمال کیا جاتا ہے اور اسلیئے مینہ کا پانی حاصل کرنے کے لیئے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

* دیکھو صفحہ ۱۶۔

لیکن انسان چند قدم بڑھکر دریا کا پانی کیوں نہ لے آوے جس میں کچھ بھی لاگت نہیں ہے گاہے گاہے دوا فروش کی دُکان پر جانے کیواسطے کئی گھنٹے درکار ہوتے ہیں! چشموں یا نلکے کا پانی اگر کھاری ہو تو اوسکو ہوا میں تھوڑی دیر رکھدینا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو دہوپ میں +

علاج مندرجۂ بالا کی اتنی مریضوں پر آزمائش ہوئی ہے کہ اوسکے اعتبار کا ثبوت اس پایہ کا ہوگیا ہے کہ اب کوئی شک وشبہہ باقی نہیں لیکن ہم اس معاملہ کو ذرہ اور صاف طور پر واضح کرنے کے لیئے چند نظریں شامل کرتے ہیں +

(۱) نوسال کی عمر کا ایک لڑکا لال بخار اور ڈفتھیریہ میں مبتلا تھا - بید کی بنی ہوئی کرسی (دیکھو صفحہ ۵۴) پر بھاپ کا غسل دیکر اسکے بدن میں بخوبی پسینہ پیدا کر دیا اور پھر بہت تھوڑے پانی سے اسکے بدن کو کولہے کے غسل والے سرد حمام میں ٹھنڈا کر دیا۔ سر سے حرارت نکلنے اور (پہلے پہل جو بمشکل تمام سانس لیا جاتا تھا) اوس مشکل کے (بذریعہ ٹھنڈے پانی کے زور کی ملائی دلائی کی مدد سے) کم ہونے کے بعد اوسکو بچھونوں میں ڈالدیا اور چاروں طرف سے لپیٹ دیا اور پھر قدرتی اور طبعی پسینہ دوبارہ آنے لگا - اس سے دیگر بھاپ کیے غسل کی ضرورت نہ رہی اگرچہ کولہے کے غسل بار بار دیئے گئے جونہی اس لڑکے کو بچھونوں میں ڈالا اوسکو موُنہہ زکلی کرنے کے واسطے پسینہ کا پانی دیا جسکے ذریعہ سے حلق کے سخت تملاف (جو

خمیر سے پیدا ہو گئے تھے) جلد ہٹ گئے لیکن سب میں پہلے گھنٹہ بہر کے
اندر غلاف اترا۔ چونکہ حلق کی سوزش فوراً جاتی رہی اسلئے علاج
بہی جلد ہی ہو گیا۔ پانچ دن میں یہ لڑکا بالکل بحال ہو گیا اور اسکے
بعد کوئی ایسی بیماری نہیں ہوئی جس سے بڑے اور خراب نتائج
پیدا ہوں +

(۴) ایک جوان مرد بیس سال کی عمر کا تیرہ سال کی عمر سے اندرونی
مرض میں مبتلا تہا اسکا علاج اعلی درجہ کے تجربہ کاروں نے کیا
اور آخر میں اوسکو جواب دے دیا کہ اسکا مرض لاعلاج ہے۔ اس کا
مرض بیشک موروثی تہا اور خمیری مادہ اسکے بدن میں اسقدر بہرا ہوا
تہا کہ اسکی صورت اور بناوٹ کا بدلنا حیرت تھا۔ اسکا سر آگے کو
جھک گیا تھا اور اسکی پیٹہہ ڈبہری ہو گئی تہی اور اوسکے ہاتہ پیر چہوتے
وقت ہمیشہ ٹہنڈے معلوم ہوتے تھے اسکی جلد نے تقریباً اپنی
خدمت معینہ کو چہوڑ دیا تہا اور اسکے آلات ہضم کا عمل بہت نکما
ہو گیا تھا۔ اس مریض کو پرانا بخار تھا اگرچہ اسکو کبہی زور کا بخار نہیں
چڑھتا تہا۔ علاج شروع ہوا اور نہایت زور شور کے ساتہ جاری رہا۔
غذا سیدہی سادہی اور غیر محرک تہی جس میں یہ چیزیں ہوتی تہیں صبح کو
دودھ اور گرہم (Graham) روٹی دوپہر کو ترکاریاں
اور دم پخت (ابلے ہوئے) کئے ہوئے پہل اور رات کو بغیر گرہم روٹی
اور پہل۔ جلد کے عمل کو تیز کرنے کے واسطے اول اول ہفتہ میں

✻ دیکھو صفحہ

تین یا چار مرتبہ اُن آلات کے ساتھ جن کا آگے بیان کیا جاوے گا بھاپ کے غسلیات کرائے گئے۔ درمیانی وقت میں یہ بیمار دن میں تین مرتبہ کولہے کے غسلیات کرتا تھا اول اول تو ہر ایک غسل بیس بیس منٹ کا ہوتا تھا لیکن پیچھے بڑھا کر آدھ گھنٹہ کا کر دیا۔ ہر ایک غسل کے بعد گھر سے باہر اچھی خاصی سیر اور چہل قدمی ہوتی تھی۔ اس علاج سے ہاضمہ تھوڑے ہی دنوں میں درستی پر آگیا اور چار ہفتوں کے بعد تھوڑا تھوڑا پسینہ بھی اپنے آپ ہی آنے لگا۔ اُس کی چال اور وضع رفتہ رفتہ درست ہوتی گئی اور بتدریج اُسکا حجاب بھی اُٹھنے لگا اور خاطر جمعی اور قوتِ ادراک مراجعت اور عود کرنے لگی۔ نو ہفتہ کے علاج کے بعد اُسکی حالت ایسی ہو گئی کہ وہ خود کسی پیشہ سیکھنے میں مشغول ہو سکتا تھا اُس عرصہ میں اُسکا وزن قریب پانچ سیر کے بڑھ گیا۔ اس صورت کی زیادہ وقعت اس حقیقت پر مبنی ہے کہ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیز اندرونی خرابیاں جسمانی بیماری سے کیونکر پیدا ہوتی ہیں اور جب طبعی صحت بحال ہو جاتی ہے تو اپنے آپ ہی غائب بھی ہو جاتی ہیں ×

(۳) بارہ سال کی عمر کے ایک لڑکے کے داہنے بازو پر ناگہاں کوئی بیماری نازل ہوئی اور اُس سے بالکل شل ہو گیا۔ کسی معالج نے اُسکے بازو کا علاج بلحاظ جائے وقوع مرض کے معمولی طور سے کیا یعنے فقط بازو ہی کو بیمار سمجھا اور صرف اُسی کا علاج کیا۔ اس سے اسباب محرکہ نہیں

بجائے سنوار کے اور بھی زیادہ بگاڑ پیدا ہو گیا۔ آخرالامر اس لڑکے کے
مرض کی تشخیص کی گئی اور ہمارے طریقۂ مذکورہ کے بموجب اُسکا علاج
کیا گیا۔ اسصورت میں بھی بیشک تمام بدن بیمار تھا لیکن خمیری مادہ
خصوصًا دائیں طرف جمع ہو گیا تھا اور داہنا ہاتھ اس مادّے سے اسقدر
اَٹ آگیا تھا کہ دورانِ خون تقریبًا بند ہو گیا تھا جس سے کامل شَل
(جھولا) پیدا ہو گیا۔ یہ لڑکا ہمیشہ شدت کے قبض میں مبتلا رہتا تھا
او . اسی وجہ سے خمیری مادہ اوپر ہاتھ میں بہت ہی تھوڑے عرصہ میں
پہنچ گیا۔ علاج تقریبًا ٹھیک ٹھیک اُسی طور پر ہوا جیسے صورت دوسری
میں اگرچہ اُسکی نسبت کم بھاپ کے غسلیات کی ضرورت پڑی
اور بدن سے پسینہ بھی اُسکی نسبت جلدی ہی چھڑنے لگا۔ خاصکر
یہ بات قابل ذکر کے ہے کہ اس شَل بازو کا کوئی علاج بلحاظ جائی وقوع
مرض کے نہیں کیا گیا۔ تاہم روز بروز اُسکو فائدہ اور آرام ہونے لگا
اور تین ہفتہ میں حرکت کرنے کی پوری پوری طاقت ازسرِنو حاصل
ہو گئی۔ اس لڑکے کی ماں جسکی آنکھوں کے سامنے غسلیات روز مرہ
دیے جاتے تھے وہ اس معجزے کو نہ سمجھ سکی ×

(۴) ایک جوان عمر کا پادری سخت کمزوری میں مبتلا تھا اور اسکو
وہ صرف اپنے مطالعہ کی زیادتی سے منسوب کرتا تھا۔ مطالعہ کی
زیادتی سے اوسکی بیماری اور بھی زیادہ بڑھ گئی تھی لیکن اس کمزوری
کا سبب اس سے پیشتر زمانہ کا تھا۔ یہ مریض بہت ہی مغلوب

ہوگیا تھا اور تندرستی کی اُمید بالکل چھوڑ بیٹھا تہا۔ اسکی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تہی کیونکہ جلد نے اپنا معینہ کام کرنا تقریبًا بالکل چھوڑ دیا تہا اور وہ دوامی اندرونی بخار کا شکار بنگیا تہا جیسا دوسری صورت میں بیان ہوا۔ اُسکا ہاضمہ بالکل بگڑ گیا تہا اور تباہ ہوگیا تھا اور ہردفعہ کہانا کھانے کے بعد معدہ غذا کے کچہ حصہ کو نہ قبول کرکے رد کردیتا تہا (قے ہوجاتی تہی)×

غذا تقریبًا موافق دوسری صورت کے تجویز کی گئی بلکہ کسیقدر اُس سے بہی زیادہ سادی تہی اور دیگر علاج اُسکے موافق تہا۔ اول ہی دن سے ہاضمہ درست ہونا گیا یہانتک کہ قے پہر کبہی نہیں ہوئی اور خلاف توقع لسپینہ خود بخود تیسرے دن نمودار ہوا۔ اگرچہ کہل کر پسینہ آنے کے لیئے بہاپ کے غسل کی ضرورت پڑی آٹھہ ہفتہ میں مریض اسقدر بحال ہوگیا کہ وہ اپنے کاروبار میں لگ سکتا تہا کیونکہ دل اور بدن دونوں قوی ہوگئے تہے×

(۵) دو مہینہ کی عمر کا ایک بچہ تر گنج میں مبتلا تہا اور یہ گنج پیدا ہونیکے تہوڑے ہی دن بعد ہوگیا تہا۔ مرہموں اور لیپوں کے ساتھہ علاج کرنے سے اسباب مرض میں اور بہی زیادہ لگاڑ پیدا ہوگیا تہا۔ چونکہ بچہ کے پیر چہوتے وقت ٹہنڈے معلوم ہوتے تہے اسلیئے اُسکو انگیٹہی کے قریب لیگئے اور بوتلیں گرم کرکے اُسکے بچہونے میں دبادیں لیکن ان تدبیروں سے بچہ کو محض معمول سے بہی زیادہ بے قراری اور

بے چینی گذرنے لگی۔ اور سچ بھی تو ہے کہ اس سوکھی گرمائی میں اور دوسرا
اثر کیا ہو سکتا تھا ؟ اس صورت میں اس مصنوعی گرمائی کے بجائے
مانگی گرمائی پہونچانے سے عجائبات ظہور میں آنے لگے۔ رات کے وقت بچہ
کو اسکی ماں کے بچھونوں میں گرمائی پہونچانے کے واسطے لے گئے۔ تھوڑا سا
پسینہ تو پہلے ہی رات کو نمودار ہوا اور پھر ہر روز رات کو بڑھتا ہی گیا
دن کو غسل کے حوض میں دس دس بارہ منٹ کے کولہہ کے غسلیات
دیئے گئے۔ اسطرح تین ہفتہ کے اندر اس بچہ کو بالکل شفا ہو گئی
اور اسکے بعد وہ جلد جلد بڑھنے اور نشو ونما پانے لگا +

یہ چند ہی صورتیں اس امر کے ثبوت کو کافی ہیں کہ جملہ اقسام کے امراض کا
علاج طریق مذکور سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ ایسی کوئی بیماری نہیں ہے
(خواہ وہ کسی نام سے مشہور کیوں نہو) جسکا علاج ممکن نہو اگرچہ دنیا
میں ایسے بھی مریض ہیں جنکی بدنی طاقت اسقدر گھٹ گئی ہے کہ علاج کا
عمل پورا نہیں ہوتا +

چوٹ لگنے اور آگ سے جلنے وغیرہ کی بابت ایک بات مجھے اور کہنی ہے
ہی دکھ ایسے ہیں جو مقامی علاج چاہتے ہیں کیونکہ انکی اصل ہی
مقامی ہی ہے۔ جبکہ جسم خمیری مادہ سے پاک صاف ہوتا ہے تو چوٹ لگنے
کے زخم وغیرہ جسم کے حالت بیماری میں ہونے کی نسبت بہت ہی جلد
اچھے ہو جاتے ہیں کیونکہ پچھلی صورت میں یعنے بدن کی حالت بیماری میں یا
علاج عامہ کی ہمیشہ ضرورت ہوتی ہے۔ زخموں کے علاج کی تفصیل

کیواسطے دی نیو* سائنس آف ہیلنگ (تندرست کرنے کا نیا علم) مصنفہ ڈاکٹر لوئیس کہنے صاحب (مصنف رسالہ ہذا) دیکھو۔ اس کتاب مذکور میں میرے تمام وکمال طریقۂ علاج زخم کا مفصل بیان ہے اور اوس تمام ترقی کا بھی ذکر ہے جو میننے گذشتہ دس سال کے عرصہ میں بغیر دوا اور بغیر عمل جراحی کے بیماریوں کے علاج کرنے میں حاصل کی ہے یہ کتاب (فہرست مضامین کے لیے۔ دیکھو صفحہ ۶۲) جو مصنف رسالہ ہذا کی تصنیف سے ہے ابتک مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہے اور ساٹھہ ہزار جلدیں دو سال کے اندر اندر فروخت ہو چکی ہیں !



چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا علم

چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا علم میرے نئے طریقۂ علاج کے اُصول سے ایسا نزدیکی تعلق رکھتا ہے کہ وہ اوس سے بالکل جدا نہیں ہو سکتا جیسے کوئی شخص سوار بغیر گھوڑے کے خیال نہیں کرسکتا یا سمندر بغیر کنارہ کے قیاس نہیں کرسکتا ہو بہو اُسیطرح

چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا میرا علم تندرست کرنے کے نئے علم کے اصلی احکام سے الگ بغیر موجودگی بیمار۔ موذی۔ یا خمیر بدیر یاد اور اُسکے جسم کے اندر صورت بدلنے اور خمیر اُٹھانے کے عملیات کے جلنے

*نہ یہ ترجمہ ہے عنقریب چھپواکر ہدیہ شائقین کی جاویگی +

مادہ کے جسم کی ہم شکل ہونے میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جیا سمجھ میں
نہیں آسکتا ہے۔ چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا یہ علم صرف اوسی
شخص کی سمجھ میں آوے گا جو پہلے سے نئے طریقہ علاج کے ان اصلی
قواعد اور نصائح کو سمجھتا ہے جیسا کہ میری کتاب دی نیو سائینس آف
ہیلنگ (تندرست کرنے کا نیا علم) (دیکھو صفحہ ۶۲) میں مفصل
بیان ہوا ہے +

بہت سے لوگوں کو یہ قول (چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا علم)
شاید نیا اور نا قابل فہم معلوم ہو۔ یہ بات صرف اسوجہ سے ہے کہ
اس مضمون کو بخوبی نہیں سمجھا ہے۔ مجھکو مریضوں کو دیکھنے اور بدن انسانی
کی پہچان حاصل کرنے کے اس نئے طریقہ کے واسطے اس سے زیادہ
کوئی معقول اصطلاح نہ مل سکی۔ اور چونکہ اس نئی تشخیص کا کوئی
نام رکھنا ضروری تھا اس لیئے آخر الامر میںنے اُسکا نام چہرہ سے تندرستی
بیماری بتلانے کا علم رکھا اکثر ایسی چیز کا نام رکھنا ناممکن ہوتا ہے جسکی
صورت کے اسقدر پہلو ہوں جیسے کہ چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے
کے علم کے۔ یہ ایسی معقول اصطلاح ہے کہ جاہل لوگونکو بھی فوراً اُسکے
معنی کا ٹھیک خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ ہم سبھوں کو اپنی زندگی
کے درمیان کم و بیش ایسی اصطلاحیں ملتی ہیں جو زیادہ نزدیکی

٭ اس کتاب کا بھی بڑی محنت اور عرقریزی کے ساتھ عام فہم اردو زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے
عنقریب چھپوا کر ہدیۂ شائقین کی جاوے گی +

واقفیت ہونے پر ثابت ہوتی ہیں کہ اُنکے تو کچھہ اور ہی معانی ہیں جو ہمارے اوسوقت کے خیال سے بالکل مختلف ہیں جبکہ وہ پہلے ہی پہل ہمارے دیکھنے میں آئیں تہیں +

چہرہ سے تندرستی بیماری بتلا دینے کے علم اور نئے طریقۂ علاج کے فوائد کی قدر جاننے کے لیئے آؤ ہم اپنی توجہ لمحہ بہر کے واسطے علاج کے مقبولہ اور پسندیدہ طریقوں اور اُنکی تشخیص کی طرف موڑیں +

ایلوپیتھی[*] سے بہت سی مختلف بیماریوں اور ہزارہا مختلف دواؤنکی پہچان ہو جاتی ہے - اس عمل میں ان ہزارہا بیماریوں کی تشخیص کے لیئے بہت بڑے پیچیدہ اور قیمتی آلات استعمال کرنے ہوتے ہیں جنکے فقط ہوشیاری سے استعمال آنے ہی کے لیئے بہت سے برسوں کی مشق درکار ہے - اس ترکیب سے بامداد خاص خاص آلات کے جو آئینوں کے ساتھ بنائے گئے ہیں معدہ کا اندرونی حال روشن کرنے میں درحقیقت کامیابی حاصل ہوئی ہے - باوجود اس سب بات کے معدہ کی تشخیص اب بہی ناقص ہی ہے - یہانتک کہ جب اس عمل سے بذریعہ اُسکے مقبولہ اور پسندیدہ طریقوں کے کسی بیماری کی صحیح صحیح طور پر تحقیق کرنے میں کامیابی حاصل ہی ہو جاتی ہے تو درحقیقت اس صحیح تحقیق سے

[*] ایلوپیتھی یعنے علاجِ برعکس ایک طریقہ ہے جس کی رو سے ایسی دوائیں استعمال کرتے ہیں جنسے ایسے آثار و نتائج پیدا ہو جاویں جو بیماری سے پیدا ہونے والے نتائج کے خلاف ہوں +

کچھہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اُس سے باوجود اس امر کے بیماری کی اصلیت نہیں معلوم ہوتی لہذا جملہ دوائیں اور جراحی عمل کسی اندرونی بیماری کے علاج کرنے میں ضعیف اور کمزور ہیں۔ ادویہ وغیرہ کی رُو سے محض بیماری کی بیرونی علامات میں کوئی تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں +

چنانچہ زمانہ حال مین ابتک یہہ بات دیکھنے میں آ سکتی ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی اندرونی بیماری میں مبتلا ہوا اور وہ دس مختلف معالجونکو اپنے تئیں دکھلاوے تو یہ بات بالکل ممکنات سے ہے کہ دسون میں سے ہر ایک کی تشخیص مختلف اور جداگانہ ہوگی اور اگر دو معالجوں کی تشخیص تقریباً ایک دوسرے سے مل بھی جاوے گی تو وہ مقرر مختلف نسخے تجویز کریں گے۔ تاہم اِن معالجوں میں سے ہر ایک نہایت یقین کے ساتھہ دعوے لیے کہیگا کہ اُسکی تشخیص اور اُسکی مجوزہ دوا صحیح اور مناسب ہے اور دیگر معالجوں کی غلط اور نامناسب +

علاوہ بریں علم طریقہ تشخیص کا جس کی آج کل مشق خوب ہو رہی ہے وہ نیا ہی شروع ہوا ہے۔ وہ زمانہ ابھی ہم سے بہت دور نہیں چلا گیا ہے جس میں معالج لوگ سینہ کی بیماریاں ہر دو سینہ بجا کر اور سینہ سے سٹیتھسکوپ* لگا کر پہچان کرنے سے بے خبر تھے۔ میں اب بھی مشہور معالجوں کے وضع طریق کو جو میری بیماریاں ان کے بستر پر ظہور میں آئے یاد کرسکتا ہوں

*یہ ایک آلہ ہوتا ہے جو سینہ کی آوازوں کے پہچاننے کے کام آتا ہے جس سے معالج کو دِل پھیپھڑے وغیرہ کے عمل یا حالت کی تمیز ہوسکتی ہے +

اپنی ٹہوڑیوں کو اپنی سبرکی چوبدستی پر سہارا دیکر وہ صرف چند سوال کرتے تہے لنسبت ہاضمہ کے اور لنسبت اس امر کے کہ درد کہاں معلوم ہوتا ہے۔ پہر مریض کی زبان دیکہتے تہے اور یہ تمام خفیف باتیں ایسی سنجیدہ اور مخفی وضع کے ساتہ کی جاتی تہیں جس سے خود بخود ہی کافی اور وافی طور پر ناواقف آدمی کے دلمیں معالج صاحب کی عزت اور بزرگی پیدا ہوجائے پہر ایک لنسخہ لکہدیا اور معاملہ طے ہوا۔ ان تمام باتوں سے مریض کو کچہہ بہت فائدہ نہیں پہونچتا تہا کیونکہ اگر وہ اچہا ہی ہوگیا تو وہ اسطرح تو بغیر معالج کے بہی اچہا ہوجاتا۔ صرف پچاس برس کے قریب ہوئے کہ ہم یہ چرچہ سُننے لگے تہے کہ شہر پیرس (دار الخلافہ ملک فرانس) کے معالجوں نے سلینہ کو بجاکر اور سٹیتھسکوپ لگاکر دیکہنے کے ذریعہ سے بیماری کی تشخیص میں بہت بڑی ترقی کی ہے۔ یہ علمیت اور فضیلت کی دریافت تہی کہ ایسی کبہی نہیں سنی تہی جسکا کافی اور وافی چرچہ ہوچکا ہے +

لیکن اب بہی باوجود سلینہ کو بجاکر اور سٹیتھسکوپ لگاکر دیکہنے کے یا بدا دنہایت ذہانت خرچ شدہ آلات کے ایلوپیتھی باوجود اسباب کے شدید اندرونی امراض (جیسے سل یا ناسور) حسب قاعدہ بیماری کے پورے پورے طور پر ظاہر ہونے سے پہلے سمجہا سننے کے ناقابل ہے اور لبس اکثر کرکے علاج کرنے کے ناقابل ہے۔ مریض لوگ اکثر اپنے تئیں مجہکو دکہانے آئے ہیں جنکے پہیپڑے عرصہ سے اور شدید

* دیکہو صفحہ ۹۱ × دیکہو صفحہ ۹۰

بیمار تھے اور جن سے باوجود اسبابت کے جملہ طریقۂ ایلوپیتھی* جاننے والوں نے اُنکو دیکھتے وقت کہدیا تھا کہ ہم تمہارے پھیپڑوں میں کوئی قصور نہیں پا سکتے وہ ہنوز بالکل صحیح اور تندرست ہیں +

دیگر صورتوں میں فرض کرو کہ جراحی عمل کی ضرورت سمجھی گئی لیکن معالج کہے گا کہ گلٹی ابھی پکی نہیں ہے کہ اُس میں شگاف دیا جاوے ابھی مریض کو چند مہینے توقف کرنا چاہیئے۔ اُسکے بعد شگاف غالباً دیا جا سکتا ہے۔ اِس عرصہ میں اور بہر حال اسوقت کچھہ نہیں ہو سکتا۔ اچھا توقف ہی توقف میں رکھو یہاں تک کہ بیماری اور رقیق مواد کی تفریق اور تقسیم اسقدر بڑھجاوے کہ اکثر حالتوں میں حقیقی مدد ناممکن ہوجاوے۔ ایلوپیتھی کے جاننے والے اکثر بیماری کے شروع میں کچھہ تدبیر نہیں کر سکتے کیونکہ اُنکے طریقہ تشخیص سے ابتدائے مرض میں حقیقی مرض شناخت میں نہیں آتا۔ اس سے خاص خاص بیماریاں شناخت ہوسکتی ہیں۔ محض اُسوقت جبکہ بدن کے حصوں کی صورت بگڑ جکتی ہے یا تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور درصورت کمزوری اور ناطاقتی کی بیماریوں کی علمی دوا کی تجویز بالکل ناکافی ثابت ہوئی ہے۔ اُس سبب کمزوری اور ناطاقتی کی بیماریاں صرف اُسیوقت معلوم ہوسکتی ہیں جب وہ بہت طول پکڑ جاتی ہیں جیسے دماغی بیماری نیورستھینیا۔ آدھا سیسی۔ وغیرہ۔ ان بیماریوں کے آغاز اور ابتدائی درجے طریقۂ ایلوپیتھی جاننے والوں سے اصل بیماری کی ناواقفیت کے سبب

* دیکھو صفحہ ۴

اب بھی مخفی رہتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ کمزوری اور ناطاقتی کی بیماریوں کے پہچان لینے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں تو وہ اُن کا علاج نہیں کر سکتے کیونکہ اب بھی اُنکو مناسب علاج کی تلاش رہتی ہے+

مثلاً کچھہ عرصہ ہوا ایک افسر نے مجھسے اپنا علاج کرایا جسکے پٹھوں میں بہت ابتری پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم اُسکو رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کرنے کے لیئے فوجی ڈاکٹر سے سارٹیفکٹ حاصل کرنے میں بے حد دقت اُٹھانی پڑی بہت غور سے تشخیص کرنے کے بعد ڈاکٹر موصوف نے اوس سے کہا کہ مجھکو ذرہ سا بھی بیماری کا پتہ نہیں لگ سکتا ہے اور تمہارے تمام آلات بالکل باقاعدہ ہیں بس میں محض فرضی بیماری نہیں بتلا سکتا حالانکہ افسر موصوف کو مالیخولیا ہونے والا تھا۔ لیکن کسیکو سخت کمزوری پٹھوں کی نہ معلوم ہو سکی جیسے خود مریض کو معلوم ہوتی تھی جو ڈاکٹر موصوف کے کہنے سے بھی اس امر میں فریب میں نہ آسکا+

ہومیوپیتھی[1] اُسی بنیاد پر مبنی ہے جسپر ایلوپیتھی ⊗ کی بنیاد ہے اگرچہ ہومیوپیتھی سے ایلوپیتھی کی نسبت ادویات کا زیادہ تر کافی اثر ثابت ہوتا ہے جو رقیق معتادوں میں دیجاتی ہیں جیسے پانی کو یہہ طاقت ہے کہ وہ بھاپ کی نمایاں صورت میں کسی کل کو چلا سکتا ہے حالانکہ اوس میں

[1] ہومیوپیتھی یعنے علاج بالمثل ایک مسئلہ ہے کہ بیماری کو اُن دواؤں سے شفا ہوتی ہے جنسے کسی مریض کی بیماری کی علامات کے موافق کسی تندرست شخص میں اُن بیماری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں+ ⊗ دیکھو صفحہ ۹۰

اپنی آپ ہی صورت میں یہ مزید طاقت نہیں رہتی ٹھیک ویسی ہی ہومیوپیتھی
کے ذریعہ سے یہ بات دریافت ہوئی ہے کہ جملہ دوائیں ایلوپیتھی کی
معتادوں کے موافق دینے کے بجائے اگر رقیق (اسم باسمی ہومیوپیتھی)
کی معتادوں سے دی جاویں تو وہ دوائیں بہت زیادہ کارگر ہوں اور
تاہم کم مضر پڑیں۔ پس ہومیوپیتھی کے رقیق کرنے کے قانون کی رو سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ہومیوپیتھی ایلوپیتھی سے ترقی میں بہت آگے بڑھی ہوئی
ہے۔ لیکن بلحاظ اپنے طریقۂ تشخیص کے وہ تقریباً ایلوپیتھی سے ہی بالکل
بدتر ہے کیونکہ مثل ایلوپیتھی کے اس سے سیکڑوں بیماریاں پہچانی میں
آتی ہیں اور ہر ایک بیماری کے واسطے اُس میں ایک یا ایک سے زیادہ
خاص خاص علاج ہیں جنکا مناسب اثر ٹھیک تشخیص پر
منحصر ہے۔ فی الحقیقت دواؤں کو رقیق کرنے کی ہومیوپیتھی کی ترکیب
بیشتر ہی اسقدر پیچیدہ ہے کہ جو لوگ اس علم کے دعوؤں کو پورا کرنا چاہیں
اُنکو سخت اور تکلیف دہ طریقۂ مطالعہ کا چاہیے +

برخلاف اسکے فن میسمریزم یعنے حیوانی قوت جاذبہ کا اصول اس سے
بھی زیادہ سیدھا سادھا ہے۔ فن میسمریزم کو علاج کے مذکورۂ بالا
طریقوں پر یہ بڑی فوقیت حاصل ہے کہ وہ جملہ بیماریوں کا فقط ایک ہی
علاج تسلیم کرتی ہے یعنے حیوانی قوت جاذبہ۔ اس بات سے کچھ فرق
پیدا نہیں ہوتا کہ بیماری کا کیا نام ہے یا تشخیص سے کیا ظاہر ہوتا ہے
ایک ہی علاج جو کیا جاتا ہے وہ بذریعہ حیوانی قوت جاذبہ کے ہے۔

٭ دیکھو صفحہ ۴۴   x دیکھو صفحہ ۴۰

یہی سبب ہے کہ فن ہسپٹرزم بہ نسبت مذکورہ طریقوں سے یقیناً آگے بڑھا ہوا ہے۔ اسکا نقص فقط یہ ہے کہ فن ہسپٹرزم جاننے والوں کی قوت جاذبہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اپنی تاثیر ہر ایک مریض پر کر سکے۔ چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ فن ہسپٹرزم کا جاننے والا اپنی حیوانی قوت جاذبہ سے سو مریضوں میں سے دس مریضوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور باقی کے نوے مریضوں کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ کسیکو زیادہ فائدہ پہونچتا ہے اور کسیکو کم۔ اُن صورتوں میں جبکہ معمول کا بدن اپنے عامل کی قوت جاذبہ کے جلد تابع ہو جاتا ہے تو اکثر عجیب و غریب کامیابی کے علاج ظہور میں آتے ہیں بڑا نتیجہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ بیمار رطوبت بدنی تفریق کرنے والی قوت کے بڑھنے سے بیماری کے مادے سے سکبدوشی حاصل کرتا ہے +

بہرحال بلحاظ اپنی تشخیص کے یہ پچھلا طریقہ علاج کا پہلے دونوں طریقوں سے مقرر بہتر ہے کیونکہ اس میں بیماریوں کے مختلف ناموں کی طرف کم توجہ خرچ کرنی پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مناسب علاجوں اور نیز جملہ غلطیوں کی جستجو اور تلاش نہیں کرنی پڑتی +

قدیم طبعی علاج (قدرتی طریقہ) اپنی مشہور کامیابیوں کے سبب ثابت ہو چکا ہے کہ اُسکا طریقہ بمقابلہ دیگر طریقوں علاج کے بہت ہی کامل درجہ کا ہے۔ وہ علاوہ طبعی طریقہ زندگی گذران کرنے کے جس ایک ہی عمل علاج کو تسلیم کرتا ہے وہ بذریعہ پانی کے ہے جسکا استعمال

مختلف صورتوں سے ہوتا ہے۔ وہ اس ایک ہی علاج سے جملہ بیماریوں کا علاج کرتا ہے جسکو تمام علاج کرنے والوں عملوں میں نہایت درجہ کا طبعی اور قدرتی عمل کہنا چاہیئے۔ تاہم برعکس ایسے بڑے کمال کے (خاصکر ایلوپیتھی کے مقابلہ میں) اُسکو بلحاظ اپنی تشخیص کے کبھی خود مختاری حاصل نہیں ہوئی اور اسطرح متفرق زندگی گذاری ہے کیونکہ بسبب احتیاج بہتر اور یقینی تر طریقۂ تشخیص بیماران کے اوسکو لاچار علمی تشخیص کے نہایت ہی ناقص طریقوں سے بدل کرنی پڑی جو بالکل اُسکے اپنے ہی اصولوں کے برخلاف ہیں۔ پس باوجود اپنی بڑی ترقی کے اُسکا اب بھی قدیم اُستادوں کے ایک فریق کے مسئلۂ تشخیص خاص تعلق اور لگاؤ ہے اور فی الحقیقت پُرانے پڑاؤ میں ایک ہی پیڑ کے سہارے کھڑا ہوا ہے۔ پس گویا یہ سمجھنا چاہیئے کہ رفتہ رفتہ اُسکے قدیم مسئلہ سے بدل جانے کا اندیشہ ہے +

لہذا اس طریقۂ علاج کو خواہ کچھ ہی ترقی اُس سے کیوں نہ ظاہر ہو اپنے آپ قائم رہنے والا اور موافق کُل نہیں کہہ سکتے۔ جیسے کہ ابتک اس طریق سے علاج ہوتے رہے ہیں اوسکی متفرق زندگی گذرتی ہے اگرچہ اُسکے استعمال کی صورتیں جملہ امراض کی وحدانیت کے علم کی طرف مدلل طور پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ یہ بات جملہ بیماریوں کے اس نزدیکی تعلق پر منحصر ہے اور اسی سے امکان پذیر ہے تاہم اُسکی صورت پر اس وحدانیت کے خیال کا پردہ پڑ گیا ہے۔ پُرانی تعلیم

پُرانی تشخیص اور اُسکے خراب اور ناقص اُصول پر قایم رکہا وسکی بڑی ترقی بیشک اُسکو مُدام پُرانی غلطیوں کے کرنے سے باز نہیں رکہہ سکتی وہ اب بھی بیماریوں کے طول طویل علمی نام کو مانتا اور تسلیم کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ اکثر اپنے واحد سچے علاج کا استعمال مقامی یعنے بلحاظ جائے وقوع مرض کے کرتا ہے اور ایسا کرنا بیجا ہے +

بہت سے طبعی علاج کرنے والوں نے اپنا بہروسہ تشخیص کے معالمہ پر رکہنے کے سبب مشتبہہ صورتوں میں اپنے مریضوں کو یہہ کہکر پہسلا دیا ہے کہ پہلے کسی اچہے معالج کو اپنے تئیں دکہلاؤ اور اُس سے اس امر کو طے کرو کہ تم کو کیا ہوا ہے؟ اور تمہاری بیماری کیا ہے اور پہر ہم مناسب علاج شروع کریں گے۔ اس قسم کے معالج ہمیشہ اُسوقت بہت ہی خوش ہوتے تہے جب مریض اول کسی اچہے معالج سے یہ معلوم کر لیتا تہا کہ اُسکو کونسا دکھ ہے کیونکہ اس سے پہر تشخیص کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تہی +

آج کل کا زمانہ میرے نئے طریقۂ علاج اور چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کے شکریہ کا ہے کہ ہم پہلے کی نسبت بہت بہتر حالت میں ہیں۔ ہم فقط ایک ہی بیماری مانتے ہیں لیکن یہ سچ ہے کہ اُس ایک ہی بیماری میں نہایت مختلف صورتیں قبول اور اختیار کرنے کا مادہ ہوتا ہے بہر حال جنکی ہمیشہ یکساں ہی کیفیت ہوتی ہے اور جو ایک ہی مشترکہ سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسکے مطابق (علاوہ

عالمگیر وسائل علاج یعنے دھوپ۔ روشنی ہوا اور طبعی غذا کی تسکین بخش
کے غسلیات میں جو ہمارے طریقہ کے ساتھ خاص ہیں اور نیز بھاپ کے
غسلیات میں جب اُنکی ضرورت ہوتی ہے ہم فقط پانی بہت صاف
طریقہ سے دیتے ہیں۔ اس عجیب حیرت انگیز طریقہ علاج کی بدولت
میرا (چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا) علم کامیابی کا خاص اقرار
کرتا ہے۔ سب میں پہلے مجھکو یہ کہنا مناسب ہے کہ کسطرح اُسکا مقابلہ مدرسہ
طبیہ کی تشخیص سے نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کچھ بالکل نیا ہے اور محض اس
حیثیت سے ٹھیک ٹھیک مناسب طور پر قدر ہو سکتی ہے۔ جو شخص کہ
اسکو پرانے طریقہ سے قدم بقدم مقابلہ کرکے سیکھنا چاہے وہ چہرہ سے
تندرستی بیماری بتلانے کے علم کا ٹھیک ٹھیک طور پر ہرگز برتاؤ کرنا
نہیں سیکھیگا +

جبکہ وہ طریقے علاج کے جنکا آجکل چرچا ہے علی العموم کوئی قطعی
تدبیر نہیں کرسکتے جب تک کہ بیماری آنکر ٹوٹ نہ پڑے کیونکہ وہ اس
قابل نہیں ہیں کہ بیماری کو بیمار کے معلوم ہونے سے پیشتر دیکھ سکیں
اور تشخیص کرسکیں۔ ہماری بمقابلہ اُنکے خوش نصیبی ہے اور یہ بات ہمکو
(چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کی بدولت حاصل ہے کہ ہم
بیماری کے ظہور کا مقرر اور یقیناً تعقب کرسکتے ہیں نہ صرف اس کے
مزمن اور مخفی درجوں میں بلکہ نیز ابتدا ہی سے اُسکے سارے دوران
میں۔ یہ بات کافی نہیں ہے کہ جبتک بیماری بخوبی ظاہر نہ ہو توقف

اور انتظار کیا جاوے بدیں غرض کہ بیماری کی پہچان میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جاوے۔ لہذا ہم کو ہرگز مجبور نہیں ہونا پڑتا ہے کہ ہم بیماری کو اس درجہ تک بڑھنے دیویں کہ وہ لاعلاج ہوجاوے اور ہم کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ ہم ہر دم و ہر لحظہ تیقن اور تحقق کے ساتھ ہر ایک بیماری کی حالت کو تحقیق کر سکتے ہیں اور بہت مدت پیشتر جبکہ بیمار کو اوسکی خبر بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہم اس قابل ہیں کہ چاہیں جس وقت علاج شروع کردیں جو کسی خاص بیماری کے واسطے مطلوب ہو۔ پس کوئی وقت ضائع کرنا نہیں پڑتا۔ علاوہ بریں اب ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہم مریض سے دریافت کریں کہ تیری بیماری کس محل و جگہ پر ہے اور کیا کیا علامات ہیں بلکہ ہم فوراً ہر دو باتیں یقینی علامتوں کے ذریعہ سے پہچان سکتے ہیں اور نہ ہم کو اپنا مقصد پورا کرنے کے واسطے قیمتی آلات کی ضرورت ہے جیسے کہ اُن معمولہ علاج کے طریقوں میں بلکہ ہماری آنکھیں ہی اس مطلب کے لئے کافی ہیں۔ پس ہمارے تشخیص کرنے کے آلات مدام ہمارے پاس رہتے ہیں اور بغیر لاف زنی کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جونہی ہماری آنکھ کو اس نئے فن میں کافی و وافی مشق حاصل ہوجاتی ہے وہ ہم کو ہرگز دھوکہ نہیں دیتے اور نہ ہمکو شک و شبہ میں رکھتے ہیں۔ اب دیکھیئے کہ اسبات سے طریقہ تشخیص میں سہولیت ہوگئی اور لہذا یہ بڑی قدر و منزلت کی ترقی ہے اور خاصکر مستورات کے شکمی امراض کی تشخیص کے لئے تو گراں بہا ہے۔ اب ہم کو معلوم ہوگیا

مستورات کے شکمی امراض میں جملہ تشخیصات مقامی نکمی اور فضول ہیں اور ہم بلا مدد ان تشخیصات کے شکم کی بیماری اور حالت اسقدر زیادہ یقین اور صحت کے ساتھ بتلا سکتے ہیں کہ انکے ذریعہ سے ممکن نہیں ہم کو ان تکلیف دہ ملحوں کے بڑھانے کی ضرورت نہیں جنسے عورتیں اور لڑکیاں اس ترکیب سے بچا دی جاتی ہیں +

شاید کوئی اعتراض کرے کہ جب ہم فقط ایک ہی بیماری تسلیم کرتے ہیں اور یہی وجہہ ہے کہ ہم ہمیشہ ایک اور وہی علاج کام میں لاتے ہیں تو خواہ کسی قسم کی تشخیص کیوں نہ ہو وہ بالکل فضول ہے۔ یہہ سچ ہے کہ جب کوئی مریض ہمارے پاس آتا ہے جو پہلے ہی سے جانتا ہو کہ وہ بیمار ہے تو اسوقت تشخیص کرنے سے صرف یہہ مطلب ہوتا ہے کہ اسکو اسکی بیماری کا محل اور موقعہ بتلا دیں۔ لیکن چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کی بڑی قدر و منزلت اسبات پر مبنی ہے کہ ہم اسکی مدد سے (آنے والی) بیماری کے میلان کو حکمیہ صحت کے ساتھ دریافت کرسکتے ہیں پس ہر ایک شخص اپنے تئیں مطلع کرسکتا ہے کہ آیا اسکے جسم میں بیماری کی جڑ اور اصل ہے یا نہیں۔ فقط اس سے البتہ جملہ بیماریوں کا روکنا ممکن ہے اور میرے طریقہ علاج سے اس علم کی کامید ملتی ہے +

چہرہ سے تندرستی اور بیماری بتلانے کے علم کے ذریعہ سے ہم باقاعدہ جسم میں جو کچھہ تغیر و تبدل ہوتا ہے اوسکو فوراً معلوم کرلیتے ہیں اور

اس طرح کُل بدن یا اُسکے کسی جزو کا حال واقعی صحت کے ساتہ دریافت کر سکتے ہیں کیونکہ اس قسم کے جملہ تغیرات جسم کے ایک خاص حصہ یعنے شکم سے آغاز ہوتے ہیں +

میں نے اپنی کتاب* دی نیو سائنس آف ہیلنگ (تندرست کرنے کا نیا علم) (فہرست مضامین کتاب کے لیئے دیکہو رسالۂ ہذا کا صفحہ ۶۲) میں اُس مسئلہ واحد کا مفصل بیان کیا ہے جس سے بیماریاں تشخیص ہوتی ہیں اور یہ بہی دکہلا دیا ہے کہ ہر ایک بیماری بخار ہے یا تو اُسکی قطعی شدید صورت میں یا اوسکی مزمن (مخفی) صورت میں اور ان تمام بخار والی حالتوں کے ساتہ جسم کی صورت میں تغیر و تبدل بہی ہوتا ہے جو آسانی سے دیکہنے میں آجاتا ہے اور اسی پر میرا سارا علم چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا مبنی ہے +

اب سنیئے کہ کسی قطعی شدید یا بخار والی بیماری سکے ظاہر ہونے سے پیشتر بیماری کی مزمن (مخفی) حالت ضرور مقدم رہی ہوگی۔ پس بات یہ بالکل قیاس میں نہیں آسکتی کہ کسی کامل تندرست شخص پر چیچک۔ ہیضہ۔ ٹائیفس† بخار وغیرہ یکایک حملہ کرسکیں اُسپر بیماری صرف اُسی وقت آسکتی ہے جبکہ اُسکا جسم پہلے ہی سے بیماری کی طرف مائل ہو (جیسے کہ ہم اس میلان کو اپنی اصطلاح میں کہتے ہیں) جبکہ اُسکا

*؂ اُس کتاب کا بہی ترجمہ بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتہ ہورہا ہے۔ عنقریب چہپوا کر ہدیۂ شائقین کی جاویگی +

† دیکہو صفحہ ۱۶

جسم غیر (موذی) مادہ سے بخوبی بوجھل ہو +

اور یہ سابقہ بیماری کا میلان جو اگرچہ سابق میں خیال تھا کہ کسی طریقہ سے بھی تحقیق نہیں ہو سکتا آج کے زمانہ میں چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کے ذریعہ سے ہر حال میں بیقین اور تحقیق کے ساتھ شناخت ہو سکتا ہے چونکہ یہ مشہور علامات یعنے جسم کی صورت میں تبدیلیوں کا ہو جانا جو بیماری کے میلان سے پیدا ہو جاتی ہیں اور محض انہی سے چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کو کام ہے ثابت نہیں ہو سکتیں ہیں اور نہ فیاساً سکہائی جا سکتیں ہیں بلکہ اُنکا ثبوت اور بیان اور اُن کی تعلیم صرف عملی طور پر ممکن ہے اس لیئے میں نے چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کے علم کی تعلیم کے طریقے مرتب کیئے ہیں جو تھوڑے عرصہ میں بیان کیئے جاوینگے۔ میں اِن طریقوں میں جنکی تعلیم کی روز افزوں احتیاج کے سبب ضرورت پڑی یہ باتیں بتلاؤنگا۔

(۱) بیماری کسطرح پیدا ہوتی ہے +

(۲) کسطرح بیماری سے چہرہ کی صورت بدل جاتی ہے۔

(۳) ان تبدیلیوں کو کس طرح دیکھ اور پہچان سکتے ہیں۔

(۴) اِن تبدیلیوں کی صورت میں پیدا ہو جانے سے بیماریوں کو واقعی یقین کے ساتھ کسطرح پہچانیں نہ صرف قطعی بیماریوں کو بلکہ کسی مزمن بیماری کے میلان کو بھی بلکہ بیماری کی درحقیقت ظاہر ہونیکے بہت سال پیشتر +

تتمہ

بھاپ کا غسل خانہ

بھاپ کا غسل جلد کو اُس عمل کی تیزی کے تحریک کرنے کے لیئے نہایت پسندیدہ ذریعہ ہے جو کامل صحت کے لیئے لازمی ہے اور تندرست اشخاص میں یہ تیزیٔ عمل باقاعدہ طور سے بلامدد پیدا ہوتی ہے



شکل ۱

بس عرصہ دراز تک مصنف رسالہ ہذا کو ایک ایسے سیدھے سادے اور عملی آلہ کی تلاش رہی جو ہر ایک گھر میں بیماری کی شدید حالتوں میں بھی کام آسکے اور اس سے مصنف موصوف کی رسائی یہاں تک ہوئی کہ اُنہوں نے اپنا سپر یبل سٹیم بید نگ ایپے ریٹس (جدائی کے بھاپ میں نہانے کا آلہ) ایجاد کیا۔ جب یہ آلہ الگ رکھدیا جاوے تو اُسکے واسطے اتنی ہی جگہ نہیں چاہیئے جتنی معمولی کرسی کے لیئے

جگہ مطلوب ہوتی ہے اور اُسکے بند و بست کے لیئے ہی کسی خاص ہنر کی ضرورت نہیں +

اس آلہ کے لیئے ایک بڑا کمل اور چند دیگچے دیگچیاں اور ایک چھوٹی ٹب (کٹھرا) یعنے کولہہ کے غسل کی ٹب یا واش ٹب (نہانے کی ٹب) چاہیئں اور انکے ذریعہ سے ہر ایک شخص سارے بدن یا اُسکے کسی علحدہ حصہ کو بھاپ دے سکتا ہے اور یہی اس میں بڑا فائدہ اور فوقیت ہے +

اس آلہ کو موافق شکل ۱ کے قائم کر کے معمولی بھٹی پر تین یا چار دیگچیوں میں پانی جوش دو +

مناسب ہے کہ دیگچیاں لبالب نہ بھری جائیں +

پانی میں جوش آتے ہی مریض کو سب کپڑے اُتار کر اس آلہ پر لیٹ جانا چاہیئے۔ سب میں بہتر تو یہ بات ہے کہ وہ اول اول پیٹھ کے بل لیٹے اور اپنے اوپر کوئی اُونی کمل ڈال لیوے اور وہ ہر دو طرف اسقدر نیچا لٹکتا رہے کہ بھاپ کسی طرف سے نہ نکل سکے۔ بہر حال اول اول بہتر ہے کہ سر پر بھی کمل ڈال لیا جاوے۔ پھر دوسرا شخص تپائی کے نیچے دیگچیاں رکھہ دیوے لیکن کمل تھوڑا ہی اوپر کو اُٹھا دے صرف اتنا کہ دیگچیاں اندر رکھدی جاویں۔ دیگچیوں کے ڈھکنوں کو کم و بیش اُٹھانے سے حسب ضرورت گرمائی پہونچائی جاتی ہے۔ پس اسطرح کم و بیش بھاپ باہر نکلنے پاتی ہے۔ بڑی آدمیوں کی صورت میں دو یا تین دیگچیاں لینی چاہیئں لیکن بچوں کے واسطے ایک کافی ہوگی

اور ایک دیگچی میں پانی جوش ہوتا ہے۔ پہلی دیگچی (بہت کم عمر کے بچوں کی صورت میں فقط ایک ہی) سامنے والے خانہ میں کمر کے تپلے حصے کے نیچے رکھنی چاہیئے اور دوسری دیگچی پیروں کے نیچے اور تیسری لبشرط ضرورت پہلی دیگچی سے ذرہ دور اوپر وار کو پیٹھ کے نیچے رکھنی چاہیئے + بھاپ کی آمد کم ہوتے ہی (قریب دس منٹ کے بعد) چولہہ کی دیگچی لاکر پہلی کی جگہ رکھو اور پہلی کو پھر چولہہ پر رکھدو لیکن پیروں کے نیچے والی دیگچی بدلنے کی کچھہ ضرورت نہیں +

دس پندرہ منٹ میں مریض کروٹ لیکر اوندھا پڑ سکتا ہے۔ تاکہ سینہ و شکم کو زیادہ گرمائی پہونچ سکے۔ اگر پسینہ پہلے نہ جھرا ہوگا تو اب بہت کثرت سے آویگا اور سر اور پیروں میں ایک ہی وقت میں پسینہ آنا شروع ہوگا۔ بچوں کی صورت میں اکثر دیگچیوں کے بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جن اشخاص کو پسینہ جلدی نہ آوے اُنکا سر ڈھکا رکھنا چاہیئے اور ایسا کرنا اُنکو ناگوار نہ معلوم ہوگا+ مریض پاؤ یا آدھ گھنٹہ تک خوشی سے پسینہ لے سکتا ہے اور یہہ اُسکی مرضی رہی کہ چاہے دیگچیاں بدلواوے یا نہ بدلواوے۔

بدن کے جن حصوں پر خمیری مادہ (اجنبی اور غیر مادہ) یعنے موذی مادہ کا بہت بوجھ ہوتا ہے اُن میں مشکل سے پسینہ آتا ہے اور مریض کی خود یہ خواہش ہوگی کہ ان مقامات کو زیادہ گرمائی ملے۔ ہمیشہ اُسکا کہنا مانو کیونکہ یہی اصلی طریقہ ہے جس میں کامیابی کے علاج

اِن بھاپ کے غسلیات کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں +
بھاپ کے غسل سے فارغ ہوکر بدن کو ٹھنڈے پانی سے بہت جلدی اور چالاکی سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ اس غسل کے بعد ہی کو لہہ کا غسل شروع ہوتا ہے (دیکھو صفحات ۹ ۵ و ۶۰) جسکے بعد مریض کھلی ہوا میں سیر و چہل قدمی کرسکتا ہے۔ جس قدر بدن زیادہ گرم ہوتا ہے اُسیقدر ٹھنڈ کم معلوم ہوتی ہے۔ بدن کو پسینہ نکلتے وقت تحریک نہیں ہوتی ہے بلکہ فقط جلد بخوبی گرمائی جاتی ہے پس کسیکو کولہہ کے غسل سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ فولاد جب آگ پر گرم کرتے کرتے لال انگارہ ہوکر سفید پڑجاوے تو اُسکو ٹھنڈے پانی میں ڈوبا دینا چاہیئے تاکہ وہ اپنے مناسب مزاج پر آجاوے اور نرم و ملائم پڑکر نکما اور ناکارہ نہ ہوجاوے۔ پس جسم انسانی کی بھی ہوبہو یہی صورت و کیفیت ہے +
جو اشخاص سخت بیمار ہوں اور چھوٹے بچے اُنکے واسطے بہتر ہو کہ وہ بھاپ کے غسلیات نہ لیویں کیونکہ اُنکی صورت میں اسقدر موذی مادہ غسل سے حرکت میں آجاتا ہے کہ جسم کی اصلی طاقت اسقدر نہیں ہوتی کہ وہ اس مادّے کو آگے لیجاکر بہت تیزی کے ساتھ نکال سکے ایسے مریضوں کو ان غسلیات کے بجائے اپنے شکم کے نیچے گدّی کا استعمال کرنا چاہیئے۔ ایسی گدّی بنانے کے لیے ایک تولیہ یا رومال ٹھنڈے پانی میں ڈبوؤ اور اُسے خوب نچوڑو اور عرض کی طرف سے اوسے دوہرا کرلو اور شکم کے چاروں طرف لپیٹو اور اوس پر

ہوشیاری اور مضبوطی کے ساتھ کوئی اونی پٹی یا اونی کپڑا باندھ دو
پھر بیمار کو بچھونے میں ڈالدو اور حتی الامکان اُسپر خوب کپڑا لتہ ڈالکر
گرم کردو تاکہ اُسے پسینہ آنے لگے +

یہ بات اور کہہ سکتے ہیں کہ بھاپ اُسوقت پیدا ہوتی ہے جب پانی کی
حرارت بڑھ دئی فہرن ہائٹ تھرمامیٹر (فہرن ہائٹ صاحب کا آلہ حرارت پیما)
۲۱۲ درجہ پر پہونچ جاتی ہے۔ پس جو بھاپ کہ ان دیگچیوں میں پیدا
ہوتی ہے ٹھیک ویسی ہی ہوتی ہے جیسے سٹیم (بھاپ) بوائلرون
(جوش دینے کا برتن) میں پیدا ہوتی ہے۔ بھاپ کی مقدار محض
اعتباری بات ہے اور ایک ہی دفعہ کی آزمائش کرنے سے ہر ایک شخص
کو یقین ہوجائے گا کہ دیگچیاں اس مطلب کے واسطے بالکل کافی ہیں
لیکن مصنف رسالہ ہذا نے ایک بھاپ کی دیگچی بنائی ہے جبکو بذریعہ
سپرٹ لیمپ (شراب کا لیمپ) کی حرارت پہونچائی جاتی ہے جس سے
بھاپ بہت سہل پیدا ہوجاتی ہے +

جہاں بھاپ میں غسل کرنے کا آلہ نہ مل سکے اور نہ حاجت کے وقت
اُسکے بدلے کوئی بید کی بیٹھک والی تپائی میسر آسکے تو بجائے اُسکے
بید سے بنی ہوئی کرسی استعمال کرسکتے ہیں۔ مریض اُسپر بیٹھ جاوے
اور سر سے پیر تک اُسکو بخوبی کمبل اوڑھا دیا جاوے۔ کرسی کے
نیچے اوپر کے بیان کے موافق کھولتے ہوئے پانی کی ایک دیگچی کہ تند بجا
اور پھر دوسری دیگچی پر رکھدئے جاویں جو کھولتے ہوئے پانی سے

* بہ بیان فہرن ہائٹ تھرمامیٹر ۳۲ درجہ پر پانی جمتا ہے اور ۲۱۲ درجہ پر پانی کھولنے لگتا ہے *

آدھی بھری ہوئی ہو اور جس کے موںھ پر دو لکڑیاں آر پار رکھی ہوئی ہوں ۔ لیکن بہت کمزور اشخاص کے لیئے اس قسم کا بھاپ کا غسل دینا اُنپر حد سے زیادہ بار کا ڈالنا ہے +

کولہہ کے غسل کا غسل خانہ

کولہہ کے غسل کی ٹب ڈکھڑا یا ناند جسکی صورت شکل ب صفحہ ھذا کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہے اوسکو اسقدر اونچا پانی سے بھر دیتے ہیں کہ پانی ناف تک پہونچ جاوے اور رانیں پانی میں ڈوب جاویں ۔ پانی بر درجے فہرن ہائیٹ* تھرمامیٹر ۷۷ درجہ سے لیکر ۶۴ درجہ تک کا لیا جاتا ہے ۔ بھاپ کے غسل کے بعد پانی ۶۴ درجہ کا یا اُس سے بھی زیادہ ٹھنڈا لے سکتے ہیں اور پھر جلد از سر نو بہت جلد گرم ہوجاوگی یہ ضروری امر ہے کہ ٹانگوں پیروں اور بدن کے اُوپر کے حصہ کو وقفہ اور فرصت دیکر ٹھنڈا نہ پڑنے دینا چاہیئے ۔ کیونکہ وہ اکثر کمی خون کے سبب بیمار ہوتے ہیں پس اُنکو کسی اُونی کمّل سے لپیٹ دینا چاہیئے کُولہہ کے غسل کے بعد بدن کو فوراً پھر گرمائی پہونچانی چاہیئے اور



شکل ب

* دیکھو صفحہ ۵۸

یہ گرمائی اچھی طرح کھلی ہوا میں چہل قدمی کرنے سے پہونچ سکتی ہے (یا بہت سخت صورتوں میں ہوشیاری کے ساتھ بچھونے میں اُوڑھ لپیٹ کر پڑ جانے سے) لیکن جب گرمائی بہت دیر میں آوے تو کوئی اونی پٹی دھڑ کے چاروں طرف لپیٹ دی جاوے +

غسل کے بعد مریض کو کھانا نہیں کھانا چاہیئے۔ جبتک باقاعدہ گرمائی اس قسم کی کولہہ کے غسلیات ہر روز ایک دفعہ سے لیکر تین دفعہ تک لے سکتے ہیں۔ بہت سی صورتوں میں انکے بجائے رگڑ (مشت و مال) کے بلیٹھک والے غسلیات لینے بہتر ہیں۔ اُنسے کولہہ کے غسل سے بھی زیادہ جلدی اور کامل نتیجے حاصل ہوتے ہیں اُنسے انتڑیوں اور گُردوں کو اس امر کی تحریک ہوتی ہے کہ وہ تیزی کے ساتھ اپنا عمل کرنے لگتے ہیں اور اِن آلات کو کوئی تکان نہیں ہونے پاتی ساتھ ہی اسکے ایک ٹھنڈا اثر سیدھا جسم کے اندرونی حصوں میں پہونچتا ہے جو اِن صورتوں میں بخار کی حرارت سے جھلس جاتے ہیں

تاہم مریض کو غسل نہانے میں سردی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جسم کے بہت تھوڑے حصہ کو ٹھنڈ پہونچتی ہے بلکہ بجائے سردی کے گرمی معلوم ہوتی ہے اور پہلی لکھی ہوئی رگڑ (مشت و مال) کے بیٹھک والے غسلوں کا مفصل بیان مصنف رسالہ ہذا کی کتاب دی نیو سائنس آف ہیلنگ (تندرست کرنیکا نیا علم) میں کیا گیا ہے ٭

٭ اس کتاب کا بھی ترجمہ بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ ہو رہا ہے عنقریب طبع کرا کر ہدیۂ شائقین کیا جاوے گا +

نتیجہ

جسکو صحت کی گراں بہا ملکیت از سرِ نو ملگئی ہے اور جسکو اُس آزمائش سے جسکا بیان اس چھوٹے سے رسالہ کے آغاز میں ہوا صحت کاملہ کی خوشخبری پہونچ چکی ہے اور ہر روزہ پہونچتی رہتی ہے اُوسکو معلوم ہوجائے گا کہ اُس بڑے انعامِ الٰہی کی کس طرح قدر و منزلت کرنی چاہیئے +

طبعیؔ اور عقلی طاقت۔ کام و محنت کا بے تکان شوق۔ طاقت وزور (ایسے ایسے اُسکے ساتھی زندگی بھر رہیں گے) اور ایسی زندگی بھر جو راحت و خوشی سے معمور ہوگی !

ملک جرمنی۔ ملک فرانس۔ ملک سپین۔ ہنگری۔ ملک سوئیڈن بوہیمیا۔ پولنڈ۔ ملک ہولنڈ۔ کی زبانوں۔ اور انگریزی زبان میں چھپکر شائع ہو چکی ہے :

ڈاکٹر لوئیس کہنے صاحب کی

دی نیو سائینس آف ہیلنگ

(تندرست کرنیکا نیا علم) (زیر ترجمہ)

یا

جملہ بیماریوں کی اکائی کی تعلیم

جو

بے دوا اور بے جراح یکساں طریقہ علاج کی بنیاد ہے

تندرستوں اور بیماروں کا اتالیق اور مشیر

معہ تصویرات

جسکا ترجمہ اضافہ شدہ تیسری جرمن اڈیشن سے کیا گیا ہے

فہرست مضامین (مختصر)

(۲) بیماری کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ بخار کیا ہے؟
(۳) تبدیلیاں جو صورت بدن میں مُوذی مادہ کے جمع ہونے سے پیدا ہوتی ہیں +
(۴) چہرہ سے تندرستی بیماری تبلانے کے علم کا بیان مع تصویر +
(۵) میرے علاج کرنے کے وسائل (بہاپ کے غسلیات - کولہہ کا غسل رگڑ (مشت ومال) والے بٹھک کے غسل وغیرہ) +
(۶) ہم کو کیا کہانا چاہیئے؟ بہت گرم ممالک کی غذا +
(۷) ہم کو کیا پینا چاہیئے - ؟
(۸) اچھی گرہم روٹی تیار کرنے کا نسخہ -
(۹) گرہم آنجو کے تیار کرنے اور قدرتی اور طبعی غذا کے مناسب انتخاب کرنے کے لیئے ہدایات +
(۱۰) بچوں کی بیماریاں - اُنکا وجود - اصل مطلب اور علاج (گرمی دانے لال بخار - ڈفتھیریہ - (چھوت دار شدید وبائی بیماری) چیچک - کوکرکہانسی کنٹھہ مالا -) اور اُنکی اکائی +
(۱۱) گھٹیہ اور نقرس - وجع الورک - ڈسٹورشنتر (شکل کا بگاڑ) کرپ لنگ (لنگڑا لولا ہونا) اعضار کی بے قاعدہ لنبائی اُنکا سبب اور علاج +
(۱۲) گرم سر - ٹھنڈے ہاتہہ پیر - اُنکا علاج +
(۱۳) جملہ اقسام کی رگ پٹھوں کی بیماریاں - بے خوابی - اُنکی اصلیت

اور علاج +

(۱۴) دماغی بیماریاں - اُنکا سبب - اور علاج +

(۱۵) عورتوں کی بیماریاں (زچاؤں کا بخار - زخمی چھاتیاں - بانجھ پن - دودھ کی کمیابی - رحم یا بچہ دان کی خرابیاں - حیض میں ابتری کا ہونا - وغیرہ -) اُنکی اصلیت اور علاج +

(۱۶) آسانی اور سلامتی کے ساتہ بچہ جاننے کے لیئے کس طرح کا بندوبست ہونا چاہیئے +

(۱۷) بچوں کا انتظام - پرورش اور تربیت +

(۱۸) زخموں کے علاج کا طریق - سب قسم کے زخموں کا اچھا کرنا - (زخم جو کٹ جانے کسی نوکدار چیز کے چُبھنے سے شگاف اور کچل جانے سے ہو جاتے ہیں - چوٹ اندرونی ضرر - سوختگی - بندوق کے زخم - ہڈیوں کا ٹوٹ جانا - بدون بیرونی ضرر کے کشادہ زخم - وغیرہ کیڑے مکوڑوں - کُتوں - اور سانپوں کا کاٹنا - خون پر زہر کا اثر کرنا وغیرہ)

(۱۹) ناسور - کہانے والے زخم - اُنکا علاج +

(۲۰) پھیپڑے کی بیماریاں - دمہ - پھیپڑوں کی سوزش - ٹیوبرکلوسز (سِل) ٹیوبلیس (بدگوشت) اُنکی اصلیت اور حقیقی علاج +

(۲۱) ذات الجنب - اُسکا سبب اور علاج +

(۲۲) خون کی کمی - کلوروسس (ہزال یا سُوکہے کی بیماری) - اونکی اصل اور معمولی علاج +

(۲۳) دل کی بیماری اور جلندر - اُنکی ابتدا - اصل اور علاج +

(۲۴) لیپرا - کوڑھ - اُنکی ماہیت اور اُنکے علاج کرنے کی قدرتی اور طبعی ترکیب +

(۲۵) مقامی اور گرم ممالک کے بخار - میلریہ (بدہوا) بخار صفراوی بخار - پیلیہ بخار - گرم ممالک کے بخار - اور تپ لرزہ - اور اُنکا علاج +

(۲۶) ٹائی فائیڈ یا پھٹوں کا بخار - ہیضہ - اسہال - اُنکی ماہیت اور علاج +

(۲۷) مرد اور عورت کے آلات تولید کی بیماریاں ہر قسم کی - اُنکی اصلیت اور علاج +

(۲۸) مثانہ (یوریمیہ - بیڈ ویٹنگ - زکام) گردوں اور انتڑیوں کی خرابیاں اُنکی اصلیت اور علاج +

(۲۹) جگر کی بیماری - صفراوی بیماریاں - یرقان - اُنکی ماہیت اور علاج +

(۳۰) سلسل البول - گال سٹونز (پتہ کے اندر کی پتھری) سٹون ان دی بلیڈر (مثانہ کی پتھری) لپسینہ میں ڈوبے ہوئے پیر - اُنکی ماہیت اور علاج +

(۳۱) جلدی بیماریاں - ہر چیز (قسم کھجلی) اور اُنکا علاج +

(۳۲) آنکھوں اور کانونکی بیماریاں - اُنکی ماہیت اور علاج - چہرہ سے تندرستی بیماری بتلانے کا علم +

(۳۳) دانتوں اور سر کی بیماریاں - اُنکا علاج +

(۳۴) حلق کی بیماریاں زکام ان فلو ئینزا (وبائی زکام) اونکی ما...
اور علاج +

(۳۵) مرگی کا غلبہ۔ اُسکی ماہیت اور علاج +

(۳۶) ایگورا بیو بیا اور اوسکا علاج +

(۳۷) انتڑیوں کی شکستگی متفرق +

(۳۸) جملہ امراض جنکا ہنوز ذکر نہیں ہوا اُنکی نسبت خیالات اور اُنکا...

(۳۹) نیکنامی کی اصل چٹھیات وغیرہ +

(۴۰) رپورٹ ہائے معالجات بذریعہ نئے طریقۂ علاج کے بے دوا اور
بے جراح جن میں جملہ بیماریاں شامل ہیں +

مصنفۂ لوئیس کہنے۔ لپزگ۔ فلوس بلاٹز ۲۴)

ہر دو کتاب مذکورہ اور رسالۂ ہذا بزبانِ انگریزی مترجم رسالۂ ہذا
کے پاس سے بقیمت مل سکتے ہیں +



جملہ آلات مندرجۂ رسالہ ہذا و کتاب مذکورہ مترجم رسالہ ہذا کی معرفت
بقیمت مل سکتے ہیں +



ہر شخص کا انگریزی و اردو ترجمہ کرنے والا دفتر

واقعہ چھتہ کوچۂ گھاسی رام۔ بازار چاندنی چوک۔

دھلی

جہاں

(۱) عدالت ہائے چیف کورٹ و ہائی کورٹ و ڈویژنل کورٹ وغیرہ کے انگریزی فیصلوں اور نیز دیگر تحریرات انگریزی دفاترِ انگریزی مثل رپورٹ ہائے وغیرہ کا با محاورہ اور عام فہم اردو ترجمہ ہوتا ہے +

(۲) ہر قسم کی انگریزی تحریرات اور مسودے مثل عرائض و عرضداشت ہا وغیرہ حسب دلخواہ لکھے جاتے ہیں +

(۳) ہر قسم کے اشتہارات و فہرست ہا، و قواعد و پراسپکٹس ہا وغیرہ کا با محاورہ اور عام فہم انگریزی و اردو ترجمہ کیا جاتا ہے +

(۴) اردو اخبارات پسندیدہ اور مفید عام کرنے کی غرض سے حسب منشاء انکے مالکان یوروپ اور امریکہ کے انگریزی اخبارات اور نیز رسالہ جات و کتب انگریزی وغیرہ سے مضامین مفید عام متعلق علوم و فنون کا عام فہم اردو ترجمہ کر کے بھیجا جاتا ہے +

(۵) مفید عام انگریزی کتب وغیرہ کا حسب فرمائش با محاورہ اردو ترجمہ کیا جاتا ہے +

نوٹ:۔ جملہ خط کتابت بنام مشتہر ہونی چاہیئے۔

المشتہر

مترجم رسالہ ھذا

سلسلہ نمبر ۲

روضۃ الاولیاء

مصنفہ

مولوی امام الدین [illegible] بن شیخ [illegible] النعمانی البیجاپوری

یعنی

عہد اورنگ زیب عالمگیر [illegible]

ترجمہ

حکیم مولوی سید محمد [illegible] آبادی [illegible]

تائید [illegible]

[illegible] مطبع [illegible]

فہرست مضامین کتاب دوحۃ الصنائع



دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن ترقی علوم قدیمہ کا اصلی مقصد یہی ہے کہ نایاب اور غیر مطبوعہ کتب جن کے تلف ہونیکا احتمال ہے۔ ان کا طبع کے ذریعہ سے تحفظ کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد مین نہایت ہی سرگرمی کے ساتھ کام جاری ہے اور یہ کتاب دوحتہ الصندل لغ جو نذر ناظرین ہے وہ انجمن کے سلسلہ کی دوسری کتاب ہے۔

فارسی شاعری کی دنیا مین کئی ایک آمامی تخلص کے شاعر گزرے ہین۔ اور ہر امامی باعتبار قابلیت، اور لیاقت، کے اعلی پایہ کے شمار کئے گئے ہین - اول - امامی[لہ] ہروی ساتوین صدی ہجری کے شعراء سے ہے۔ اور سعدیؒ کا ہمعصر تھا - یہ ابو عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔ خراسان مین اس کا مسکن ہے۔ اور کرمان مین نشوونما پائی تھی - صاحب دیوان اور صاحب تصانیف بھی ہے - اس کی ایک رباعی لکھی جاتی ہے ـــ

لہ - از تذکرہ دولت شاہی ص ۷۵ طبقہ سوم -

رازے کہ او ز عقل ہر آشفتہ شود	با بیخبران کجا توان گفتہ شود
ادراک کجا بکنہ این نکتہ رسد	الماس بناز کی توان سفتہ شود

دوم اٰمامی[1] - یہ امامی بلدہ غلغال مین گزرا ہے - اس کا اور حال معلوم نہین ہوا - ایک رباعی لکھی جاتی ہے -

با خلق خدا سخن بشیرینی کن	اظہار نیاز و عجز و مسکینی کن
تا بر سر دیدہ جا دہندت مردم	چون مردم دیدہ ترک خود بینی

سوم خواجہ امام الدین اٰمامی[2] تخلص، ابن قاضی خان، یہ شاگرد محمد حسن قتیل کے تھے، لکھنؤ کے باشندے ہین - کانپور مین شہید ہوئے، سنہ ۱۲۱۲ھ مین زندہ تھے - احمد شاہ درانی کے حالات کسی بزرگ کے حکم سے لکھے تھے ان کا کلام نہین ملا، اور نہ کچھ حالات معلوم ہوئے

چہارم اٰمامی[3] بلگرامی ان کا نام سید محمد خورشید ہے - اور میر امامی کے نام سے بھی مشہور ہین - ان کے باپ کا نام میر افتخار علی، اور ذرّہ تخلص ہے بلگرام کے رہنے والے تھے سنہ ۱۲۳۱ھ مین پیدا ہوئے - اور سنہ ۱۲۷۴ھ مین انتقال کیا - دو مثنویان، اور ایک

[1] از تذکرہ دولت شاہی -

[2] محبوب الالباب یعنی فہرست کتب خانہ خدابخش خان بہادر ص ۹۰ و تذکرہ دولت شاہی ص

[3] جبکہ انجمن ترقی علوم قدیمہ کیطرف سے دوحۃ الصنائع کے بارے مین استفسارات شائع ہوئی ہو تو اسوقت مولوی سید محمد علی اصغر صاحب (خلف سید حسن حشن بلگرامی ناظم عدالت اورنگ آباد) نے ہمارے پاس ان امامی بلگرامی کی کلیات اس شبہہ پر کہ وہ مصنف دوحۃ الصنائع کی کلیات ہے روانہ کی تھی - یہ کلیات مصنف کے ابن عم کا مرتب کردہ ہے - اس کے خاتمہ پر مولوی سید غلام حسین ابن سید خلف علی بن سید کرامت علی، شاہ آبادی نے مطول تحریر لکھی ہے جس مین مصنف کے مختصر حالات اور وجہ موت، اور نیز ترتیب دیوان کا ذکر کیا ہے -

دیوان تصنیف سے ہے۔ پہلی مثنوی جو ۱۸ ورق پر ہے اس کا نام شورش عشق ہے اور دوسری مثنوی جس کا نام ثمر مراد[۱] ہے۔ وہ ۲۷ ورق پر ہے۔ کلیات کی کلیات طبع نہین ہوئی ہے۔ دیوان ۵۶ ورق کا ہے۔ (کل ۱۸ اجزو فی صفحہ ۱۵ سطر ہین) مثنوی شورش عشق کا پہلا شعر ہے

بیا اے خامہ شیرین زبانم	بیا اے طوطی ہندوستانم

مثنوی ثمر مراد کا پہلا شعر ہے

لوا یم خامہ و لفظ است لشکر	بمیدان آمدم اللہ اکبر

دیوان کا پہلا شعر ہے

شد بکاغذ با دلیل طفل مجوب مرا	ریسمانی بستہ بقروشید مکتوب مرا

دیوان کا دوسرا شعر ہے

تابہ بنیم ادکہ امروز است لیلی ظفر	ستارہ شد چرخ آہ عالم آشوب مرا

صاحب محبوب الالباب (خان بہادر خدا بخش خان) نے انکو اتہی بڑی اوی الاصل لکہا[۲] ہے۔

پنجم امامی - (مصنف روحتہ الصنائع) گیارہوین صدی ہجری مین گزرا ہے۔ ان کا نام امام الدین ہے۔ اور باپ کا نام ابوالمکارم[۳] ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

[۱] صاحب محبوب الالباب نے ص ۹۱ مین اس مثنوی کے بارے مین لکھا ہے کہ میرے والد نے آرہ مین نقل کرائی تھی اور وہ ناقص ہے۔ آخری حصہ نہین ہے۔ لیکن میرے پاس پوری کلیات موجود ہے جس کو باجازت مولوی سید علی اصغر صاحب نقل کرایا ہے اور نہایت صحیح ہے - معتمد انجمن

[۲] محبوب الالباب ص ۹۱

[۳] اس نام کے ایک اور بزرگ گزرے ہین لیکن ہم یہ نہین کہہ سکتے یہ کون ہین (دیکھو صفحہ ۴)

کی اولاد سے ہین۔ اور بسیدﷲ دیو کے رہنے والے ہین۔ ان کا سن وفات معلوم نہین ہے ۱۱۸۳ھ سنہ
م سے ۔ یہ تک صفحہ ہستی پر موجود تھے۔ خاص خاص فن مین، ملا محمد معانی برہانپوری المتوفی
۱۱۰۸ھ) اور شاہ میان برہانپوری کے شاگرد تھے۔

روضۃ الصنائع فن بلاغت مین ہے۔ اس مین مصنف نے علوم صنائع بدائع کے جملہ اصناف کو نظم مین لکھا ہے۔ اس کتاب کے تصنیف ہونے سے پہلے اس فن مین کئی ایک کتابین لکھی گئی ہین۔ مثلاً معیار الاشعار، جو ایک چھوٹا سا رسالہ ہے اور محقق طوسی المتوفی ۶۷۲ھ کی تصنیف سے ہے۔ اور یہ فارسی مین گویا فن بلاغت کی ابتدائی کتاب ہے۔ اعجاز خسروی، مصنفہ امیر خسرو دہلوی کی تصنیف سے ہے۔ اور بہت بڑی ضخیم کتاب ہے اس کے علاوہ دیگر علوم کا بھی ذکر ہے۔ مجمع الصنائع، اسکے مصنف نظام الدین احمد ہین اور ۱۰۶۰ھ مین تصنیف ہوئی ہے۔

باستثنا اعجاز خسروی، جسقدر کتابین تصنیف ہوئی ہین وہ نہایت ہی مختصر ہین۔ جنمین زیادہ تر اصناف بلاغت کی تعریف اور انکے اصول، و قواعد، بیان کئے گئے ہین۔ روضۃ الصنائع بھی ایک چھوٹا رسالہ ہے۔ لیکن اپنی ماسبق تصنیفات پر کئی خصوصیات کیوجہ سے

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۰) صاحب محبوب الالباب نے اس قدر لکھا ہے کہ "ابو المکارم بن عبداللہ بن محمد از علما احناف است در ماہ رجب ۹۰۷ھ تسوید و تبیض این شرح فرصت یافت۔ در ہندوستان بشرح ابی المکارم ہم خیلی وقعی وارد و درین شکے نیست کہ اذا طباب مخل و از اسحار مخل خالی است از علما قرن عاشر است۔ ابتدائے خطبہ۔
نحمدلک یا من شرع لنا احکام الدین القویم وھدانا بفضلہ العمیم الی الطریق المستقیم
صفحہ ۳۰ یہ شرح مختصر الوقایہ ۴۰ جزو مین ہے۔

لے ہمنے بہت تلاش کیا لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ کس ضلع اور کس صوبہ مین یہ مقام واقع ہے۔ آیا ہنوز ہے یا اور کہین ہے

فوقیت رکھتا ہے۔ اس مین تمام اصناف بلاغہ کی تعریفات، اور قواعد کو بیان کرتے ہوئے نظائیر کا التزام کیا ہے۔ جو اس سے پہلی کتابون مین قریب قریب معدوم ہے۔ خسرو دہلوی نے قدما کے مخترعہ اصناف کا ذکر کرنے کے علاوہ اپنی طبیعت سے بھی بہت نوعین ایجاد کی ہین۔ اسیطرح دوحۃ الصنائع کے مصنف نے متقدمین اور خسرو کے مخترعہ اصناف کو بیان کیا ہے۔ اور خود بھی خسرو کی طرح اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اور متعدد نوعین ایجاد کر کے، اپنی جدت پسند طبیعت کا ثبوت دیا ہے (فہرست دیکھو)

مصنف نے ہر ایک صنعت کو کمال پختگی، اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے جس مین مبصر سے مبصر، اور نکتہ چین سے نکتہ چین آنکھ بھی کسی قسم کا نقص یا خامی نہین نکال سکتی ہے اس کتاب کو بہ لحاظ صنعت نظر انداز بھی کر دیا جائے اور صرف مضامین اور زبان کی سلاست، اور فصاحت پر نظر ڈالی جائے، تب بھی مضامین کی دلچسپی، اور عمدگی کی تعریف نہین کی جاسکتی ہے۔

چنانچہ ہم نے کئی ایک نظمین صوفیہ کرام کی محفل سماع مین سنی ہین۔ اور اُن نظمون نے محفل کا رنگ بدل دیا ہے۔ اور اہل محفل آپے سے باہر ہو گئے ہین۔ اس موقع پر ایک نظم کے دو شعر نقل کئے جاتے ہین جو بہ نسبت اور نظمون کے زیادہ مقبول ہے۔ اور اس نظم مین صنعت طباق سلبی بطرز امر و نہی کا التزام ہے۔

مدح کسے مکن بکن وصف جمال یار من		دل بکسے مدہ بدہ در غم آن نگار من
شہد و شکر مخور بخور خون جگر بعشق او		روئے قمر مبین ببین چہرۂ گلعذار من

مصنف نے کتاب کا خطبہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ کے نام پر لکھا ہے۔ اور یہ کتاب عرصہ چار ماہ (۱۰۸۰ھ الہ آباد) مین تکمیل کو پہونچی۔ چنانچہ اس کا ذکر آخر

کتاب مین مصنف نے یہ صنعت تجنیس قافیہ ان الفاظ مین کیا ہے۔

در الہ آباد شد این نسخہ ختم		بر دہان حاسدان گردید ختم	
حشد بسال چار و ہشتاد و ہزار		نام این ردحتہ کہ دار دبس ہزار	

دوحتہ الصنائع تین شعبون (بابون) پر منقسم ہے اور ہر شعبے مین کئی کئی ثمرے (فصل) ہین۔ چنانچہ شعبہ اول جن مین صنائع لفظی کا بیان ہے۔ ۲۱ ثمرے ہین اور شعبہ دوم جس مین صنائع معنوی کا بیان ہے۔ ۱۶ ثمرے ہین۔ اور شعبہ سوم جس مین صنعت لغز و معما وغیرہ کا بیان ہے۔ ۲۸ ثمرے ہین۔

اس مقام پر اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مین بعض عنوانات (خصوصاً شعبہ اول) ایسے ہین جس مین بطور صدر ایک صنعت ہے۔ اور اُس کے ضمن مین کئی کئی صنعتین مذکور ہین۔ مثلاً پہلے شعبے کے پہلے ثمرے مین۔ حذف الالف۔ مناسبت افلاک۔ تجنیس قافیہ۔ تین صنعتین ہین علی ہذا۔

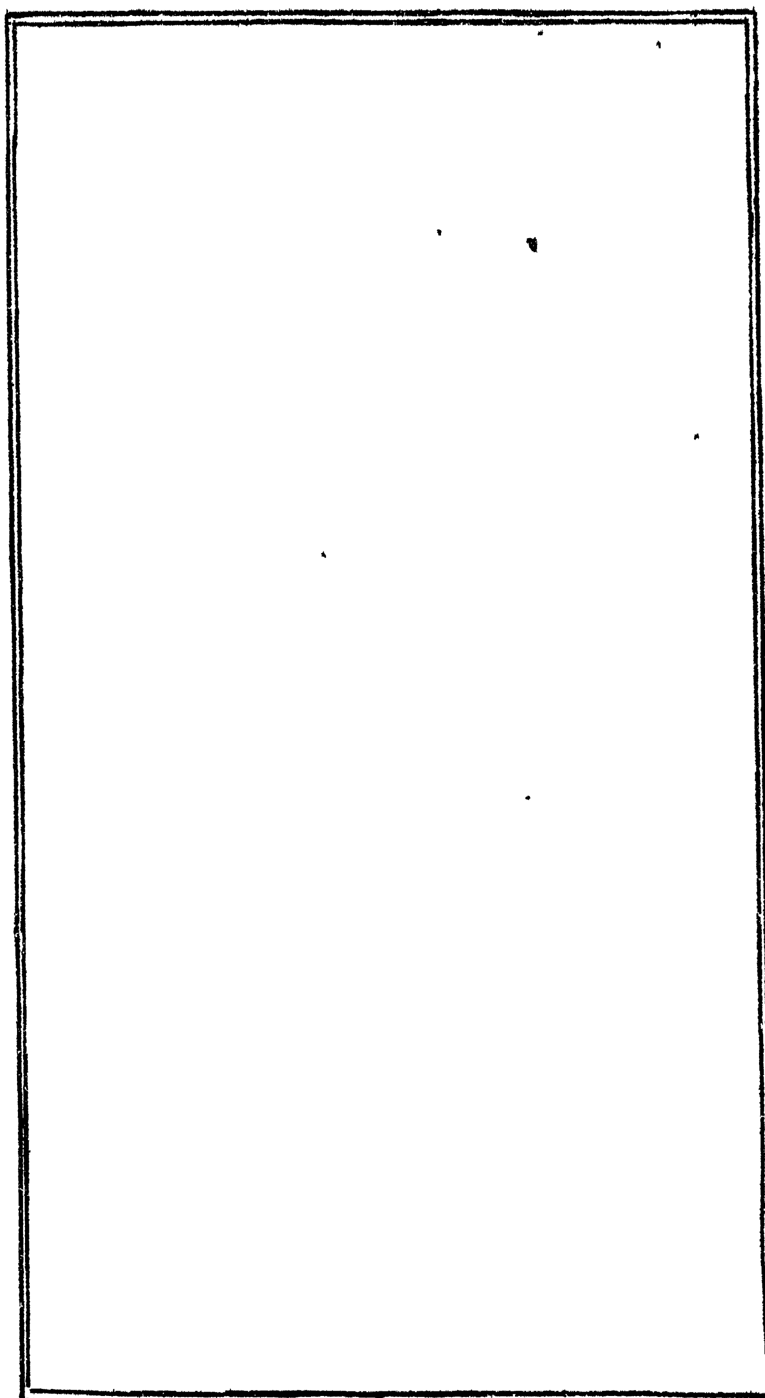
جس مناسبت یا واقعہ کو بطور مثال نظم کیا ہے۔ اوس کو نظم یا واقعہ کے پایہ سے گرنے نہین دیا ہے۔ بلکہ اوس مین وہی استادانہ شان قایم رکھی ہے۔

یہی دماغ سوزی اور قابلیت ایسی ہے۔ جو مصنف کے کامل الفن اور استاد مسلم الثبوت ہونیکی قوی دلیل ہے۔

اس کتاب کے طبع کے وقت مصنف کے حالات لکھنے کے لئے ہم نے بہت کوشش کی اور فارسی کے تذکرے دیکھے، موقت الشیوع رسالون مین مضامین لکھے، جا بجا احباب سے خط و کتابت کی، مطابع اور کتب خانون مین استفسارات کئے، مگر افسوس ہے کہ ہم کو بالکل کامیابی نہ ہوئی۔ حتی کہ ہم اس قدر بھی نہین لکھ سکے، کہ بید و لوکس ضلع، اور صوبہ

اورکس ملک مین واقع ہے۔ تاہم جس قدر واقفیت ہم پہونچی تھی وہ حوالہ قلم کی گئی۔
اس نسخہ کی صحت، اور مقابلہ کی غرض سے بھی ہندوستان کے مشہور کتب خانون، مثلاً کتب خانہ آصفیہ، اور کتب خانہ جات ریاستہاے رامپور، بھوپال، اور کتب خانہ خان بہادر خدابخش خان وغیرہ وغیرہ کی فہرستین بھی دیکھی گیین مگر یہ کتاب اِس قدر نایاب ہے کہ اس کا دوسرا نسخہ دستیاب نہوا۔ اور مجبوراً ہم کو اسیطرح شائع کرنا پڑا۔
ہم نے اصل کتاب مین ایک حرف کا بھی تصرف نہین کیا ہے۔ بلکہ بجنسہ طبع کرایا ہے۔ بغرض سہولت اور زمانہ کے لحاظ سے ایک ضمیمہ اور فہرست کا اضافہ کیا ہے۔ آخر مین ہم دو صاحبون کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اول تو مولوی سید محمود علی اصغر صاحب بلگرامی جنہون نے میر اماحی بلگرامی کی کلیات روانہ کرکے معلومات مین اضافہ کیا۔
دوسرے مولوی سید شمس اللہ شاہ صاحب قادری۔ ہین جنہون نے اس کتاب کی ترتیب مین مدد فرمائی
اہل علم خصوصاً طبقہ شعرا سے قوی امید ہے کہ اس نایاب رسالہ کی قدر کرکے، انجمن کو مشکور فرمائینگے فقط ۲۱ جمادی ۱۳۲۴ھ

سید محمد علی ملیح آبادی — کوٹلہ اکبر جاہ
معتمد انجمن ترقی علوم قدیمہ — حیدرآباد دکن





واحد الاحد الملک الصمد مالک الملوک الکرام حاکم ملک دار السلام عالم اسرار هر کدام

سهم ده مردم ماه و عالم داور ده هر دو ورده سما و ارا عصر و علم ده علما ور در در کودک در ما در را داود

حصه ۱۲ — شیر ۱۲

در در امطار را در در در ور در را و که هر واحد در در که او مراد دل حاصل آرد و هر سالک در مسلک او مرام

فرود آمد اقطار لفظ مرکب که داپ که در دخوف غرق شدن باشد ۱۲

روح محصل وارد للّه

دار عالم که امر او ده ما را مرام — آدم معدوم را و داد او ولاد کرام

محمد رسل که آمد مالک ملک ملک — او عطا کرده مر او را حکم در دار السلام

هر که دارد طالع مسعود در دور سما — هم عطائی او ورا مسعود کرده در همام

هر که و مه که آمده در دور عالم ماه و سال — داده هم اطعام و حصه مر او را در طعام

هر همه آمال مردم را دهد اعطا، او — هم عطا را و که واله آمده او را امام

حیران و سرگشته

یعنی واله بمعنی شیفته شده ۱۲

سلام و درود لا محدود مر روح مسطر محمد رسول الله را که عالم معدوم را حکم لولاک او محسوس آورد و دریافته شده ۱۲

صلی الله علیه و آله و سلم ۱۲

وکاکل مسک روح او همه عالم را معطر کرد سرور عالم سردار گوهر آدم سالار عساکر اسلام مالک مطرود حسام موسس آساس اسلام ممهد مهاد اکرام مصدر مکارم کرام مورد عطار ملک علام ﮦ

سرور عالم که آمد مالک ملک کرم	[illegible]	در دم آورده معتور مهر او ملک عدم
احمد مرسل که آمد حاکم ملک سما		آمده لولاک او را در ممالک با علم
هر که در دل مهر او هم آل او دارد مرود		در مهام هر همه دارد عطار او حکم
هر که کرده اسم والا ورد او در ورد کلام		در دو عالم آمده او مالک ملک هم
اسم او را در دو عالم در دل دارد امام		هم دوام آورده سوی روح او مدح اهم

دم آل همام و او دار کرام او را آدم الله علو هم که در مرصا و علم و عدل هر واحد سلوک مسلک او کرده و در اصلاح مرصد عامه مردم حکم محکم آورده هر واحد محامد اهل ولا در رسول الله و حمد رد ما را عدا در رسول الله هر واحد در سهار اسلام مصر ساطع و در کره صلاح ماه لامع و داد هر کرام امصار اسلام را معمور کرده و دلهاے اهل عالم را مسرور ﮦ

در راه محمد روح و سر را هر که داد		هر احد در ملک اسلام آمده والا همام
هر که را در دو عالم او ولا و داد دار رسول		حاصل آرد در دو عالم او سرور در دل مدام

تناسب زرنگار وار و از باغ دان اما بعد عرض میدارد احقر عباد الله الغنی القوی امام الدین بن شیخ ابو المکارم النعمانی البعید و بومی در حضرت گلبویان گلستان معانی و در دچینان بوستان سخندانی که چون عندلیب طبع این حقیر او فرد رسیر فردوس صنایع و اکثر در نظاره ریاض بدایع می بود و در ریاحین نظم و نثر و معا گلگشت مے نمود و در چمن های صنایع اعجاز خسروی روح تازه از گلدستهاے معنوی می بوئید و در هر شاخ گلبن نو رسید آن چون بلبل از هر رنگی بوے میجوئید و از روح نسیم روح افزاء آن غنچه خاطر پژمرده گل گل مے شگفت و گلهاے زرنگار رنگ این را طبع

پژمردش کرد امن دامن سیر فت پس از حصول نزهت دماغ و تحصیل دست ابو سے فراغ طوطی ضمیر
حقیر سخن بار هزاران هزار چون هزار گویا بود در بستان قمری بشاخ بشاخ کو بکو کو کو اشعار مطبوع نفس
میکشود و در باغ دل رسته رسته نهال نظم و نثر می نشاند و بهر طرف از گلشن طبع گلهاے گوناگون
صنایع می فشاند آخر تیمر غیب بعضے از احبار نخل بند معانی و تحریص اوداد باغبان حدیقه نکته دانی
بخاطر آمد که یک درخت صنایع بروضه عالم از تخمی غریب نباید که طبیعت فواکه خواران بدایع بتناول اثمار
آن میل فرماید لهذا نهال این منظومه را باثمار غزلها رمعشوقیه والغاز و معمیات وغیرها مثمر کرده و بهر ثمر
آن را بلون صنعتی رنگ داده در چمن روزگار ناپایدار بجهته یادگار مغروس آورده و به دوحة الصنایع نامی
کرده به سه شعبه منشعب کرده شعبه اولی را بسی و یک ثمره بارور ساخت و شعبه ثانیه را بشست و
یک ثمره برافراخت و شعبه ثالثه را چهل و هشت ثمره بفضل رب المعبود باردار نمود ہ

دعا دارم ز رب ظل منصود	که این دوحه شده مقبول و مورود
کند نشو و نما در باغ عالم	دهد بهره از آن اثمار محمود

بر ضمیر شمس تنویر خورده پنهان جهان وراے قمر ضیای دانشوران دوران مختفی و مستتر نیست که
بسی از صنعت گران عالم از پئے استطاعتی پاره ام که بعضے بارز دایاس نخل داده بحضرت اکابر بجهت اعزاز
خود تحفه می برند و نزد عظام بامتیاز الطاف ممتاز میگردند اگر این باغی جنات صنایع و بوستانی حدایق
بدایع این شجر مثمر را که ثمرش بر نگے و مزه دیگر است وسیله تقرب ساخت تناسب را فلاک و انجم نجوان
در حضرت نیر سپهر اقتدار خورشید افتخار قطب آسمان قاهره بدر سمار دولت باهره عطارد فکرت مشتری خصلت
بیضا ضیا قمر سنا ملک سیرت فلک مرتبت مریخ شجاعت اسد صولت که از آوازه عدل و نصفت آن
قتال فلک یعنی مریخ از ترس قصاص در حصار فلک خامس خزیده و از دبدبه محتسبان عصر او مطربه فلک
یعنی زهره در صومعه سمار ثالث عزلت گزیده و دائره دف قمر که بر آسمان در هر خیمه ماه موجب دو کامل میشود

درنیمه آخر از خوف تشریع آن حضرت ناقص و معدوم سیگرد و دور اقص چرخ از هیبت دین داری او در دهان اژدها اختفا می پذیرد زهے ملک که پس از هزار سال در احاطه فلک دوار انصاف او داد عدل عمر داده خهی قهرمان غالب که در بارگاه او هر فردے از سلاطین هفت اقلیم چون جوزا کمر بسته بخدمت ستاده و هو السلطان بن السلطان الخاقان بن الخاقان بن الخاقان که آفتاب اسم و خطاب عظیم الشانش از افق این ابیات بطرز تعمیه طلوع می فرماید

شاه

بادشاهی که رخ تیغ وے از غایت نور		چهره مهر بپوشد چو برآید ز میان اورنگ
بحر جود شی چه عظمی که از افلاک درو		صورت رنگ کبود تیغ اوست نهان زیب
شب غلام سپهر حلقه بگوشش از ماه		روز از داغ غلامی به بین از مهر نشان

بهادر

اعتبار سخن اوست بجدی که کنون		قیمت یکدر ز حرفش بسز دجمله جهان

عالمگیر

عین عدلش چو بدرد همه عالم بیناست		زان خطاب آمدش از حق که خدا این ملک عیان

له از تیغ باعتبار ترادف شمشیر اراده نموده و رخ شمشیر شین مسمائیست و غایت نور اے مسمائیست در انتز د اهل تنجیم علامت قمر است از قمر اراده نموده و از قمر باعتبار ترادف ماه قصد کرده یعنی رخ شمشیر که شین مسمائیست از لفظ ماه چهره که میم مسمائیست به پوشد یعنی بجائے میم ماه شین آید شاه حاصل شود - و صورت رنگ رنگ است چون لفظ رنگ به ته او آید او رنگ حاصل آید و از لفظ روز لیل ترادف نهار خواسته و علامت نهار نزد اهل نجوم را مسمائیست و از راه ی مسمائی لیل تسمیه اسم آن کرده است مراد داشته یعنی چون لفظ رے را داغ نهد یعنی نقطه شود زهے حاصل شود باز گفته به بینا یعنی حرف به ماے که قائل شده بنگر چون باے مسمائے باز رے اسمے آید زیب حاصل شود - و از قیمت باعتبار ترادف بها خواسته یک درحرفش گفته یعنی لفظ در بجانب لفظ بها آمد بهادر رو نماید - و از عین باعتبار اشتراک عین مسما خواسته چون با درد که الم است بیاید عالم رو نماید باز گفته که خدا این یعنی لفظ گیر که مرادف خداست با عالم آمد عالم گیر حاصل شود شاه اورنگ زیب بهادر عالمگیر حاصل شده -

هدیه بر در رجا واثق است که بدرجه قبول رسد اگرچه لیاقت آن ندارد که دانشوران بارگاه آسمان جاه
پرتو نظر قبول اثر برو گمارند یا سواد این مسوده را سخنوران درگاه فلک پناه بشعاع آفتاب بصر
منور وار ندفا ما اگر اشعهٔ نظر انصاف اثر تعیین فرمایند تحسین لوامع بوارق هیچ این نخیف نمایند و بدانند
که این فقیر قلیل البضاعت ضعیف الاستطاعت زله چین خوان احسان سلطان ممالک صنایع
خسرو اقلیم بدایع کوکب فلک معرفت نجم آسمان حقیقت ینبوع علوم نامتناهی محبوب درگاه
الهی عالم اسرار معنوی امیر خسرو دهلوی این قوت طبع در ابداع این طرز با رجدید و اختراع
این طرح هاے شدید از امداد روح پر فتوح آن مرشد دارد بهنگامے که بسبب بی جمعیتی از
چرخ حوادث نزول می نمود و صواعق پریشانی از سپهر حادثات سال طلوع بود سنجنجل طبع این فقیر بمواجه
لوح عامه صنایع سلف و خاصه آن حضرت که در اعجاز وقوع یافته اقتباس نور شعاعات میکرد
در صنایع دل پسند اثمار غزلیات شعبه ثانیه می آورد و در طریق ترتیب اثمار شعبه اول که متضمن
بر لوازم مجلس اہل دول در صنعت حذف الحروف و صنعت تناسب است متمثل مے گردید و عرایس
افکار الغاز فکر که از معمیات در قطعات و رباعیات و فردیات و خاتمه شعبه ثالث از حجله ضمیر بمنصه
تحریر جلوه گر میرسید آخر بتائیدات رب مجید این دو حصه سه شعبه را در چهار ماه بکمال رسانید با اینست
که قبل ازین هیچ شاعری درین طور بدیع دیوانی ترتیب نداده متکفل و متصدی این امر صعب این
حقیر آمده و پیش ازین درین صنایع کس از نظم کم گفته و اگر گفته در و چند در سلک یکدو بیت بطریق
مثال سفته اگر باین راه قبول انظار ذوالابصار افتد بعید نیست و بحکم من صنف فقد استهدف ناظم
را قبق ناوک اعتراض نگردانند و سهو و خطا را بنظر اصلاح اثر رفع فرمایند اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیعُ اَجرَ المُحسِنِینَ

شعبهٔ اوّل بار وراست بسی و یک ثمره و هر ثمره ملون است بدو لون برنگ صنعت حذف الحرف و رنگ صنعت تناسب ثمرهٔ اول بصنعت حذف الالف نمو دار است و بصنعت تناسب[1] فلک و تجنیس قافیه چون مهر پر انوار

شکر لله جلوه گر در عین من شد نور عین — کز فروغش دیدهٔ خورشید گردد همچو عین
بر جبینم نجم بخت من نگر روشن شده — کز طلوع مهر رخشنده منور گشته عین
مهر رویش کی بچشم هر کسی جلوه کند — جز بچشم هر که در مهرش شده رنگش چو عین
چرخ گردنده بشوقش روز و شب در رقص و چرخ — هم بعشق پر نور نورش بعین عین عین
چشم کوکب که ندیده نوم در شوق رخش — قد گردون بین که در هجرش شده چون حرف عین
زهره بر چرخ سیوم گشته بوجش نغمه زن — مشتری چون مهر مه کرده تجنس صرف عین
بسکه در شوق مه رویش درد دلم سوخته — دود دل در نه فلک بنگر که شد چون عین عین

ثمرهٔ دوم بصنعت حذف الباء رونماست و بصنعت تناسب گل و باغ نازکی فزا

در نرگسم چون جا نمود آن گلعذار جانستان — از اشک گلرنگم نگر هر سو شگفته گلستان
تا آن سمن اندر چمن کرده خرام جان فزا — هر سو نگر در وصف او سوسن کشیده صد لسان
لاله چو دید آن لعل و آتش فتاد اندر دلش — جمله تنش شعله شده در سینه داغی شد عیان
از نقش آن رعنا قدم گل گل شگفته هر طرف — هر کس که آن گلزار خوش دیده نمیخواهد جنان
آنکس که در چشمش کند جا گلرخ آیان یا سمین — جز گل نروید از زمین از تخم اشکش در جهان

[1] صنعت حذف عبارت است از انکه متکلم در کلام خود التزام آن کند که بعضے از حروف ابجد نیارد ۱۲

ازروضه حسنش اگر روزد سیوم نسیم — ازروح آن رود هم زتن خارج شود همراه آن
دارد اماحی در دل از دوری آن گلنار نار — گرد گلستان خلیل آن آن آتش از دیدار جان

ثمره سیوم بصنعت حذف الثا آشکاراست و بصنعت تناسب عطریات روش روح فزا

مگر که نافه زلفش گشاد باد صبا — که شد چو لخلخه گردون زروح روح فزا
نسیم گلشن حسنش آ با وزید بداد — بیام و در همه جا گل نمود نشو و نما
کند چو بوی گل عارضش عروج هوا — بجای آب بریزد گلاب چشم حیا
چو مشک کاکل او نشر کرد باد قبول — بدل نماند کسی را لطیب مشک هوا
دماغ هر که معطر شد از شمایل او — بروح عطر کجا میل ماند شش بخشا
چو اشک ناظر آن جعد مشک رنگ بخاک — رسد بروی زمین مشک سید مد بکبا
چو شد مشام اماحی معطر از زلفش — نماند در دل او ارزوی مشک خطا

ثمره چهارم در صنعت حذف الثا است و بصنعت تناسب شراب مستی فزا

اگر روزی کشد دلبر زدستم ساغر صهبا — دل بریان پی نقاشش کبابی میشود اینجا
من از روزی ازل خوردم ز خمخانه عشقش — ازان تا حشر شکر اتم زجام نرگس رعنا
خمار نرگس مستش اگر بیند کسی یکدم — زبیهوشی واز مستی شود آواره صحرا
اگر ساقی شود آن باده کش در مجلس عرسی — برون آید پی قرقف عروس از حجله زیبا
زابرو قوس و مژگان سهم ترک مست چشمش را — بشکران اسلحه دادن بخون ریزی کند ایما
برای می بخمخانه چو شد یکدم آن مرغ — دران میخانه از مسجد کند شیخ زمان ماوا

اما می شد خرابی یا جوان دلبر بسر حی را
بدست آورد چون ساقی پی این عاشق شیدا

ثمره پنجم در صنعت حذف الجیم دست آویز است و بصنعت تناسب سرود نشاط انگیز

مگر آن لحن داودی که داده آن گلو بیرون
شنید اندر ازل گردون که دارد رقص ها اکنون

نزیبد زهره دف زن اندران محفل که آن دلبر
بآواز طرب افزا سراید نغمهٔ موزون

نوای روح بخشی کان برآید زان لب شیرین
برقص آرد ز قبرستان عظام زاهد مدفون

دمی خواند اگر قولے باهنگ فرح افزا
عروس از پردهٔ عفت برآید واله و مفتون

زآواز نشاط افزا اگر آید بغزل خوانی
زمه دف کرده می آید دوان ناهید از گردون

پندارے ترنم در نواے بربط و مزمر
بدین زه می کند افغان پی آن حسن روزافزون

کباب بطی میخواهد بهنگام سرود آن مه
فرود آرد طیور از نغمه آن لعل پر افسون

دمی بنوازد ار مزمار اندر دست آن دلبر
دهد روح از پی صوتش هزاران آهوی هامون

بطنبور ار زند زخمه ز انگشت هلال آسا
اما می از سماع آن نثار آرد دل محزون

ثمره ششم صنعت حذف الهاء هویدا آمده و بصنعت تناسب بازی شطرنج منصوبه نما

بر بساط نازنین بنشست دلبر شاه وار
کرد او چون مهر سلطان عاشقان بی شمار

چون نگه کردم بر آن سرخ رخ چشمش غمزه که
تاخت سوی من دو اسپه کرد جانم را فگار

قرب آن دلدار همچون شاه رخ فرزین خواستم
قسط بخت من مرا مهجور کرد زان نگار

بر بساط رنج و بلا افتاده ام ز فرقتش
دهر تا کی بازد این شطرنج با این بیقرار

چرخ کج رفتار رام من نشد چون پیل مست
تا که هم خانه شوم با یکه تاز گلعذار

تعبیه منصوبه می کردم برای قرب شه — عشوهٔ آن شاه خوبان برد جان این نزار

من نه تنها باختم سر بر بساط عشق او — بیش از تضعیف شطرنج آمده سرها نثار

چون پیاده سر نهادم بر زمین پیش شاه — تا که چون فرزین مرا جا شد بهاندر جوار

رایگان از استخوانم مهره برده آن نگار — گو اما می چشم من چون مهره آمد پیش دار

ثمرهٔ هفتم در صنعت حذف الخامس گشته و بصنعت تناسب بازی نرد منظور نظر

بر بساط عشق بهر دیدنت ای گلبدن — گشته ام چون کعبتین نرد دیده جمله تن

تا دو چار از من شدی پی تو درین دار سه پنج — همچو من در شش جهت بکس نباشد در محن

هیچکه نقش مراد من نداده آسمان — شش شدرم در بیت حزان فراقت ای سخن

از بروج ار چه فلک دارد دو باره شش بکف — هیچ نقشی بر مرادم سه نه آورده عن

ردم در عشق بازی تو ای در فرید — داد دعوی از تندی بر دم فرهٔ اندر حزن

کعبتین عظم در دستت نزیبد ای حریف — کعبتین چشم من باشد بدست تو حسن

از تقامر پیشگی بازد اما می جان بعشق — چون تو لی عمر را نبرد حسن اینک جان من

ثمرهٔ هشتم در صنعت حذف الدال است و بصنعت تناسب بازی گنجفه دال

مرمن از غمزه سویم آختی شمشیر کین — سرخرو گشتم بشکرش می نهم سر بر زمین

نه شب هشتم بچنگ غم ز عشقت مبتلا — از ازل گشته برات قسمت من این چنین

بن تو هستی گنج فهم و عقل ای مه روی من — ابتری چون گنجفه ما را بهر مجلس ببین

رنگ شته هر قماش از هوش فکرم بهر تو — رنگ روی من ز زر سرخم بس است ای مه جبین

خاک کویت به ز تاجی بر سر آیین خاکسار — از زرا بعض کویت هست آن حاکم نشین
جان ستان پیش بر چون تو کجا محبوب من — کم بر جانباز چون کو من بعشقت ای در بین
جان بعشقت باختم ای خوش حریف شاهیا — چون غلامم نیست اما می بین بسوی ای حزین

ثمرهٔ نهم در صنعت حذف الذال است و بصنعت تناسب اطعمه بالا مال

ای ملیح الوجه در مدح تو ای شیرین زبان — بس دقیقه پخته در طیلسان طبع و جان
نیز من بر سفره وصف تو اندر طبق — پیش روی انورت از مهر و مه دارم دو نان
چهرهٔ تو از ملاحت چون نمکدان آمده — این عجب لعل لبت آمد درو شکر شان
چونکه نعمتهای گوناگون بخوان حسن تست — کی بقرص مهر و مه رو آورند اهل جهان
بس حوایج پخته ام در دیگ دل از شوق تو (حوایج جمع حاجت بمعنی مصالح طعام) — نام شیرین تو دارم چاشنی بخش لسان
چشم خون آشامم تو خونم چو شربت میخورد — بس گوارا باد چون عاشقانت ای روان
چون مگس بر گرد شهد لعل تو روح ملک — جان عشاقی میکنند از بوی شیرین طعم آن
آن ترش رویی که با عشاق داری کیمکی — هست چون سکباج قوت بخش انس جان
شد دلم از آتش عشق تو ای جان چون کباب — گو امامی بیسرده گر باشی اکنون میهمان

ثمرهٔ دهم در صنعت حذف الراء آمده و بصنعت تناسب میوها قوت ارواح اصحاب را

ای دهان تنگ تو چون پسته خندان آمده — چشم چون بادام تو جان بخش ثقلان آمده (جن و انس)
کشمش از لعلت خجل آمد ز ذوق شوق خود — آن منقع چون لعلت جان جانان آمده
همچو سوزاست آن انامل های تو ملو شهد — عقده شان عناب آسا لذت جان آمده

چون بهی از خاک کویت ساختم جانان لباس
تا بچشم از باغ تو سیب زنخدان آمده

نیز از شوق دهان فستق آسا کنون
بین که بادام دو سغزه فوق سندان آمده

لغزک از شوق لبت عزلت کشیده بس ببای
پخته و کامل شده زان پس بدکان آمده

از غمت لون اماآمی بین که چون بطیخ گشت (خربزه ۱۲)
زان سیان شوق چون بطیخ غلطان آمده

ثمرهٔ یازدهم بصنعت حذف الزاعیان است و بصنعت تناسب برگ تنبول زینت بخش هر دیوان

ای بعشقت رنگ من چون برگ تنبول اصفر است (زرد ۱۲)
جانسپاری کردنم در شوق تو بس خوشتر است

برگ باری خویشتن را سوختم در راه تو
همچو اوراق درختان بی تو کارم ابتر است

نی ببرگی بل بجونم درج مرجان گشته است
آن دهان غنچه آسا بیت که درج گوهر است

کی نهال بختم آرد بار و برگ وصل تو
بی تو ای برگ حیوتم بین دلم چون اخگر است

بس که خائیده فلک دندان بخون عاشقان
بین که اسنان (دندانها ۱۲) شفق در خون عشاق احمر است

چونکه میلان تو سوی برگ تنبول آمده
اختر آن را سوخته نوره نمودن در خور است

چون نمیرد در غم عشق تو ای گلبن امام
گو پی برگ گل روی تو (چغندر ۱۲) دایم غم خور است

ثمره دوازدهم در صنعت حذف السین است و بصنعت تناسب نظم و نثر مرغوب هر ذهین

بر ورق مه رخش بیت دو ابروی یار
حل شده آمده از قلم کردگار

نظم ثریا چو دید در ره هیتش چشم من
نثر چو پروین نمود خوش در آبدار

مثنوی لعل او شکر گوهر فشان
مصرعه هر لعل او گنج در بی شمار

خنده کند گر چو برق نظم رباعی یار
دیده گردون کند نثر (پراگنده کردن ۱۲) دموع (اشکها ۱۲) ابر دار

غزل غزل مے کنم بہر قدح مدح تو مدح جمال ترا شعر چو شعر آورد چند بماند آتام بے تو بیت فراق	فردمنم در جهان در روش این شعار قصد قصیده کند طبع صغار و کبار قطعه ز وصل خودش زود نما ای نگار

ثمرهٔ سیزدهم در صنعت حذف الشین است و بصنعت تناسب قلم و کتاب دلنشین است

بلوح ماه رخت دیده ات تحریر ز بینیت الف و نون ز ابروت جانا چو عین زلف رقم یافت بر بیاض رخت خط غبار که پیدا نمود عارض تو مصور همه عالم بخامهٔ ایجاد قلم ز مدح جمالت به عجز معترفست خط اسلسلت ای مه چو پای بند جهانست	بکلک صنع نمود است کاتب تقدیر نگر ز نون و قلم میکند عیان تفسیر بدین حروف ز خود کرد صانعت تعبیر هزار معنی عرفان همی کند تقریر چو تو بصفحهٔ عالم نکرد کس تصویر به بین که داشت دهان دوات از تحیر ازان سیاهی آمد چو خامه دان زنجیر

ثمرهٔ چهاردهم در صنعت حذف الصاد است لازال است و بصنعت تناسب ابر و باران نماید هوا ابر اشکال

دو چشم بے مه رویت بسان ابر گریان است سر شک از دیده زارم چو بس بارید طوفان شد نگر در موسم برشگال چشم ابر در بارش چو اشک خونی از چشم نشو تت گشت بحر خون بهنگامی که بشنوی خروش رعد در گردون	لب لعلت بحال من لسان برق خندان است هزاران کوه چون جودی بدین غرقاب طوفان است بعشقت میکند گریه همینداری که بارانست به بین کین نیلگون دریا ز عکس بحر مرجانست چو برق او سوخته بی تو ازان سوزش بافغانست

ز عین غین من جانا بهر عینها جاریست — بخاک کوی تو دایم سرم چون ز الغلطان است
درّ ز اشک می بارد بخاک راهت ای دلبر — نگر چشم اما می را که همچون ابر نیسان است

ثمره پانزدهم در صنعت حذف الضاد ترتیب یافته و بصنعت تناسب اربعه عناصر ترکیب

آبرویم خاک کویت باد ای گلنار فام — گرد راهت عنبر مشک است ما را در مشام
آتش هجرت دلم را کرد بریان چون کباب — آب چشمم بین که دارد همچو دریا التطام
اشک من در شوق خود بنگر که گشته آب جوی — هر طرف چون بادمی گردم به عشقت صبح و شام
آتش رخسار تو چون جا نموده در دلم — بین بآب دیده ام روی تو دارد ارتسام
بسکه اندر شعله عشق تو ای جان سوختم — خاک باد و آب را در من نیابی التیام
خاک کویت سرمه دارم در دو چشم اشکبار — از هوای آتشین لعل تو ام در اغتمام
باد پیمایی بخاک کوی تو بس کرده ام — بار ای اکنون همی نشین ای پاک عنصر با آرام

ثمره شانزدهم در صنعت حذف الطا است و بصنعت تناسب موالید ثلثه بانشو و نما

در موالید ثلثه کس چو تو نامد حسین — همچو سرو ناز در دوران نزاده کس حزین
نامداران را علوی هیچ فرزندی پدید — تو امانی در جمال و خوبیت ای مه جبین
امهات سفلی ای جان کس چو تو مه رخ نزاد — هیچ شکر با نبات لعل تو نامد قرین
گر جماد از لعل روح افزا تو شنود سخن — زنده همچو ناقه صالح برآید بر زمین
بسکه می سنگین دلا زارم بشوق ات ابروار — رسته هر جانب نباتات از سر شک من ببین
چون لب لعل تو آمد چشمه ماء الحیوة — زنده از آب دهانت در رحم گردد جنین

بی تو ای روح مجسم چون جمادم بی روان | بی نبات لعل خود پسند اماحی چنین

ثمره هفتدهم در صنعت حذف النقاط است و بصنعت تناسب تیر و کمان صاید مرغ طبع شعرا

تیر مژگان از کمان ابرویش لیل و نهار | سوی برجاس دل من می کشد جانا گذار
ناوکی از غمزه اش در سینه از بن نشست | شد بآماج دلم روزن چون منخل بیشمار
شست محکم انداز چشم او به تیر عشوه | بس قبقهای دل عشاق خود کرده فگار
بسکه پیکان نگاهش پی به پی در سینه شد | بین که از خون دلم قوس قزح شد آشکار
چون خدنگ غمزه اش دیدم بکش چشم او | ساختم دل را هدف از بهر تیر آن نگار
از نیزاع لعل بار او عطارد در فلک | همچو سوفاری ز حیرت وا دهان و شرمسار
سهم غم مرغ را برد چون چنگال باز | می کند از قبضه اش شاید که وصلش رستگار
حلقه قوس از فراقش گشت تیر قامتم | زان چو حلقه بر درش آرم بیک گوشه قرار
می کند ترکش آماجی گرچه از غم مبتلا است | سهم او از جعبه تقدیر آمد استوار

ثمره هژدهم در صنعت حذف العیان است و بجنس صنعت تناسب علم صرف منظور نظر هر حسین

صرف کردم نقد جان و دل بره است ای سمن | گشت چشم مصدر چون بی خطا ای سیم تن
ز انضمام ظلمت این مجهول بس مشهور شد | حاضر و غایب همه واقف شدند از حال من
گرچه دل مکسور دارم ساکنم در کوی تو | فتح باب وصل تو خواهم ز رب ذو المنن
گنج محنت کی بمیزان زبان سنجد کسی | بیخ گنج حسن چون داری بیک چاه ذقن
بی تو بیمارم بو سلم کن صحیح ای بی مثال | بی دوا لی کشافیه وصل تو دارم بس محن

در زمان ماضی و هم حال کسی چون تو ندید
که باستقبال بیند کس چو تو ای گلبدن

چون مرا حرم آستان تست گاهی امر کن (جایگاه بلند ۱۲)
تا که پی حفظ رقیبان شبنم آنجا یک زمن

چونکه ان سنگین دلت از مهربانی اجوف است (میان تهی)
وای کین ناقص دلم خواهد از تو لطفی لطن

مثبت اندر راه جان بازی بد ور تو امام
گر منفی مے کنی پس زامتحانش تیغ زن

ثمرۀ نوزدهم در صنعت حذف الغین معجمه است و بصنعت تناسب علم نحو مصباح عقل هر هوشیار

آن کلمه کز لبت آمده در گوش ما
هیچ کلامی چو او نیست بما جان فزا

لفظ فصیح از لبت دال بمعنی روح
حرف لب لعل تو دار دلم را دوا

اسم تو از ابتدا رفع بخوبی شده
جور مکن کین خبر رفع شود جابجا

نصب تمیز ار کنی فعل تو جز ظلم نیست (جدا کردن ۱۲)
منک مضاف توام حسن سکم و بلا (نسبت کرده شده ۱۲) (کشیدن ۱۲)

حال دل خویش را از تو چه معرب کنم (بیان کرده شده ۱۲)
مبتی تصدیق دار قول صحیح مرا

درد تو نا منصرف آمده اندر دلم (غیر انصراف یعنی صرف نمی شود ۱۲)
منصرفش می کند وصل تو ای دلربا

وصف جمال ترا عدل بهیچون کنم (برابر کردن ۱۲)
معرفت حسن تو نشئه کند زین ثنا

نحو مس از هیچ جمع نیست به هم مظهر وے
زود تو موصول شو تا که رود این عنا

گر تو اشارت کنی با تو بگوید ا مام (خبر ۱۲)
درد ضمیر فگار تا چه کشیده جفا

ثمرۀ بستم در صنعت حذف الفا مقرر است و بصنعت تناسب علم منطق متصلو

تصور مه رویت بدل چو گشت عیان
نمود از دل من نقش خاص و عام نشان

چو عرض حال نمایم همی کنی تصدیق
بخاطرت بچه نوع آورم ز صدق نشان

کسی که از تو بعید و چه جنس غم که ندید
قریب از تو چه داند که جهل او زین شان

تو داخلی بدلم گرچه خارج جسم از کوت
مساوی است مرا قرب و بعدت اید (؟) جان

کدام غم که ندارم ز کلی و جستروی
ملازم است دلم را هزار جور زمان

ز منطق تو بهر کل و جزو روح رسد
حقیقةً نه مجازاً بر آید از زبان

چه موجب است که شهره شدی بسلب کرم
چه رسم هست که بیحد کنی ستم بجهان

سرم برای سجود تو بر تنم محمول
پی ثنای تو موضوع شد زبان بدهان

قیاس حال امامی ز رنگ و شکل کن
که در قضیهٔ عشقت رخش شده برهان

ثمره بست و یکم در صنعت حذف القاف هویدا شت بصنعت تناسب علم فقه وقایه مسایل فقها

ز خاک کوی تو کردم طهارت ای رعنا
کتا جائز بود سجده بسوی گلرخت ما را

نمودمم در تیمم مسیح از خاک درت بر سر
بلی در دین جانبازان برین حکم آمده فتوی

وضوی من روا نبود بجز ز آب سرشک جان
ازان دو چشمهٔ جاری ز چشم من شده پیدا

همیشه صایمم جانان من از نظارهٔ خوبان
پی افطار این روزه لب لعل تو هست احی

توای سیمین بدن هستی نصاب حسن را مالک
زکوة آن باین مسکین رخ زیبا رخود بنما

طواف کعبهٔ کویت مرا هر روز فرض آمد
بحجاج چنین کعبه همین دان مذهب لی

بدزدی سوی تو دیدن به کیشم محتسب آمد
چرا مفتی حسن تو بخونم میدهد فتیا

مرا در دعوی جنت به پیش حاکم حسنت
دو شاهد اشک و رنگم بس پی اثبات این دعوی

بهای یک نگه خواهد رخت جان امامی را
بصد جا فتحین فاحش وان نگاه خود بر دانا

ثمره بست و دوم در صنعت حذف الکاف آشکار او بصنعت تناسب علم اصول فقه فقائیه فسدا

در اصول شرع عشاق آمده خطت تمام — مصحف خوبی پے اثبات حسنت در امام

سنت چشم تو دایم جان ستانی آمده — زلف و خالت ہمبرین اجماع دارد در دوام

صورت و روش در راه

در قیاس ہیچ شخص جان نماند در بدن — نظم دندان تو چون ظاہر شود بر خاص و عام

چند سازم حال خود را بر تو نص اے دلربا — خود مفسر آمده حالم ز روے زرد فام

آشکارا کردن را

بس خفی میداشتم عشق ترا اندر ضمیر — مجملا آب دو چشم شد مبین زانجام

جملہ کردہ شدہ

تو نہ پرسیدی حقیقت راز من روزے بلطف — از چہ پس افتاده ماندم در مجارت صبح و شام

با تو میسازم صریح احوال خود از رخصتت — تا تو از من باہمی بنشسته خوابم حرام

پیوستہ

بر دل سوزند دود آہم استدلال بس — از تو سوے خود اشارت بشمارم ز اغتنام

غنیمت دانستن

واجب و فرض عزیمت سوے امر و نہی تست — مستحب و سنت آمد سجده سویت از امام

ثمره بست سیوم بصنعت حذف الالف و اللام رو نما و بصنعت تناسب علم فرائض از فطانت سہم رب

شد فروض می مقدر بے رخ تو درد و غم — مستحق این سہم بودم قدر ضینا زین رقم

حصہ

از پے تکفین این مرده تنم خاک رہ ست — می کنم تبذیر با تقتیر بر خود اے صنم

تا بکی محجوب میداری ز چشم خویش را — بعد ازین محروم از رویت مدار ای خوش شیم

بس روش از سنگ ہجرت گر سر دارد نصیب — در تباین چند کوشی کن توافق از کرم

مخالفت — موافقت

ہیچ فردی از فریقے نیست چون من دردناک — زان تعصیب چشم من خون پاشی آمد چون بقم

خارج از تقسیم شفقت کرده ما را چنان — گو ہر نطفت سہام غیر و سہم من بکم

گر بگویش می نہی پا می کند روت چو خند — قسمت تو اے امام ارید و فطرت شد نقم

ثمره بست و چهارم در صنعت حذف المیم است و بصنعت تناسب علم معنی و بیان فصاحت و بلاغت عظیم

هر فصیح از وصف حسن تو شده کلّ اللسان
هر بلیغی کے تو اندازی نذار تو بیان

دوری تنافر چند کوشی از غرابت اے غزال
این خلاف است از قیاس لفظهای جان جهان

(از یکدیگر تحقیقی تمیز رون و بمعنی نفرت ۱۲)

ضعف تالیف تو بے تعقید هر جا ظاهر است
کثرت و تکرار تجر تو زیاران شد عیان

(بفتن و کثره گاور ابن اثر)

چون ز کس تعبیهٔ حال خود کند این دردناک
از تقاضائے عقل نبود کشف حال و راز جان

چون کند از فصلت این بزم وصل انبساط سخن
زانکه در اطناب هجرت و ایجاز تو در زیان

زابتدائے هجر تو دارد طلب قصر فراق
از تو انکار اقتضائے حال نبود ای روان

نیست شبه وجه تو خورشید و بدر اندر فلک
نیز تشبیهی ندارد از رخت تو رجستان

استعاره از رخت باید کند در حسن حور
تا که از روے کنایت وصف او گوید زبان

چون که ز تحسین آن حسن بدیعت ای نحیف
زانکه سجع و صنعت او زرصیع نشود زانس و جان

(ابراهیم [illegible])

ثمرهٔ بست و پنجم در صنعت حذف النون و بصنعت تناسب علم کلام رسوخ افزای عقائد اهل فنون

آرزو دارم که گاهے با تو باشم هم کلام
تا ز تو شرح عقاید گویم از خود با التمام

پیش اهل حق چو اشیا را حقیقت ثابت است
پس چرا پیش تو آمد بے حقیقت خاص و عام

گر تو سیداری حواس سالم اسباب علم
حال ما از روے زر دم درک فرما ای همام

ما حواس خمسهٔ خود در فدایت کرده ایم
پس بود سلم جمال و خوبیت ما را مدام

شمع ما صوت تو خواهد لمس روے تو بصر
شم ما روح تو جوید ذوق قسم زاسمت طعام

(سودن ۱۲)

خالق افعال مردم کی دهد وصلت مرا
هجر تو مشکل عذاب القبر دارم در دوام

وصل تو دار السلام و فصل تو نار جحیم
کی خلود دوزخ آید مسلمی را در کلام

(بهشت ۱۲) (جاوید ماندن ۱۲)

گرچه وعده با وعید آری بحال خسته ام
هست معراج اما آمی سوی کویت صبح و شام

ثمرهٔ بست و ششم در صنعت حذف الواو آشکار است و بصنعت تناسب مناظره و دلیل مذاکرهٔ علماء

زمن مناظره کرد آن نگار بی تقریب / که بر قضیهٔ عشقم دلیل کن ترتیب

مجادله ز تنازع برای الزامم / زبس مکابره کرد آن غزال من تعقیب

سرشک دیدهٔ من گان دلیل عقلی است / بیک نگاه غضب منع کرد تجنیب

دلیل نقلی حال گذشتهٔ ما را / بنفی صحبت نسبت همیکند تکذیب

هزار مبحث در دو جگر بیان کردم / نداد هیچ ز صد قسم نتیجه تغلیب

بی معارضه قایم کند دلیل خلاف / بنقض حجت من میکند مر التعذیب

اگرچه رنگ ز خم کرد مطلع تفسیر / طریق بحث اما می چسان کند تهذیب

ثمرهٔ بست و هفتم در صنعت حذف الها نمودار است و بصنعت تناسب علم حساب مالیه اختصار فضل بشمار

ثنا ز حسن تو آمد فزون ز حصر و حساب / غمم مضاعف از آن کی آورم بکتاب

کدام دل کی نکردی به تیغ غم تنصیف / کدام جمع که احصا نکرد از تو عتاب

مرا ز خویش تو تفریق میکنی صد بار / بضرب تیغ خلاصم نما ز درد و عذاب

بدور حسن تو چون قسمتم الم آمد / چه سود گر کنم از بس کسور چشم پر آب

تباین تو عیان و توافق تو عدم / از آن ز آتش بعدت دلم شمر چو کباب

تو واحدی بجمال ای نگار من بدو کون / چو تو بسبع اقالیم گو تیغ حجاب

به پنج وقت دعائی تو گشت ورد امام / بیکدمی تو نکردی از و بلطف خطاب

ثمرهٔ بست و هشتم در صنعت حذف اللام است و بصنعت علم هیئت عقل فزا

خطوط نقطه دیده ز شوق حسن نگار — چه مستقیم کشیدم بسوی سطح عذار
تمام عالم جسمی که یک کره آمد — نزد چه گوی بچوگان زلف مه رخسار
قدم ز درد فراقت چنان معوج شد — که مستدیر نماید بدیدهٔ نظار
دو قوس گشت تیغت تن معوج من — ز تار زلف سیاهت بر و بنه اوتار
چو منفرج ز نگاهت بزاویه خویشم — ببین هیئت جسمم کنون سر در هزار
چو تو بروی زمینی بگرداند چرخ — بشوق مهر رخ تو همیشه دوار
چو مشتری نگاه تو گشت چرخ کبود — نجوم چرخ ثوابت شمار چون دینار
چو خط آه من آرد عروج سوی فلک — کند تقاطع مری ز خط نصف نهار
بخاک کوی تو دارد تمام مرکز خود — مهار ز روی کرم (دیده شده) سیر کن بدیدهٔ زار

جمیع [illegible]

ثمرهٔ بیست و نهم در صنعت حذف الهمزه است و بصنعت تناسب علم قافیه هویدا محبوب شعرا ۱۲

تا نمودی در دلم تاسیس عشق خود پدید — در ضمیر نایرم درد تو پیدا شد مرید
خواهشی دارم که در مجلست باشم دخیل — چند میداری خروج من ز کوی خود حمید
چون سرشکم پی تو دارد روف مطلق بر زمین — هر طرف داده روی چشم من بهر حدید
دل بقید زلف خود کردی مقید مرحبا — وصل فرما بس ز تو مانده ردیف تو بعید
رس عشق تو مرا کرد ز خاک کوت عذو — می کند توجیه حال من سرشک پی مدید
بهر گشت تو بدل تجری نمودم هر طرف — زانکه در ملک دلم حکم نفاذ تو رسید
سکے بدل احال شود ار از رویت مشبع — شایگان چون گنج نسبت یافته چشم عمید

ثمرهٔ سی ام متضمن صنعت حذف الیا و بصنعت تناسب علم عروض بنام آن اعظم شعر باسم نواب داود خان

شهادم در عروض دل ز دهر فاصله صد غم
وصالش تا شود حاصل نمودم بس سبب مجموع
اگر آن ماه وافر حسن از زجر قسم بردن آید
مسیحر خون غم قایم بعشق نظم دندانش
دلم از سوز عشق او مضارع گشت از اخگر
از او چشم بدل بارد بدل از درد هجر او
وفور جور تو مجنون بقتلم گردد امانت
دل من مقتضب گشت از حسام غمزه ات جانا
خرابم کرد چون محنت نمود او درگمت هجرم
اگرچه از تو مقصورم تقارب آرزو دارم
نه در قصه مسدس کس چو تو چشم تدارک کرد

زآب اشک سوز و غم روان شد بحر در عالم
که وصل او برون آرد و بد کاندر دلستان هم
بوصف او بهیچ آرم برون از صد هزاران غم
عجب کامل قمر کاید بشوقش پشت گردون خم
سرشک من مشاکل شد ز حوض کوثر و زمزم
نگردد منشرح هر سوز اشکم نهر بارم
مدال از لطف کن دامان بحال عاشق ابکم
مسبع کن ز سهم چشم کان باشد مرا مرهم
بگو تا چند مکعوف از درت مانم ز غم منضم
کنون بپسند مقبوضم بدست درد و غم هردم
ز زلف ابترت دارد بپای جان امام ادهم

نموده نظم در تجمیع الحروف و تناسب و بصنعت معما عقده کشا موشح باسم حمید خان

حدوث عشق چون دل کرد تحصیل
مرادف لب تو در دل بس بلاهاست
یکم دیده چو کردم بر تو تلمیح
دلم با تو ز غم ترکیب دارد
ترا از من نمود اسقاط و تخلیص
الم دارد ز من تنصیص و تخصیص

ز فیم داده دارد اعراض تکمیل
ز وصل این امر صعیم کن تو تسهیل
در رکن انتقاد از بهر تکمیل
دمی کن درد دلم از لطف تحلیل
جنون هر عقل ظاهر کرده تذییل
ز راحت کن بوصل خویش تبدیل

نگر دردی که در قلب امام است	باسلوب رقم ناید بتفصیل

شعبهٔ دوم بهشت ثمر مشتمل آمده و هر ثمرش برنگی دیگر ثمرهٔ اول در صنعت اقتباس[۵۱]

انما الاعمال بالنیات گفته مصطفی	زان نمودم در رهت از صدق نیت جان فدا
مومن آن باشد که اخ را دوست دارد همچو خود	هر کسی زان چو خود خواهم بعشقت مبتلا
صوم چون جنة من النار آمده اندر خبر	از نگاه غیر تو صوم است زان چشم مرا
چون وضوی بر وضو نور علی نور آمده	از سرشک خود وضوها میکنم صبح و مسا
شطر ایمان چون طهور آمد بقول مصطفی	زان تیمم میکنم در در گهت از خاک پا
چون صلوة آمد عماد الدین و ترکش هدم دین	از صلوة العشق سویت سجدها کردم ادا
چون تصدق میکنم رد بلا از روی شرع	زان ابا می شد تصدق بر تو از روی وفا

قال علیه السلام لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه ۱۲

قال علیه السلام الصوم جنة من النار ۱۲

قال علیه السلام الوضوء علی الوضوء نور علی نور

قال علیه السلام الصلوة عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین ۱۲

قال علیه السلام الصدقة ترد البلاء ۱۲

ثمرهٔ دوم در صنعت تلمیح[۵۲]

همچو مجنون باسگ کویت تملق میکنم	حلقهٔ زنجیر زلفت را تطوق میکنم
در قصص چون احسن آمد قصهٔ یوسف ازان	بر رخت ای یوسف ثانی تعشق میکنم

[۵۱] مفهوم لغوی اقتباس روشنی گرفتن است از آتش وغیر آن ونزد اهل بلاغت عبارت از انست که شاعری یا منشی چیزی از قرآن یا حدیث یا از مسئله دران درج کند بهمان عبارت یا بمفهوم آن یا بعض بهمان عبارت وبعض بمفهوم ومفهوم ترکیب قرآن یا حدیث بر وصف قرآنی وحدیث معتبر نباشد ۱۲ [۵۲] مفهوم لغوی تلمیح بچشم از دور نمودن است و باصطلاح عبارت از انست که متکلم از شاعری یا منشی درکلام اشاره نماید بکلمه یا آیة قرآن یا بحدیثی یا بمثل یا بمثلی از علمی یا بقصه یا بعین که اشتهار داشته باشد ودرین غزل بهفت قصه در هر بیتی بقصه تلمیح فرعی گشته ۱۲

تا رخ زیبای تو مانند عذرا دیده ام — همچو وامق در رهٔ عشقت تطرق میکنم
تا تو از چشم شدی غایب من از بی طاقتی — چون زلیخا دیده خود را تصدق میکنم
چون لب شیرین تو آمد مرا اندر نظر — همچو فرهاد ارکه غمها معلق می کنم
چون نی از شوق دهن نهر توکردم بس سفر — چون گریبان از غمت سینه تحرق میکنم
آن امامم کز سرشک آورده ام طوفان نوح — بس که دریاد تو گریه از تشوق می کنم

ثمرهٔ سیوم در صنعت تضمین[۵۱]

براه عشق جز مستی نباشد رهبر دلها — الا یا ایها الساقی ادرکاسا و ناولها
ازان فرهاد بیچاره بسر زد تیشهٔ آخر — که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
بیا از راه چشم من بقصر دل نما منزل — که سالک بیخبر نبود از راه و رسم منزلها
بوصلت کی شود سیر مرا جانا چو ساعتها — جرس فریاد میدارد که بربندند محملها
بدریای غم عشقت شکسته کشتی وصلم — کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها
بعشق تو مرا بدنام کردند اشک و رنگ من — نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها
امامی جان بده آن دم که بینی آن رخ رعنا — متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

ثمرهٔ چهارم در صنعت تجنیس[۵۲] تام

[۵۱] مفهوم لغوی اندر دن در آوردن چیز یست و باصطلاح اهل صنایع عبارت ازانست که شاعری بیتی یا مصرعی از غیر حق نظم خود درج کند برد جهیکه متضمن مشتمل باشد بر لطیفه و دقیقه که در متضمن نباشد و تضمین بیتی یا اکثر را استعانت گفته اند و تضمین مصرعی یا اقل را ابداع و نوامند ۱۲ [۵۲] معنی لغوی تجنیس مانند یکدیگر گردانیدنست و در اصطلاح آنست که ناظم یا منشی دو لفظ را در کلام خود درج نماید که آن دو لفظ متحد باشند با میان ایشان مناسبتی و مشابهتی باشد (دیکهو صفحه ۲۴ -

از غم عین رخت رنگم شده مانند عین / از دو عینم بر زمین بنگر که جاری گشته عین
در دو چشم من نخواهد درد جز مهر رخت / زانکه عین از عین چشم بی رخ تو گشت عین
بار غم تا کی کشم یکبار روی خود نما / ره تی شد تا که عین با و پیداست بین
حصه ام من از جبینه تقدیر سهم چشم تست / نخل نیکو نامی ام نامی شده از عشقت عین
در درت ره یافتم امروز بعد از سالها / عین من با دا فدای درگهت ای نور عین
همچو بادم گرد کویت با دسیر صبح و شام / خاک کوی دار تو دارم برای خویش زین
شد روانش تا روان گشتی تو از پیش امام / انس و جان داد ند جان در شوق حسن چون تو عین

ثمره پنجم در صنعت تجنیس ناقص[۱]

ای ز خلقت خلق عالم فیض یاب / پس چرا خواهی جنابم از جناب
بسکه در در شوق تو کردم نثار / از جنابت در سر شکم چون حباب
جود جود و صیل شو بر عاشقان / جرم جرمم فضل کی باشد صواب
چون بقدم درگهت دارم قدم / زانکه حجابت استاده بر حجاب
شکر کان لعل شکر افشان تو / قدر قدر عشق ما را داد تاب
دل ز بس عود غمت چون عود سوخت / بعد بعدت دیده ام شد چون سحاب

بقیه حاشیه صفحه ۲۳ - در لفظ یا در خط و معنی ایشان مختلف باشند و مراد از لفظین در تعریف تجنیس اعم از انست که مفرد باشد یا مرکب و یا احدهما مفرد باشد و دیگر مرکب و خلاف معنی در جمیع انواع تجنیس شرط است مگر در تجنیس خطی و اقسام مشهوره تجنیس هفت است تام و ناقص و زاید و مرکب و مضارع و لاحق و خطی و بعضی از فصحا دو قسم دیگر اثبات کردند تجنیس مزدوج و تجنیس بالاشاره بنده از اقسام مذکوره چند تا که مطبوع طبع آید اختیار کرده و تجنیس تام ایراد لفظ واحد است بدو معنی ۱۲ [۱] عبارت آنست که دو لفظ در حروف و ترتیب آن متفق باشند و در بعضی از حرکات و سکنات مخالف ۱۲

تو عبد داری ز عبد خویشتن	در آنام تو نام آمد کباب

ثمره ششم در صنعت تجنیس مرکب[۱]

دلدار بیار یار دلدار	سردار بخاک پای سردار
بی دارو سلامان بصحرا	دریا درخشش مدام بیدار
هشیار تو هیچکه نباشد	در عشق چو شد دل تو هشیار
گلزار شود بی نگاهش	گر سیر کنند می بگلزار
بیم آدو ببین بروی زردم	گز یک نگهم سوی تو بیمار
بار آرد غمزه بهر صیدم	سپند مرا تو خوار بازار
بی راز که هیشود رفیقش	گرد دار ز آنام راز بی راز

ثمره هفتم در صنعت اشتقاق[۲]

چون خمیر چشم مخمورت زخمر است ای نگار	در خمر ظاهر خمار چشم تو دارد خمار
همچو مجنون در جنون انداخت و جان از بیخودی	تا وزیده روح راح روح بخشت در دیار

۱ عبارت از انست که میان دو لفظ تجنیس تام یا تجنیس ناقص باشد واحد یا مرکب بود از دو کلمه و دیگری مفرد و درینجا بنده رعایت تجنیس تام کرده ۱۲ ۲ مفهوم لغوی از یکدیگر شگافتن است و در اصطلاح آنست که در کلام دو کلمه یا بیشتر مذکور گردد که میان ایشان موافقتی در لفظ و معنی یافته شود و اگر دو کلمه مذکور کردند که در مجموع حروف ایشان یا بیشتر موافقت باشد و در میان معنی مطلق موافقت نباشد اشتقاق گویند درینجا محل هر دو مرعی گشته ۱۲

اذره منت مرا ممنون نمودی از لبت	شکر کز لعلت شکر بر شاکران شد آشکار
چون بشهر تو برسوائی شدم شهره مرا	اندرین دار فنا و در از دیار خود مدار
منت در بازی ربودی نقد روح و راحتم	ای قمر دی مقامر چند بازی این قمار
پیش وجه تو وجوه ورد بس کردم بیان	هیچ یک منظور انظار نشد ای مه عذار
تا تمام نظم دندان ترا منظوم دید	بس ذر منثور اشکش شد براه تو نثار (پراگنده ۱۲)

ثمره هشتم در صنعت قلب مجنح [۱ه]

رتبه من سرو قدت را داده مه رو بتو بر	رخ مرا بنما و جان من نیک غمزه بخر
رف باد عارضت پی نور سازد مهر را	مهر و مه از پرتو نور رخت دارند شکر
رتبه منزروهم چیکه بند انگردی ای صنم	گرچه از روزی ازل کردم قدا بر تو سر
یک به تن گشته چون تار طنبور ای نگار	از امید آنکه برچنگت کشی گاهی کمر
زر بعشقت گرچه در دل بس نهفتم ای سمن	آشکارا کرد راز من رخ زرد چو زر
رشک آب چشم دارم از غم تو روز و شب	بس که در عشقت کشیدم از رقیبان تو شر
روا مامی را گو بیت چند سازی مه رخا	از خدا می ترس گاهی ره بده وی را بدر

ثمره نهم در صنعت قطع الحروف [۱۹]

[۱ه] مفهوم لغوی قلب را گردانیدن است و در عرف عبارت از انست که کلمه یا کلامی مذکور گردد که بمجرد اعتباری و تغیری که در وی [illegible] شود بتبدیع و ترتیب حروف بعینه همان کلمه یا کلام گردد یا کلمه یا کلامی دیگر شود اگر معکوس گردد بعینه همان کلمه یا کلام شود حروف مستدرا درین [illegible] کلمه یا کلامی بی دردای صنعت [illegible] آنرا اسلوب گویند این صنعت که چهار قسم باشد قلب مستوی و قلب کل و قلب بعض و قلب مجنح تمام ازانست که لفظ در اول مصرع و در قلب شود [illegible] ان مصرع ابیات ایراد نموده شود ۱۲ [۱۹] صنعت قطع الحروف کلامی را گویند که حروف او منفصل باشد ۱۲

درد در دل دارم ای داروی دردم ده دوا   زاز روی داروت آن ده درد دل دارم روا
زار و دُر را آرزو داری اسے روح روان   ده روز رو رروی زار و زرد آه دردم روا
آزر اے آل آدم دور داری از درون   آزارم را آرزو داری آزان ره درد را
آزادان دزد آن زرروان دار دل   راه دادن دزد را درد دارد ورا ردرک ما
داورے دار دل ار آرزو داری ز تو   دع ورائے رب دور و ذات او آی ادا

ثمرهٔ دهم در صنعت وصل الحرفین[۵۱]

چو جوئے خاطر من که مه سا   نه ماند غم به من با تو رجا
که گوید با تو حالم پے تو چونم   تو یک ساعت سر من نه بر پا
تو گوئی پی تو من نا خویش چونم   چه جویم بی تو من جانا تو فرما
چو گویم که که پامی نه تو بر سر   تو میگوئی چه حاجت با که لا لا
سر شک من پی تو شد چو جوئے   ترحم کن تو که بر من کل سا

ثمرهٔ یازدهم در صنعت اتصال الحروف[۵۲]

بعشق تو تنم مو شد بیا جانا نظر فرما   نشانه جست و جوی کن که نایابی تو شخص ما
عشایم گر تو میجوئی بزلف خویش میجو   بجز یا گل نے یا بدکسی بلبل بهر یک جا
بچشم عشقم شد ظاهر شکم پے مه صنعت   بحر خویش غرقابم بیا یک ساعتم بنما

۵۱ صنعت وصل الحرفین کلامی را گویند که شاعر یا منشی کلامی آرد که در نوشتن آن در میان دو حرف وصل شود ۱۲

۵۲ صنعت اتصال الحروف عبارت از انست که ناظمی یا منشی کلامی آرد که حروف آن پیوسته نویسند خواه دو حرف باشند خواه سه حرف یا زیاده ۲

چو چشمت تیر مژگانت کشاید جان ما عاشق	بگوید عاشق خسته که صد تیر چنین بکشا
فغانم تا فلک پران پاچوسی بگر ستم بی تو	بلطف خویشتن بکشا بما گاهی لب گویا
شکستم سحر شاها که طبیعت جنگ با شما	پی هر صید میکوشی به جانا حالت گرما
چه بس کردم بعشق تو لب برقم گر کنی خانه	بمانم سالها ساکن بشوقت موسم سرما

ثمرهٔ دوازدهم در صنعت اجتماع قطع الحروف اتصال الحروف[۱۵]

رخ او زد او رونق ر دل را	که سوزش چشم من میدید بکجا
روا است ور دو دل دایم رخ او	نگو گاهی تو خود خویش بنما
ز رو او ز رو درد ارم ارزان	بو جمع جمع بینا هر ایک مهیا
ز رو است ز ره است در آرام	هشتم شد بقید بس بلا ها
روان ور رخ دارم در ره او	مگر تا شاید ببیند جانب ما

ثمرهٔ سیزدهم در صنعت غیر منقوط[۱۶]

دل ما را الم داده دل آرام	حمام روح ما را کرده در دام
اگر ... مرا آگاه گردد	دهد ار مراد او ... اکرام
که گرد عالم احوال صدرم	که ... کرد آهو آورد رام
سرم دار ... سود دلدار	وصال او مراد دل دهد کام

۱۵ این صنعت عبارتست از آنکه شاعر شعری ایراد نماید که یک مصرع بصنعت قطع الحروف باشد و مصرع دوم بصنعت اتصال الحروف ۱۶ صنعت غیر منقوط عبارت از انست که متکلم کلامی ایراد نماید که تمامی حروف آن منقوط نبود ۔

دل ما را مسلسل کرد کاکل
آنا هم ارا و مرا در کو دہد راہ

سرم را داد ماہم درد و آلام
مرا دل دہد ما را دلارام

ثمرۀ چہاردہم در صنعت منقوط[۵۱]

بہ پیشش جنبش ببین پیشش تجنیب
زفیضت بخشش نشینی بہ پیشش
ببین پنیش نقشش تبغی بتن
بجبین جبین بجیب شفیق
بہ تیزی چہ بینی بہ نقش تنش

بہ زیب تنش نیز بین نقش تیتیب
بتنقیش شفقت نشین نی بنقشیب
ببجنبش ببین تیز پیش جفت تنقیب
ببین نقش ز زینت بتشغیب
ز جیبش غضب پیش بینی تجنیب

ثمرۀ پانزدہم در صنعت رقطا[۵۲]

جان من آن رخ زبا یہ با یدان
می ستاند شوق آن از من کنون
افعی آن مشک بو زلف خفاف
من کیم شرق و غرب ای سیم بر
مثل بلبل جای انگ باغ من

منطق آن سیم بر جوید زمن
عقل قلب من ازان جبر قرن
می ستاند جان ازان خشد شکن
بستہ شدم چون من ازان مشک ختن
سیکند شاید قدرت سیر حسین

۵۱ این صنعت عبارت ازانست کہ متکلم کلامی ایراد نماید کہ تمامی حروف آن منقوط باشد ۱۲
۵۲ عبارت از کلامیست کہ از حروف کلمات او یکے منقوط بود و یکے بلا نقطہ ۱۲

ثمرهٔ شانزدهم در صنعت خیفا[۵۱]

زتفتیش روحم بتیغش ہمام	غضب کردتن داوپیش حمام
بجشش دراآمد پی دل برین	مرازینش داد تغضیض عام
بشش سوز شفقت مراپیش کرد	بتن حاسد زشت رابین صدام
شب کامل زینت سہ ستنے	مراپیش آمد بتد فیف دائم
بشب سہ ببیت آمده زیب ده	جبین دلارام پیش امام

ثمرهٔ ہفدہم در صنعت ترصیع[۵۲]

ای جہان راثنای روے توکار	وی زمانرا جفای خوے توکار
خواب من شد بروبیت اے دلدار	تاب تن شد بموبیت اے گلنار
درحشایم رسید درد هزار	سرپایم کشید برد نگار

۵۱ دراصل لغت اسپی را گویند که یک چشم او سیاه بود دیگے کبود ودرین عرف عبارت ازانست که متکلم کلامی ایراد نماید که از کلمات آن حروف یک کلمہ منقوط باشد دیگی غیر منقوط بترتیب تا آخر ۱۲

۵۲ مفہوم لغوی بترتیب نشاندن جواہراست ودرین اصطلاح عبارت ازانست که مجموع یا اکثر الفاظ مذکوره احد القرینتین یا اخر المصرعین مثل الفاظ ماتقابل باشند دروزن وقافیہ ومراد وزن اینجا موافقت عدد حروف متحرکه وساکنه است خواه که موافقت درجمیع حرکات باشد چنانچه کثیر وحقیر یا نباشد چنانچه سردار وبسیار وہشیار ومراد بمافقۃ قافیہ موافقت حروف وحرکتے چنداست از آخر کلمہ که درآخر شعر باشد آنرا قافیہ گویند وکلامے که مشتمل برین صنعت باشد آنرا مرصع گویند ۱۲

کس بدورت ندید وصل و قرار	بس بجورت رسید فصل و قرار
بی وصالت قلم نگر خون زار	بی جمالت کلم شمر خونخوار

ثمره هیزدهم در صنعت طباق ایجابی[۱]

بر رخ نزدم سینک سرخ فام	میکند تفسیر درد از خاص و عام
وصل فرما تکی ببینم زفصل	دیده گریان سینه بریان صبح و شام
روز و شب جز غم ندارم بی جهت	در خلا و در ملا جانا مدام
در زمین و آسمان رسوا شدم	بی تو از من شد سراپا ننگ و نام
آرزویم نیست او دنیا و دین	جز وصالت در میان ماه و عام
جان و تن در راه تو کردم فدا	تو نگشتی ای رسنده گام رام
باد آهم خاک جسم من ربود	آتش عشق آبرو بر داد ما مام

ثمره نوزدهم در صنعت طباق سلبی بطرز نفی فعل و اثبات

له صنعت مطابقت و این را طباق و تضاد و تطبیق و تکافو نیز گفته اند و این صنعت عبارت از آنست که در کلام جمع نموده شود میان دو لفظ مفرد یا مرکب معنی ایشان متضاد باشند یعنی بینهما تقابل و منافات فی الجمله باشد خواه تقابل حقیقی خواه اعتباری و این صنعت در کلام عرب بر دو نوع است طباق ایجابی و طباق سلبی قسم اول آنست که در هیچ یک ازان دو لفظ ادات سلب نباشد قسم دوم یعنی طباق سلبی ذات که دو فعل مشتق از مصدر واحد باشند احدهما مثبت باشد دیگری منفی یا احدهما امر باشد و دیگر نهی و علی هذا القیاس و فارسی اعتباری توان کرد ۱۲

هیچ چشمی همچو چشم بی تو زاری هست نیست
هیچ شخصی چون تنم بی تو نزاری هست نیست

بهر قتل عاشقان چشمت چو تیغت نیست هست
چون لب لعل تو گویا هیچ یاری هست نیست

عاشقان گریان و نالان همچو من کس نیست هست
دلبر خندان نازان چون تو یاری هست نیست

هر مکانت همچو جنت ای دلارا نیست هست
چون دلم بهر سکونت هیچ داری هست نیست

مرغ جان عاشقان بهر تو صیدی نیست هست
چشم صیاد ترا چون من شکاری هست نیست

هر کسی اندر دو غمت چون من پریشان نیست هست
هیچکس چون من بعشقت بیقراری هست نیست

جان بتو دادن اما می را تمنا نیست هست
غیر قتل عاشقانت هیچکاری هست نیست

ثمره بستم در صنعت طباق سلبی بطرز امر و نهی

مدح کسی بکن بکن وصف جمال یار من
دل بکسی مده بده در غم آن نگار من

شهد و شکر مخور بخور خون جگر بعشق او
روی قمر مبین ببین چهره گلعذار من

زلف سیه مکش بکش پرده زماه روی خود
روح کسی مبر ببر جان دل فگار من

حرف زکس مگو بگو یک دو سخن بگوش من
تر وکسے مرو برو ماه رخا بدار من

تیر بزه منه بنه بهر شکار جان من
تیغ بکس مزن بزن بر بدن نزار من

دل به تنم مجو بجو در خم زلف خویشتن
پیش کسی میا بیا در دل بیقرار من

عنبر و گل مبو ببو کاکل خود اماموار
دور ز من مرو برو پیش دو چشم زار من

ثمره بست و یکم در صنعت تردید[1]

[1] صنعت تردید عبارت است از آنکه متکلم کلمه را در مصرعه یا فقره متعلق گرداند بمعنی بعد از ان همان کلمه را متصل کلمه اول ذکر نموده متعلق گرداند یا بعد آن بمعنی آخر ۱۲

زلف تو مشکناب و رخ تو قمر قمر	تا ید به پیش روی تو اندر نظر نظر
بر بهر چه میکنم نگرم مه رخت رخت	مهرے که هست لعل تو دردے شکر شکر
شیرین از و ندیده کسی در دهان دهان	داری ز ذره کمتر و درج درر درر
روشن ترا در آری شفق فلک فلک	در پیش در که تو ندارد قدر قدر
دارد کسی که داده بعشقت روان روان	کردم پی نثار تو از تن بدر بدر
مارا زکوے خویش نگه یک زمان زمان	سوے عدم ز آه من آرد سفر سفر
کرده بسوے یار اما آمی دلم دلم	شاید دهد شتاب به این بیخبر خبر

ثمره بست و دوم در صنعت عکس [له]

در چمن پیش من بلبل نیامد آن سمن	آن سمن را عار می آید که آید در چمن
یک زمن بر من نرفته بی فغان از هجر او	هجر او کس را ندارد بی فغان در یک زمن
کوه کن بد جانفشان از عشق شیرین در جهان	در جهان شیرین ندیده جانفشان چون کوهکن
زان رسن کان دلبر با دارد در زلف خویشتن	خویشتن پابند هستم در میان آن رسن
آن دهن دارد ز تو نور ستمهاے آبدار	آبدار چشمه ماء الحیوة آن دهن
درد من پایان ندارد از فراق آن نگار	آن نگار شوخ که آگه نشد از درد من

له صنعت عکس را تبدیل نیز گویند معنی لغوی وے برگردانیدن است و در عرف عبارت از آنست که در نظم یا در نثر دو کلمه بر تلو یکدیگر مذکور گردند یا بفاصله کلمه واحد و یا ز اعاده نموده شوند بتقدیم موخر و تاخیر مقدم و این بر پنج نوع می باشد ازان جمله فقیر این دو طرز را پسند اختیار کرده ۱۲

سیم تن کرده رخم از درد همچون زنگ زر … رنگ زر هم اے امامی درد کرد آن سیم تن

ثمره بست و سیوم در صنعت عکس بطرز دوم

برد زمن نگار من جان و دل فگار من … جان و دل فگار من برد ز من نگار من

داد الم چو یار من رفعت شعور من ز دل … رفعت شعور من ز دل داد الم چو یار من

گو که کند شکار من باز نگاه و غمزه اش … باز نگاه و غمزه اش گو که کند شکار من

دیده اشکبار من بی رخ او چو دجله شد … بی رخ او چو دجله شد دیده اشکبار من

رفت ز دل قرار من در غم آن سیم تن … در غم آن سیم تن رفت ز دل قرار من

درد شده شعار من بی رخ آن گلبدن … بی رخ آن گلبدن درد شده شعار من

در غم گلعذار من جان امام شد ز تن … جان امام شد ز تن در غم گلعذار من

ثمره بست و چهارم در صنعت سجع مکرر[۱] در هر بیت

هر که صالح هست نبود جز که با اخیار یار … در خلا و در ملا اش نیست جز اذکار کار

از شعار کفر بیرون آ که یابی خلد را … هست هست بعشق آن رشته زنار نار

عاشق سوزنده را جز کوی جانان جا نیست … عندلیبی نه بینی جز که در گلزار زار

[۱] در لغت سجع آواز را گویند که در وے ترنمی باشد بر یک آهنگ مثلاً آواز قمری وغیره و در اصطلاح این طایفه بعض گفته اند که سجع عبارت از نفس کلمه آخیره از فقره است باعتبار آنکه موافق کلمه آخر فقره دیگر است و بعضے دیگر گفتند که سجع عبارت از توافق کلمهاے اواخر فقر یعنی سجع عبارت از انست که در نظم یا در اواخر هر فقره از نثر الفاظی که ایراد نموده شود متفق باشد در وزن فقط یا حرف روی فقط یا در هر دو بنا برین سجع سه قسم است اول را سجع متوازی و دوم را متوازن گفته اند و ثانی را سجع مطرف و ثالث را مکرر عبارت از انست که جزو آخر کلمه را مکرر آرند بعینه دیگر ۱۲

چند در زهد ریائی باشی از ارشاد و شار
بهر جانان باش در هر کوچه و بازار زار

عاشق صادق نباشد هیچگه محتاج تاج
گرچه از افلاس نبود بر سر از دستار تار

سالکان راه حق را مرتبه بس عالیست
کی ملایک را بدر که شان بود هر بار بار

چند خواهی افتخار این جهان ای مرد دین
زانکه در باغ جهان باشد خود این فخار خار

تا قم و قند ربود کز فرش عاشق در فراق
تن دا و زان هر یکی مو هست بید لدار دار

صید شو وقتی که بینی چشم چون بادام دام
جان بزلف دلبر ماده مرو را مشار مار

در طریق حق شناسی خویش را مصروف کن
باش هر و کلی را اندرین هنجار جار

میوه باغ کسی را بی اجازت بر مدار
تا ترا نبود دران عالم خود آن انگار مار

ای امامی بس کند گر دی بر آستر آن
از ره عجز و تضرع خواه از ستار تار

ثمره بست و پنجم در صنعت سجع مکرر در هر مصرعی

وصف شاهان را مکن چون بینی پامال مال
جز بمدح حسن خوبان و ارای ز اشعار عار

در همه اطوار آمد مذهب عشاق شاق
بی که واصل باشد از مسلم نه از کفار فار

دائما مرتاض باش ای طالب راه خدا
کم خور و کم گو و در شب دیدهٔ بیدار دار

مقبلی گر خاکساری ابر بخشاند دمے
نخل اقبالش نیا رد جز که از اد بار بار

چند سیجوئی دلا در زمره اغیار یار
دیده گریان سینه بریان تا نبی دلدار دار

نیست از زهد خشک در دست بس عباد باد
عاشقان را میرسند در حضرت جبار بار

عاشق دیوانه را نبود بجز ابدال دال
گرچه جز نام نگارش نیست از اذکار کار

ای امامی به که سازی صاف از اقبال بال
زانکه عاشق را نباشد بر دل آزاد بار بار

ثمرهٔ بست و ششم در صنعت سیاقة الاعداد[۱]

صوت و گفتار و خد و ناز و ادا هر چار چار	برده عیش و فرح و هوش و دل ما هر چار چار
روح من رفت ز دستم چون نمود آن دلربا	چشم و رفتار و قد و لعل غم افزا هر چار چار
دارم از گریهٔ بسیار کنون بر رخ زرد	در و یاقوت و زر و لعل مصفا هر چار
زاهد آن توبه شکستند چو بنمود نگار	قرقف و شیشه و جام و ید بیضا هر چار
کرده جان زار پی بردن آن تیر مژه	جن و انس و ملک و حور مهیا هر چار
چون برآورد نگارم رخ انور ز نقاب	شمع و انجم مه و خورشید اخفا هر چار
کز جمال تو به بینند بمیرند ز شوق	خضر و الیاس و هم ادریس و مسیحا هر چار
زنده گردند بیکدم چون کلامت شنوند	مردهٔ عکس و تصاویر و صنمها هر چار
کفر زلف تو چو دیدند ز دین برگشتند	عابد و متقی و صوفی و ملا هر چار
بهر قتل همه عالم تو ز مژگان داری	خنجر و تیر و سنان نیزه و هیجا هر چار
چو امامی بره عشق تو هر یک دارد	درد و آه و غم و فریاد هویدا هر چار

ثمرهٔ بست و هفتم در صنعت تفریق[۲]

نیست سروی چو سرو قامت یار	زانکه سروی که دید در رفتار
نیست مهری چو مهر عارض او	زانکه مهری که دید در شب تار

[۱] و آنرا تعدید نیز خوانند عبارت از آنست که متکلم اسمای مفرده بر سیاق واحد ایراد نماید بدون عطف یا بعطف آن ۱۲

[۲] عبارت از آنست که متکلم دو چیز یا بیشتر که از نوع واحد باشند یا در حکم مشترک بوند میان ایشان تفرقه نماید بوجهی ۱۲

شاخ سنبل چو زلف او نبود — زانکه سنبل که دید عنبر بار
عنبرے نیست ہمچو چشم نگار — زانکه عنبر که دید غمزہ وار
ہمچو رنگم زرے بعالم نیست — زانکه زر را که دید عاشق زار
ہیچ دودے چو دود آہم نیست — زانکه دود ہمیشود بے نار
چو سرشک امام لعل کجاست — نیست لعل مذاب در کہسار

ثمرہ بست و ہشتم در صنعت ملمع

متی ما جار فی عینی جمالک ایہا البیضا
رفی حمد عینک وجہک مثل شمس بین لیل
عذارک مثل درد من فراد بس الجمال
واسانک بقم کاللآلے حین فی درج
متی فرقت من بابک دموعی حسرن طوفانا
صرفت العمر فی بعدک ومالی طاف من بعد
وقدا قدی علی نانکسا امی نفسہ التاسکے

بعشق تو شدم شہرہ میان خلق چون حربا
چسان خورشید انور شد میان نیم شب پیدا
ہزاران عاشق نالان تو داری بلبل گویا
کوا کبہاے رخشان نیست چون آن لولو لالا
ہزاران کوہ چون جودی شدہ غرقاب اندرما
کنون از روی لطف ای جان جان حال خویشتن فرما
کہ درگاہ ترا دارد بسان جنت الماوے

ثمرہ بست و نہم در صنعت تجاہل[۵۲] عارف

[۵۱] عبارت ازانست کہ در بیت یا در مصرعہ یا در نثر سطرے در عبارت پارسی یا در زبان دیگر باشد ۱۲

[۵۲] مفہوم لغوی این دو لفظ آنست کہ نادان داشتن دانان و در عرف شوق کلام معلوم است باشتاق غیر معلوم یعنی متکلم چیزے را کہ داند چنان نماید کہ نمیداند و این بر پنج نوع است اول آنکہ بجہت مبالغہ مدح بود دوم آنکہ تحیر در عشق بود سیوم آنکہ بجہت تعریض باشد چہارم آنکہ بجہت توبیخ باشد پنجم آنکہ بجہت تحقیر باشد ہمین غزل بطریق مبالغہ است ۱۲

سبزه است این بر رخت جانا که گشته آشکار
یا مگر بر عارض زیبا رُستست از ناز کی

یا که عکس زلف تو پیدا شده گرد عذار
از نگاه سخت عشاق نشان نیلدار

یا که در شوق تو از بس دیده می بارند مطر
یا سیه وا مست بهر مرغ جان عاشقان

بهره دفعش سبزه بر لب نیل بیسوزی بنار
زان نهادی خالها در روی چون کنید بشیمار

یا بر مرات رخسار تو از روئے صفا
یا که از آه دم سرد ما آمی پی بہ پی

عکس خط دیدهٔ نظاره سته سبزه دار
چون تخجل داغ بر رویت نشسته ای نگار

ثمره سی ام در صنعت رد العجز من الصدر مع التکرار[۵۱]

عار باید که ترا که از اغیار
دلبر آز از غیر باید عار

مار زلفت گزید بس دلها
هیچو جعد تو کس ندیده مار

بار سرو قد تو ماه رخت
سرو قد ماه رخ نماید بار

کار من نیست غیر جان دادن
عاشقان راست جانفشانی کار

یار من در فراق یاد رخت
یاد روئ تو در غمم بس یار

یار ما را گہے بکویت نیست
کی عاشق بود بکویت یار

راز پے تو ہمیشه چشم آمام
چشم ادبے چون نباشد زار

۵۱ مفهوم لغوی باز گردانیدن آخر است و در اصطلاح در نثر عبارت از انست که از دو لفظ مکرر یا متجانس یا ملحق بمتجانس یکی را در اول فقره ایراد نماید و دیگر را در آخر و در نظم عبارت از انست که یکے از دو لفظ مکرر یا متجانس یا ملحق بمتجانس را در آخر بیتی ایراد نمایند و لفظ دیگر را که در مصرع اول یا در حشو وی یا در آخر وی یا در اول مصرع ثانی ذکر کنند اجناس وی بسیار است از انجمله چند طرز مطبوع بنده اختیار مع التکرار عبارت از انست که آن لفظ بیک معنی در هر دو جا باشد ۱۲

ثمره سی یکم در صنعت رد العجز من مع تجنیس تام[1]

بار غم بس کشیده ام ای یار
دار حزن و فراق جار منست
تار زلف تو پای بند من است
بار پیش تو که سنے یابم
چار عنصر ز هم شده مفروق
مار با من تو چند خواهی کرد
نار عشقت بسوخت جان ابکم

با تو این حال گفته ام صد بار
که به بیت وصال ما را دار
روز من کرد زلف تو شب تار
دو حصه عشق سید هر این بار
چون در آمد غمت بتن لاچار
کاکلت بهر کشتنم بس مار
دار و اوست آن رخ گلنار

ثمره سی دوم در صنعت رد العجز[2] علی الصدر[3] مع التکرار

در باغ حسن آمد قدش چو شاخ عرعر
عبهر کجا تواند دیدن بسوی رویش
اختر ز اشک دارد دامن تر از غم او

چشم پی نگاهش پیدا شده چو عبهر
چون گردد از نگاهش خیره عیون اختر
تا روز حشر ماند زین اشک دامنش تر

[1] این صنعت عبارت از انست که لفظی در صدر عجز واقع شود مختلف المعنی باشد ۱۲

[2] این صنعت عبارت از انست لفظی که در عجز بیت اول واقع شود و در صدر بیت ثانی بلا فاصله بهمان معنی آورده شود ۱۲

[3] صدر بعرف عروضیان اول رکن مصرع اول را گویند و ابتدا نیز خوانند و عروض رکن آخر مصرع اول را گویند و مطلع رکن اول مصرع آخر را گویند و ضرب رکن آخر مصرع آخر را گویند و باسم عجز معروف است و حشو ارکانے را گویند که مابین اربعه مذکوره واقع شوند ۱۲

ترشد ز خون اشکم نه طیلسان گردون — بنگر شفق که دارد اینک ردا ز احمر
احمر چو خون اشکم لعل یمن نباشد — برسان در اشکم چشمی ندیده گوهر
گوهر بلعل دارد آن ماه رسته رسته — هرگز نشد مرصع چون آن در رباقر
افسر ز خاک کویت دارد امام برسر — ز اکلیل پادشاهان لعلش بود چو افسر

ثمرهٔ سی و سیوم در صنعت رد العجز[۵۱] الی العجز مع تجنیس تام

چون بدیدم رخ تو همچون عین — گشته جاری ز دیده ام صد عین
بس که بیمار گشته ام سپی تو — بین که رنگ رخم شده چون عین
مست بیخود فتاده ام جانا — زان زمانیکه دیده ام آن عین
دایما در غم تو می باشم — سر نهاده بروز شب بر عین
گرچه عشقت نهفته میدارم — لیک روزی شود ز آهم عین
ابر چشمم نگر که در هجرت — از سرشکم نمود پیدا عین
گر تو جلوه کنی دمی بر من — مست اشکم پی نثارت عین
بر من خسته لطف کن یکروز — چون تو لی ای نگار عالی عین
گشته قد امام در شوقت — از ضعیفی بسان دامن مین

ثمرهٔ سی و چهارم در صنعت لزوم ما لا یلزم[۵۲] لفظی

۵۱ این صنعت عبارت از انست لفظی که در عجز بیت اول واقع شود در عجز بیت دومی آورده شود مع اختلاف معنی ۱۲

۵۲ این صنعت را لزوم ما لا یلزم و التزام و تضمین و تشدید و اعنات می نامند مفهوم لغوی لزوم (دیکھو صفحه ۱۸۴)

گر از نقاب جلوه دهد آفتاب تو — چون ذره آفتاب نماید تناب تو

بر آفتاب جامهٔ مشکین کسی ندید — جز آنکه بر عذار خط مشکناب تو

بر آسمان چارم از آن رفت آفتاب — کاندر چهار پرده خزد از حجاب تو

کی تاب آورد ز عتاب تو آفتاب — ترسش چو موم آب شود از عتاب تو

گر آفتاب با تو مخاطب شود دمی — جمله تنش چو گوش شود در خطاب تو

با آفتاب جمع نگردد شب دراز — الا که مهر روی و خط پیچ و تاب تو

ای آفتاب بی تو تمامی چو تار شد — بر جاست گر کشیده شود در نقاب تو

ثمرهٔ سی و پنجم در صنعت لزوم ما لا یلزم حرفی

دلم تو قید نمودی به کاکل چون لام — بکفر زلف ربودی ز زاهدان اسلام

کدام جور که بر من نکرد غمزهٔ تو — هزار بار نمودم ترا ازین اعلام

جمال روی تو هرگز کسی بیقظه ندید (بیداری ۱۲) — محال نیست گر آئی بچشم در احلام (خوابها)

تمام عمر درین آرزو نمودم صرف — که هیچ گاه ببینم لب ترا به کلام

ز حال خویش اگر شمه آورم برقم — بیان عشر نیاید بصد هزار اقلام

دلم ز آتش عشق تو داغ پیدا کرد — از آن که داغ غلامی سزد بروی غلام

(بقیه حاشیه صفحه ۴۰) ما لا یلزم آنست که لازم داشتن چیزی که لازم نباشد و درین عرف عبارت از آنست که حرفی که قبل از حرف روی در نظم ایراد نموده شود تا آخر کلام آنرا لازم دارند هرچند عدم رعایت آن مخل نباشد یا در نثر قبل از حرف آخر فاصله فقره واقع شود و در دیگر فواصل فقره هم التزام [illegible] و متأخرین لازم داشتن ذکر کلمه مخصوصه را نیز بایسته که عدم رعایت آن مخل نظم نباشد در هر بیتی یا مصرعی این را نیز از صنعت مذکور داستند چنانچه لفظ آفتاب درین غزل شده ۱۲

اما من بی تو فتاده بجحر هجر غریق / کنار وصل توشاید رساند شس علام

ثمرهٔ سی و ششم در صنعت رجوع[۹۱]

گفتم آن زلف تو رسته شاخ سنبل بر عذار / نے غلط گفتم که بر کنج جمال تست مار
نیز این هم از خطا گفتم که مهر روی تو / رخ نموده آشکارا از نقاب لیل تار
نی که بل دام سیاه از بهر صید عاشقان / با هزاران حلقه کردی اے دلا را انتشار
عارضت را ماه انور گفتم از بس روشنی / بس خطا کردم که هست آن آفتاب تابدار
نظم دندان ترا گفتم که از در رسته است / بس غلط گفتم که پروین شد بلعلت آشکار
میم مے گفتم دهانت را زبس تنگے ولی / نیست آن جز خط موهوم در لعل ای نگار
غنچه میگوید دهانت را آمامی از خطا / نیست آن جز چشمهٔ ما ء الحیوة اے گلعذار

ثمرهٔ سی و هفتم در صنعت حسن تعلیل[۹۲]

از نه مظهر است از چه معنی از رخ خود آن نگار / عالمی را کرد روشن همچو مهر تابدار
نیست سحر از کاکل شب رنگ آنمه روی من / پس چرا مفتون و واله کرد چون من صد هزار
از نه آمد زلف او زنجیر بهر عاشقان / پس چرا در قید او افتاد جان بے شمار
از نه جعد ش آمده دام سیاه حلقه دار / گو چرا دلها بهر حلقه فتاده مرغ وار

۹۱ مفهوم لغوی رجوع برگشتن است و درین عرف آنست که متکلم کلامی ایراد نماید و از معنی آن رجوع کنند کلام دیگر که متعاقب وے بود ۱۲ ۹۲ مفهوم لغوی وے خوب علت آوردنست و درین عرف آنست که متکلم از برائے ادعاء علت مناسبه نماید باعتبار لطیف و آن علت حقیقی وے نباشد ۱۲

ارنه خط مشک است کرده ماه روی دلربا — از چه معنی در مشام خلق گشته مشکبار
ارنه مورست آن خط نو برخ آن گلبدن — رسته رسته چون عیان شد گرد شیرین لعل یار
ای امامی نیست از لعل لبش هیچ درر — پس چرا دارد در لولو عقدهای آشکار

ثمره سی و هشتم مبالغه[ا]

ز روی شب شود چون روز رخسار اینچنین باید — ز موی روز شب گردد شب تار اینچنین باید
اگر بر عظم صد ساله فتد از مه رخش پرتو — بیک لمحه شود جاندار دلدار اینچنین باید
چو از چهره براندازد نقاب آن سرخ زیبا — نماند هیچکس هشیار دیدار اینچنین باید
به قبرستان اگر آرد گذر آواز پای او — بحشر آیند اهل قبر رفتار اینچنین باید
بخوابش از نگاه کس کند مس میشود آکه — مه نازک تن اندر خواب بیدار اینچنین باید
نباید تا ابد هوش آنکو مست چشمش شد — بلی در نرگس مخمور آشکار اینچنین باید
همه تن گوش میگردم لبش چون در کلام آید — ز لعل ماه شکرخای گفتار اینچنین باید
بعین دل همین بینم بسویش تا نداند کس — بروی آنچنان دلدار ابصار اینچنین باید
بعشق او چنان بارید اشک من که طوفان شد — بشوق گل ز ابر چشم امطار اینچنین باید
بدیده یکدگر داریم گفت و گوی در خود ها — میان عاشق و معشوق اسرار اینچنین باید
چو رنگ روی من او دید آگه شد ز درد دل — امامی در طریق عشق اظهار اینچنین باید

[ا] عبارت از انست که متکلم صفت محموده یا مذمومه را ادعا نماید که از شدت و یا ضعف بحدی رسیده باشد که آن مستبعد نماید یا مستحیل و آن بر سه قسم است تبلیغ و اغراق و غلو قسم اول آنکه مدعای متکلم ممکن باشد بحسب عقل و عادت قسم دوم آنست که مدعای متکلم بحسب عقل ممکن باشد و بحسب عادت مستحیل قسم سیوم آنکه مدعای متکلم بحسب عقل و عادت باشد و درین غزل هر سه قسم بنده مرعی گشته ۱۲

ثمرهٔ سی و نهم در صنعت سوال و جواب [91]

دلم را لعل تو چون کرد نون کرد	قدم را قامتت چون کرد نون کرد
شکم بی تو شد بحر دوران بحر	تنم را عشق تو چون کرد نون کرد
بغیر از وصل تو عیشم زمانه	میان مردمان چون کرد ماهی (ماهی ۱۲) نون کرد
پی ترقیم احوالم عطارد	وجود بحر را چون کرد (خواب ۱۲) نون کرد
قد زیبای تو از روی غیرت	تن شمشاد را چون کرد بون کرد
فروغ ماه رویت در وصالم	شب هجران مرا چون کرد نون کرد
امامی دود آهت روز روشن	رخ مهر فلک چون کرد چون کرد

حاشیه: آتش ۱۲ — خیمه ستون ۱۲ — سیاه ۱۲

ثمرهٔ چهلم در صنعت لف و نشر مرتب مع صنعت سوال و جواب [92]

گفتم که چیست قد و خد و زلفت ای نگار	گفتا که سرو ماه درخشان و لیل تار

[91] عبارت از انست که شاعر در نظم سوال و جواب آورد و ادنی آنست که در سوال مخاطب معین باشد ۱۲

[92] معنی لغوی لف در دیگر پیچیدن است و نشر پراگنده کردن و در عرف اهل بدیع عبارت از انست که متکلم اشیای متعدده را منفصل ذکر نماید در کلام بعد از ان چیزی چند را ذکر کند که هر یک متعلق باشد بیکی از متعدد سابق لا علی التعیین بجهت اعتماد بر فهم سامع و این صنعت به نسبت ادا بر دو قسم است لف و نشر مرتب و لف و نشر غیر مرتب قسم اول لف و نشر مرتب است و این را لف و نشر مستوی الترتیب نیز گویند عبارت از انست که نشر بر ترتیب لف بود یعنی اول از متعدد و آخر از ان اول از متعدد سابق باشد و ثانی از ان ثانی و علی هذا قسم دوم یعنی لف و نشر غیر مرتب که نشر ترتیب لف نباشد ۱۲

گفتم که چیست آن لب و دندانت ای صنم	گفتا که لعل روشن و دُرهای آبدار
گفتم که چیست آن خط و خال تو بر رخت	گفتا که دام و دانه بر ای چو تو شکار
گفتم که چیست حاجت و مژگانت ای قمر	گفتا کمان و تیر پئے جانت ای شکار
گفتم که چیست آن کف و انگشت دستِ تو	گفتا که بدر پنج هلال اندهم کنار
گفتم که چیست رو یتو در زیر کاکلت	گفتا که گنج حسن و جمالست زیر مار
گفتم که چیست زرد رخ و اشک ای ایام	گفتا که هست در طبق زر و دُر نثار

ثمرهٔ چهل و یکم در صنعت مقابله ایهام تناسب[له]

بدلدارم ز بعدت درد بسیار	بجز قربت دوائی نیست ای یار
بغفلت چند اندر حزن مانم	بوصل خود نشاطم ده تو یکبار
دهد زاهد ز دست اسلام و تسبیح	چو از زلف تو بیند کفر و زنار
بجانم درد تو بس نیک باشد	بتن صحت بغیر از خود بدانگار
ندیدم از تو اندک لطف ای یار	بمشقت بس کشیدم جور اغیار
بخواب از دیدنت دیوانه کردیم	به بیداری چسان مانیم هشیار
ایامی هجر تو چون موت داند	لقای تو حیوة آمد باین زار

ثمرهٔ چهل و دوم در صنعت ایهام تناسب[له]

له این صنعت عبارت ازانست که متکلم در کلام ایراد نماید بدو معنی یا بیشتر که میان ایشان تضاد نباشد بعد ازان ایراد نماید تقابل و آنچه ضد هر واحد از ما تقدم باشد بترتیب ۱۲ له عبارت ازانست که متکلم در کلام لفظی ایراد نماید (دیکھو صفحه ۴۶)

قسمتم از جعبهٔ تقدیر داد از غم سهام	جام امیدم بعهد تو نگشته پر مدام
عرض با تو کرده ام تیر عرض را بارها	بیتو دارم از سحر در هنده تا شام
مسکن عشاق نجود منصور چون غیر دار	از شراب عشق می سوزاست در بغداد و جام
شهرها آباد ماند دل چو آئی ساعتی	ساعت هجر تو دارم خاص جانا همچو عام
ماه من از روزها خواهم که بینم روی تو	تو لبر از لشکر عشاق داری احتشام
درد من در هیچ وقت آمد حلوبت ای نگار	ما بدیل عفت از عشق تو دارم اعتصام
تا بدل طالع شده مهر رخت ای جان من	شد میان اقتدا عشق تو نامی امام

ثمرهٔ چهل و سیوم در صنعت تقسیم[ط]

زروی وقامت ای ماه انور	قمر شد در خسوف و سرو بی بر
چو دیدم زلف وحدت ای دلارا	یکی بد لیل تار و آن دگر خور
چو دیدم حاجب وچشم تو جانا	یکی بد قوس و دیگر بود عبهر
لب و دندان تو در چشم مردم	یکی لعلست و دیگر هست گوهر
سرشک و رنگ رخسار امامی	یکی یاقوت آمد دیگرے زر

ثمرهٔ چهل و چهارم در صنعت مسمط[ط]

(بقیه حاشیه صفحه ۴۵) که او را دو معنی باشد و مقصود هر دو بود و قبل از وی یا بعد از وی دو چیز ذکر کند که هر ایک ازان دو معنی مناسب یکے ازان دو چیز مذکور باشد ۱۲ ط عبارت از انست که اشیاء متعدده را مذکور کنند و از براے هر یکے متعلق مذکور گردانند بر طریق تعیین و بقید تعیین از لف و نشر ممتاز میگردد ۱۲ ط مفهوم لغوی مسمط ترتیب در پے هم داشتن است و در عرف اہل این فن عبارت ست از انکه شاعرے نظمی ایزاد کند که در هر سه مصراع یا بیشتر یک قافیه مرعی بود (دیکھو صفحه ۴۷)

در راہ تو جان و دل فشانم ‌ ‌ ور دیدہ خود ترا نشانم
یکروز اگر تو اے روانم ‌ ‌ آئے ذکرم باستانم

صد دفتر درد خود بخوانم

آید بمشام من چو بویت ‌ ‌ یا جاے دہی مرا بکویت
یا پردہ کشی دمے ز رویت ‌ ‌ یا نشر کنی تو مشکبویت

زندہ شوم ارچہ استخوانم

گر بر در تو دمے نشینم ‌ ‌ یا چہرہ انورت بہ بینم
ہر چند ز زاہدان شبنم ‌ ‌ از ورع مدام گوشہ سینم

خاک درت از مژہ ستانم

بر حال من ار کنی ترحم ‌ ‌ از لطف دمی کنی تکلم
ما بشنوم از لبت ترنم ‌ ‌ یا میکنی از کرم تبسم

رستم شوم ارچہ ناتوانم

اے دلبر من تو خود کجائے ‌ ‌ غافل تو ز حال من چرائی
تا چند تو جور مے نمائی ‌ ‌ صد تیغ تو بر من آزمائے

مژگان تو بس بود سنانم

بس در غم تو جفا کشیدم ‌ ‌ یک روز بجز الم ندیدم
ہر سو چو امام بس دویدم ‌ ‌ آخر ز سوار تو بریدم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶) و در مصراع چہارم ما فوق آن تغیر قافیہ نمودہ شود و این را قافیہ اصل نظم دارد تا آخر نظم ہمین طریق سلوک نماید و نظم برین قافیہ تمام گرداند و از اقسام این صنعت آنچہ مستعمل شعراست مربع و مخمس و مسدس و مثمن است ۱۲

جز نام تو نیست بر زبانم

ثمرهٔ چهل و پنجم در صنعت تلوین ملون بچهار بحر[۵۱]

مفتعلن مفتعلن فاعلن	فاعلاتن فعلاتن فعلن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	فاعلاتن مفاعلن فعلن
ای خط خوشبوی تو مشک خطا	عارض مه روی تو مهر سما
حلقهٔ گیسوی تو طوق گلو	بستهٔ هر سوی تو شیر وغا
قوت بدخوی تو حسن رخت	حامی بازوی تو فضل خدا
کاکل نیکوی تو مار سیه	برزه ابروی تو تیر جفا
والهٔ جادوی تو جان امام	عاشق آهوی تو پیر ہدی

ثمرهٔ چهل و ششم در صنعت ضرب المثل[۵۲]

خاک راه دلبرا بهتر ز کحل الجواهر است	بوی زلف دلبران بهتر ز مشک اذفر است
مار زلف خوبرویان خون دل خواهد غذا	ظاهر اگر زلف مه رخ موست مغیا اردر است
به ز شهد لعل دلبر نیست قوت عاشقان	لذت لعل دلارا به ز شهد و شکر است
لعل کانی کی بود چون لعل خوبان در ضیا	لعل معدن سنگ و لعل یار روح افزا است
سرو بستان کی بود زیبا چو قد دلربا	قامت دلدار صد جا به ز سرو و عرعر است

۵۱ این صنعت عبارت از انست که شاعری شعری گوید که آنرا بدو بحر خوانده شود و این شعر ملون و متلون نامند ۱۲

۵۲ این صنعت عبارت از انست که متکلم چیزی از امثال داشته در کلام ایراد نماید ۱۲

کوه دل مانند بجا از صدمت عشق نگار
ذات عاشق چون غبار [illegible]

روے زرد عاشق زیبا از ذات نزاست
رنگ عاشق ای [illegible]

ثمرهٔ چهل و هفتم در صنعت [illegible]

ستم شد منتشر هر سو ز چشم مست آن دلبر
سراپا [illegible]

هزاران سر نهاده بر در آن دلربا زار [illegible]
[illegible]

چو چشم دید خشم او بچشم لرزه شد پیدا
بیک غمزه [illegible]

چو شوق او بدل دارم از آن رسوا بهر شهرم
[illegible] شود [illegible]

سر شک من ز رش دل چو قطرات از غم هجر
[illegible]

ببین چشم که چون ابر است ز عشق گل رو بشی
دل [illegible]

ثمرهٔ چهل و هشتم در صنعت ترجمة اللفظ[2]

بس قلب شد حال دلم چون کشتی ای روحم روان
از هجر تو [illegible] روح گرد [illegible]

ای راس سر شخص من از تن فدای تو کند
گر تو [illegible] بر [illegible]

ما آب روی خویشتن را ریختیم در عشق تو
ای [illegible] من [illegible]

این داء هجرت می برد زین درد ناک جان دل
وصل تو آمد [illegible] دوا آن [illegible]

۱ عبارت از انست که متکلم نوعی کلام ایراد نماید که [illegible] آید ۱۲

۲ این صنعت عبارت از انست که متکلم کلامے ایراد نماید بهیچک [illegible] الفاظ آن [illegible] عربی باشد ذکر نماید و ترجمه این [illegible] لغت پارسی یا غیر آن از لغتے در جنب آن نیز ذکر نماید و این صنعت خاصه امیر خسرو دهلویست در اعجاز خسروی وقوع یافته ۱۲

در شوق تو از عین من چشمه روان شد ای صنم | از تاب عشقت آه من آتش فشان شد در جهان
اندر تراب درگهت چون خاک بودم جانشین | آمد چو ریح هجر تو بر باد دادا شخص و جان
هر کس که بوده عالم و دانا بدورت چون امام | از یک نگاه تو شده مجهول و دانا بیگمان

ثمره چهل و نهم در صنعت ضمن اللفظ [1]

از سحاب دیده بس عبادی باریدآب | تا که گردیدند ناظر بر تو ای گلنار ناب
کی شود این دستگه کاید برهن آن نگار | زانکه بی او شد دلم در درکه ای چون کباب
تا بدام زلف سیم اندام مرغ دل فتاد | بر رخ آن ماه در دریا اشکم چون حباب
کاشکی از تیغ غمزه قتل کردی بیگمان | کز عتاب آن دلارا هستم اندر پیچ و تاب
گر کند این عاشق از احوال خود شقی بیان | زود نرگس آن نگار گلبدن ریزد گلاب
تا جدا گشته ز درد دوری آن گلعذار | بیجمال او آماهی دیده دارد چون سحاب

ثمره پنجاهم در صنعت مبادی الراسین [2]

[1] صنعت ضمن اللفظ عبارت ازانست که متکلم کلامی را ایراد نماید که در بعض الفاظ آن اشیا متناسبه مذکور شود چنانچه در مطلع این غزل سحاب آب آنست و در عبا رباد و در گردیدند گرد و گلنار نار این اربعه عناصر از ضمن بعض الفاظ حاصل میشود و این صنعت نیز خاصه حضرت امیرخسرو دهلوی است که در اعجاز وقوع یافته ۱۲ [2] این صنعت عبارت ازانست که منشی یا شاعری در عبارت خود دو لفظ ایراد نماید بعد ازان بر حروف آن سر دو لفظ را یکدیگر معاوضه نموده باز هر دو لفظ را ایراد نماید، نوعی که کلام بی معنی و مهمل نباشد. و این صنعت نیز خاصه میرخسرو است که در اعجاز مذکور شده است ۱۲ منه

بردرم گویا و خندان چون رسیدی در برم — از کرم بانی سلامت زین کلامت برسرم
چیست ماه و مهر بشت کیست کان بتو مثمر — کیست چون تو ماه روی و چیست چون چشم ترم
کس ندارد علم جانان از ضمیر خار سن — در عیان کردن ز علمم بهت عاری در خورم
من ز جام عشق بیعقرب توارم شرب غم — شرب من بیعقرب تو جز غمم نباشد از درم
کار بار خود آتام انداخت اندر شوق تو — بار کار جز غمت کی میکشد این خاطرم

ثمره پنجاه و یکم در صنعت ترشیح و موشح است اول ابیات لا الٰه الا اللّٰه
و آخر مصرعها اول محمد الرسول اللّٰه و اول مصرعها اخیر به ما محمد الا رسول اللّٰه

لب لعل دلارامم ربود از خاطرم آرام — مگر آن شکر لعش ز افسون یافته اشمام
ایا باب طرب بر من شده ای دوستان مفتوح — اسیر تار زلف او دلم شد اندرین هنگام
اگر روزی بسوی من به بیند دلبر کرم — مرادر دل شود حاصل مرا از دیدن او تام
لآلی درخشان بهر او چشمم نثار آورد — حرمیش به در گردم که تا ما را کند اکرام
هلال ابروش بر من اگر روشن شود یکبار — مرا گردد همه عمرم چو یوم عید از ایام
الٰهی کی شود حاصل مراد آرزو ناراس — دمی از اشتیاق خود نهم در زیر آن اقدام

ے۱ مفهوم لغوی ترشیح کردن بند بر بستن است و بعرف اہل این صنایع آنست که شاعر سے لفظے ایزاد نماید که اگر دران کلمات یا حروفے چند اعتبار نمایند بترتیبی خاص امر مفید حاصل آید مثل نام ممدوح با عبارتی با مصرعے یا بیتے و این را بر چند نوع اعتبار توان کرد و لفظے که مشتمل باشد برین صنعت آنرا موشح و مرشح نامند ۱۲

لوا از فوج غم دارم عیان از [illegible] آه و کو
الا یا ایها الناظر لعالم انجنین اعلام

اگر در خواب میگردد من مشتاق را حاصل
لقا آن پری پیکر نخواهم لفظ ازا حلام

اگر آید به بیداری بچشم [illegible] رعنا
ازان ساعت به بیخوابی کنم بر خویشتن الزام

[illegible] خاک کوی او [illegible] کردم [illegible] دل
روان و سر فدا گردد بکوی او [illegible] اقوام

[illegible] ترتیب من [illegible] گردان مجال
سنر [illegible] یا رکه ما را سید یا ایلام

[illegible] راعلا کردند [illegible] آه
دلا رنش کی [illegible] اگر [illegible] داده این انعام

شعر پنجاه و دوم در لغت عربی با امتزاج فارسی مع تجنیس قافیه

الشمس لوجهه الورد عینی
[illegible] عینی

[illegible] نزاکت [illegible]
الفلک [illegible] جانبی

[illegible]
بنوس [illegible] عینی

[illegible] شمس [illegible]
[illegible] بجو [illegible]

[illegible]
[illegible] مثل [illegible]

[illegible]
[illegible] اسی فوق [illegible]

[illegible]
[illegible] بضعف [illegible]

شعر پنجاه و سوم در لغت فارسی با اختلاط عربی

نا افتاده چشم من [illegible] یار
گشته ابر دیده من اشکبار

هر که دید نرگس مستانه اش
کی شود در زندگانی هوشیار

هر که جان خود بنازد بهر یار | زود باید کردن او را سنگسار
جان و سر را باختم در راه تو | بس بود این بهر یار از نگار
من روان دلدم پی آن دلربا | بس خوشم از تیر چشم آن نگار
باز نازم ماه رویم سست کند | صد هزاران جان عمر دم از شکار
من نه تنها داده ام جان در رهش | همچو من داده جان را صد هزار

ثمرهٔ پنجاه و چهارم در صنعت ایهام[له]

پیش چشم تو ز دل دارم عرض ای دلربا | بی رخت ز عام بر خود میکشم جا جبنا
سینه ها از یک نگاه تو دلارا روح جان | گرد از پرده نمائی مه رخ خود را مختفی
بی مروت چشم بین که خاری گشت ماه | کی شود حاصل بگو ما را بتقریب استوا
تا تو جا کردی بچشم من برفت از دل صبر | گر تو خواهی شهر یکدم بیان کن ابتدا
بنگر که ام کانون آتش کشم از شوق تخت | بین دلها دلبران دو وادی آتنزوا
طاز من چو گشتی جدا ای عزیز | ز زبان دو روز آرام من شد زنام
چشم میدارد امانی سوی تو بهر وصال | سود داری ز زبان نمی آئی گهی در چشم ما

له کرانرا توریه نیز گویند مفهوم لغوی وی بشک در وهم افگندنست و در اصطلاح اهل صنایع عبارت از نست که متکلم در کلام خود لفظی را ذکر نماید که دو معنی داشته باشد احد هما قریب باشد و ثانی هما بعید و مراد معنی بعید باشد بقرینه لفظی یا معنوی آن لفظ مفرد باشد یا مرکب و مراد از قریب و بعید درین عرف مشهور است و صنعت ایهام را برو قسم داشته اند مجرد و مرشحه ایهام مجرده عبارت از انست که چیزی که ملایم و مناسب معنی قریب باشد آن لفظ نه کرده شود و بنده درین غزل هر دو قسم اراده نموده ۱۲

ثمرہ پنجاہ و پنجم در صنعت نظم[۵۵] النثر

الا اے برادر ز شوق وصا	ل تو ہر زمان ہست جانم فگا
ز گر جا کنی در دو چشم فقیے	ر حاصل شود خاطرم را نشا
ط جان من حال درد فرا	ق تو نا ید اندر بیان و کلا
م مدت شدہ گر تو نامہ کتا	بتے نزد من کہ ز لطف کما
ل تا دل زارم گردد قرے	ب امید وارم کہ گاہ با
د از خط کنی از عطا، تما	م زین پس بخوان از ما می دعا

نثر نظم مذکور

الا اے برادر ز شوق وصال تو ہر زمان ہست جانم فگار گر جا کنی در دو چشم فقیر حاصل شود خاطرم را نشاط از من چو گشتی جدا اے عزیز زان روز آرام من شد ز خاطر جان من حال درد فراق تو نا ید اندر بیان و کلام مدت شدہ کز تو نامہ کتابتے نزد من کہ ز لطف کمال تا دل زارم گردد قریب امیدوارم کہ گاہ یاد از خط کنی از عطا تمام زین پس بخوان از ما می دعا۔

۵۵؎ عبارت از آنست کہ نثر را نظم کردہ بخوانند قافیہ و وزن از دست ندہد و قبل ازین درین صنعت در بحر خفیف سوزنی یک رقعہ نوشتہ بود و اسمی این صنعت را موسوم نکردہ بود جامع کمالات صوری و معنوی امیر خسرو دہلوی بدہ وزن درین صنعت نامہ نوشتہ و بصنعت نظم النثر موسوم فرمودہ ۱۲

ثمرهٔ پنجاه و ششم در صنعت اجتماع الاضداد[له]

چو موی جعد دلا شکست و بست کشاد — هزار دل چو دل ما شکست بست وکشاد

کدام کس که نهاده بیک نگاه روان — چو بندهای قبا را شکست بست وکشاد

میان دیده و جانم بدان زبان فصیح — بیک سخن بت رعنا شکست بست وکشاد

جهان هلاک شد آن دم که زلف وید در وی — بمستی آنکه زیبا شکست بست وکشاد

فغان امام که دلدار عهد و خنجر ولب — زغصه برهمن شیدا شکست بست وکشاد

ثمرهٔ پنجاه و هفتم در صنعت مستزاد

صد تیغ مژه میزند آن یار لبسر
از روی جفا
یکروز ندا افگند برین خسته نظر
از راه وفا

یکبار بود در جهان روح روانی
از غمزه و ناز
از تاب رخ او شده خورشید قمر
پر نور و ضیا

عالم چو پر بابت بگرد لب تلبش
پروازکنان
در دور نبات لب او گشته شکر
بی قدر و بها

آن کیست که نالنده نامد شب و روز
از دوری او
از بهر نگاه رخش استاده بدر
صد شاه و گدا

کس نیست که دایم بانم نیست اسیر
از دیدن او
بس همچو اماکی بر هش بسته کمر
در صبح و مسا

له این صنعت در کتب صنایع سلف یافته نمیشود متاخرین احداث نموده باسمی موسوم نگردانیده بصنعت اجتماع الاضداد موسوم نموده ۱۲

ثمره پنجاه و هشتم در صنعت افتراق الشفتین که بخواندن آن لب بلب نرسد [٥١]

چونکه خورشید است خیره از رخ تو در جهان / کی کند جا در دل عشاق حسن این و آن
داده در عشق تو اے شیرین نخلها زر و شوق / صد هزاران عاشق شوریده در کوی تو جان
کی ثنا ر حسن تو آید دلارا از کسے / عاجز است از ذکر زینتهاے حسنت هر لسان
لعل تو شیرین تر اندر ذوق عشاق از شکر / کو چو لعل تو شکر شیرین ترای جان در دهان
هیچکس چون تو ندیده در جهان نازک تنے / از نگاه تیر رخسار ترا گردد نشان
احتیاج اهل دنیا نیست سو لوح چرخ / تا که خورشید رخ تو در جهان گشته عیان
سیر کویت ای دلارا زد اهل اینجهان / نیک تر صد جا ز سیر گشت گلزار جنان

ثمره پنجاه و نهم در صنعت انضمام الشفتین که در خواندن در هر لفظ لب بلب رسد [٥٢]

بر دبیکبار کے دلبرم آرام ما / به که بدورش شدیم باز بغم مبتلا
ماه سما بدر من پیش جمالت عدیم / پیش جبین تو مهر آمده همچون هبا
بو که نبات لبت باز بیابم بخواب / چشم مرا دایا بین تو بنوم ابتلا
بی تو بمهجور تو بس الم آمد بدل / با شفقه یم بوصل بخش مها بر ملا
من که غلام توام به که کرم میکنی / پی کرم و مهر تو مانده مار البقا
آمد دایم آنام با غم تو مقترن / مهر تو بومی دهد مخلصم اے دلربا

[٥١] این صنعت قبل از سلف و خلف صورت نگرفته بنده اختراع کرده بصنعت افتراق الشفتین موسوم نموده ۱۲

[٥٢] این صنعت بنده احداث نموده بصنعت انضمام الشفتین موسوم نموده ۱۲

ثمرهٔ شصتم در صنعت تقسیم و تکریر[۵۱]

غدار و چشم و دو زلفت بدیدهٔ نظار ۱ شمس و ۲ نرگس و ۳ زنار

پیش مهر رخت

۱ خراب و ۲ خسته و ۳ بیکار ۱ نجوم و ۲ مه رخ و ۳ گلزار

در زمان تو شد

۱ ضیا کو ۲ خوبی و ۳ دیدار ۱ فغان و ۲ گریه و ۳ اجبار

شدید در رخت

از تو میخواهند

۱ افزون و ۲ اکثر و ۳ بسیار ۱ جفا و ۲ شدت و ۳ اضرار

دیدار از تو امام تو بعالم داد

ثمرهٔ شصت و یکم در صنعت افراد و ترکیب الحروف[۵۲]

تا ندیده اے صنم این بیقراران روی خ	رخ بخاک آلوده کرده همچو مستم و ے
می ندارم آرزو تا مست حشمت گشته ام	عالم افتاده مست چشم توای م و ه
می کجا دارد ضیا چون عذار انور ست	مهر چون ذره نماید پیش توی اب و ت
بت کند سجده چو بیند عارض زیبای تو	مهر در شب آشکارا شد رخت در رخ و ط

۵۱ این صنعت در کتب سلف مرئی نگشته متاخرین احداث نمودند باسمی موسوم نگردیده بنده بصنعت تقسیم و تکریر موسوم نموده بنا بر آنکه چند صنعت تقسیم درین صنعت یافته میشود و با تکرار عبارت لهذا التسمیه باین اسم مناسب دیده ۱۲

۵۲ این صنعت در کتب سلف بنظر نیامده متاخرین اختیار کردند و باسمے موسوم نگردید بنده بصنعت افراد و ترکیب الحروف موسوم نموده ۱۲

خط چو بر رخسار تو پیدا شد ای سرو سهی من | بین که زین شادی فلک دارد بر مه آن دوف

شعبهٔ سیوم گلبن هشت ثمره بار در راست روا با میوه‌های رنگارنگ نمود از ثمرهٔ اول در صنعت لغز[۱]

چیست آن صوفی سیه دستار | در سکوتست و می کند گفتار
گاه بیخود فتاده می باشد | گاه در رقص مے شود دوّار
گاه بر سر نهد عمامهٔ خویش | گاه از سر بیفگند بعیار
گرچه چون برق تیز رو آمد | لیکن از دست میکند رفتار
بسکه دارد قیام لیل و نهار | از ریاضت شده ضعیف و نزار
دائما در نماز معکوس است | پاش بالا و سر بسجده شعار
صاحب خرق عادتش میدان | زانکه در روز آورد شب تار
روز و شب را بهم کند مخلوط | آشکارا نماید این اسرار
بسکه مجروح شد ز تیغ و هنوز | بهر خود ساخته ز روی حصار
که بر آید ازان دژ رویین | تا خورد آب ار چه خون خوار
گر بیفتد بدست دشمن و دوست | تیغ از وی خورد بسر ناچار
با وجود این رضا دهد بقضا | سر نگرداند از ره انکار
بسکه نازکتر است می نخورد | جز کرشکی میان لیس نهار
نیز در دستش زنی کند بشتاب | بر سر طشت نغز کین هر بار
لفظ قل از دهان همی گوید | از پی نام خود بهر هشیار

[۱] این صنعت عبارت از انست که ناظم باشارت دلالت کند بر ذات شے از اشیا بعد اوصاف و اجمال آن شے ۱۲

نام او را اگر نفهمیدی
باز بشنو تو از من ای دلدار
حاصل ضرب دو بدو اول
آخرین حرف را از و انگار
اوسط او یک آمده بحساب
نام او را ازین شمار برآر

ثمرهٔ دوم ایضاً در صنعت لغز

بوالعجب دان زنی که لیل و نهار
با دو فحل قوی گرفته قرار
مینماید بیک زمان و مکان
با دو زوج معانقه بعیان
هر یکی راهی کشد بی نزل
طوق در گردنش نهد بغل
همسره هر دو دایما گردد
در حضر گرچه باسفر گردد
گاه در بستر و پرده می شنید
گاه عریانش خلق می بیند
کز ضعیفی چنان که گردن خود
زیر پای تن ضعیف نهد
نیز وارد ز بس که قوت هم
چند کس را فرو برده بشکم
کس نیارد ز رد می شرع شریف
احتسابی بران ضعیف نحیف
تاکه او منزجر شود زین کار
گر چنین فعل می ندارد عار
حال او گرچه اینچنین جهر است
قایم اللیل و صایم الدهر است
روز و شب در رکوع و که بسجود
هست مصروف در ره معبود
می تغلطد گهی بروی زمین
دایما با قیام هست قرین
از ریاضت ز بسکه گشته نزار
جمله تن استخوان و پوست شمار
خرق عادت از و بسی زاید
زان یکی این که در بیان آید

گر بخواهد که سیر ملک کند — گرچه از شرق تا بغرب رود
هر ملک زیر پا آرد — یک قدم از زمین نه بردارد
هند مولد و مسکنش میدان — جای دیگر از و مخواه نشان
نام او در زبان هندستان — آنچه گویم شنو تو از دل و جان
حرف اول ز نام او دو دان — آخرین حرف را تو یک میخوان
وسط نام او تو میدان پنج — پس بمیزان فکر نامش سنج
نام تا یابی اگر تو میخواهی — نیز گویم شنو توای داهی
رو بگردان زبان تو در دل آب — تا بدانی که نام او بشتاب

ثمرهٔ سیوم ایضاً در صنعت لغز

چیست آن معنی که از دل و جان — عاشق روی او صغار و کبار
دور ماند کس از او دو دوست روز — میرود از هجر او خراب و نزار
آشنائیش اگر کسی نبود — نیز میرود ز وصل آن دلدار
بسکه او آشنا پرست آمد — سر بپایش فرو شد بیعار
بسکه هست او لطیف نازک تن — یک درم را بسر نگیر و بار
نیز از بسکه دارد او قوت — چوب صد من برد بسر یکبار
سوزنش را اگر نگاه کنی — مست بینی فتاده مجنون وار
گرچه دارد بپای خود زنجیر — باز هرگز نیاید او ز فرار
هرچه باید فرو برد بشکم — هر دو لب وانمود از در دار

روز و شب در سفر ہمے ماند	ہیچ جائے نگیرد استقرار
پاے خود را ز جا نہ بردارد	دایما میکند ز سر رفتار
یک سر آمد و پاے دو صد بار	بطن او را تو جملہ در شمار
نام آن گفتمت دمی گویم	ارّہ فکر چوب بیرون جار

ثمرہ چہارم ایضاً در صنعت لغز

چیست آن گنبدی کہ بی بابست	از درون سو ہمہ پر از آبست
گر بآتش کسی نگاہ کند	روغن خالصش ہمی گویند
روغنی بس عجب کہ گر بر نار	می نہی منجمد شود ناچار
کہ حلال است اکل آن روغن	کہ گہی دان حرام در خوردن
موطن جملہ طایران جہان	ہم تو آن گنبد عجیب بدان
نام آن گر تو خواہی ای زیرک	ہم ز رنگش قیاس کن بیشک
نیز دود آن دو حرف اول آن	آخرش را در زخشان خوان
از ضعیفی دو تا میانش آن	ہم بدین رمز جو ز مان نشان
نام قایل شنیدہ بازل	بار دیگر شنو کہ گردد حل

ثمرہ پنجم ایضاً در صنعت لغز

چیست آن دلفریب بوقلمون	کہ نماید برنگ گونا گون
گاہ سرخ است و گاہ زرین فام	کہ سیاہست گاہ سیم اندام

جلوه‌ها میکند برین اتمام از پی دلفریب خاص و عام
گر نشیند بکرسی نقره که ز دیبا بگسترد سفره
گاه مسند نهد بجیب امیر گاه باشد اسیر دست فقیر
گاه تاج طلا نهند بر سر گاه افسر نهد ز خاکستر
پا ندارد ز پی کند رفتار بی لسان است می کند گفتار
ذکر حق بسکه میکند افزون دود آرد ز سوز دل بیرون
هم نفس با انیس خود باشد لب بلب با جلیس خود باشد
از سراپاست بطن جامه بدن غیر آتش غذا نداده زمن
نیک صوفی ولیک دوار است نیست مطرب ولیک نی دار است
نی بلب داشته چو بنوازد ذکر هوا ز درون دل آرد
بی گنه همچو عاصی محشر چشم او دائما بود بر سر
نیست دجال لیک اعور هست رخ عیسیٰ او مش برخ ننشست
نیز تیزی بچشم آن اعور دست عیسیٰ نفس زنده بنگر
بس که از روی طبع هست جواد سوخته زاد و برگ خود آن راد
دیگی پر ز برگ و قند تمام هر نفس می برد برای انام
دود هامی خورد درین پختن گشته مصروف در چنین پختن
ذکر حق گر کنی به پنج نماز کشف گردد ترا ز نامش راز
چون تو نام و نشان او خواندی ز ره ظاهر تو چه درماندی

ثمره ششم ایضاً در صنعت لغز

چیست آن بی زبان خوش تقریر — کز سلف میکند قصص تفسیر
غیر دانا انیس او نبود — آنچه گوید بجان و دل شنود
حکمها میکند براهل جهان — کین کن وآن مکن توای انسان
ناظرش گرچه بیندش صد سال — نارواز دیدن خودش ملال
عاشق حسن او جوان و پیر — ناظر روی او غنی و فقیر
بس که مقبول بادشاه و گداست — صدر شاه و گدا را ماوی است
گرچه از آب زنده است هر شی — آب دان موجب هلاکت وی
جزو ایمان بدان محبت او — کافراست تارک حرمت او
نام او را که تاب سید ارد — گر کلام امام فهم آرد
حرف اول ز نام او دریا — آخرش بار و اوسط او تا

ثمرهٔ هفتم ایضاً در صنعت لغز

چیست اندان دو شه بروی زمین — هر یکی میشود زجنگ قرین
هر احد فوجها کند ترتیب — میمنه میسره و صف ترتیب
بی سلاح آورند در خود جنگ — گرچه یک از دگر نیند در رنگ
فارغ از قسمت ممالک هم — هم منزه ز اکل و شرب هم
یکدگر بین شان عداوت نیست — نیز از دوستی حلاوت نیست
با وجود این همیشه در جنگ اند — فوج ترتیب کرده بر جنگ اند
بهر دیدن سبهی شوند مجموع — بس کسی گرچه هست نا مشروع

اولش ساحل است و آخر نیز ‏ هیچ با واست کر سکنے تجویز

ثمرهٔ هشتم ایضاً در صنعت نغز

بو العجب دو لشکر پی شاه ‏ هر یکی میرود سوی یکراه
در تقابل سلوک آن هر یک ‏ در طریق اجتماع شان بیشک
یکدگر میشود قتال و جدال ‏ زان دو یک میشود بره پامال
آنکه سالم بماند از دشمن ‏ میرسد عاقبت سوی مسکن
روی او ماهیت و پایش شیر ‏ اوسطش ماه دان ولی پی سیر

ثمرهٔ نهم ایضاً در صنعت نغز

چیست آن طایریکه سه پر است ‏ نوک آهن ورا به پای دراست
بر سرش آمده فم او واز ‏ لیک بی اکل و شراب دارد باز
قوت او بیش خون انسان دان ‏ گرچه او نیز خود ندارد جان
گر پی صید می کند پرواز ‏ کی تواند باو رسیدن باز
طایر روح را کند چو شکار ‏ خون آلوده میشود منقار
گشته از بحر او دو خانه بنا ‏ لیک میدان گزیده خود را جا
چار صد دان سرش دو صد دان پا ‏ بطن او را تو دو نما احصا

ثمرهٔ دهم ایضاً در صنعت نغز

چیست آن اژدہای مہرہ دار ‌ ‌ رجل دارد زید کن رفتار

ہست آئین تنے ولیک عجب ‌ ‌ بہرہ خود ساخت حصار حصب

گرچہ دارد شکم ز تا پا سر ‌ ‌ قوت دارد ز مشت خاکستر

آنہم از سوزش درون شکم ‌ ‌ میشود آتش و فتد ارقم

عالمے را کند خراب آن دم ‌ ‌ کہ نماید فغان ز سوزش کم

ثمرہ یازدھم در صنعت معما

گر نگارم سوی حالم بیند از لطف عمیم ‌ ‌ درد بے پایان ز روی لطفہا خواہد عدیم

محمدؐ

منتشر از ہر دہان شد مدح آن سیمین بدن ‌ ‌ چون بحال من نمود آن دلربا لطف عظیم

ابوبکرؓ

ز آب رو شد ماہ زان گر پے کہ دارد منتشر ‌ ‌ از نگاہ چہرۂ زیبا آن روح حسیم

عمرؓ

آفتاب روی او پوشد رخ ماہ فلک ‌ ‌ گر برون آید ز پردہ یکدم آن یار کریم

عثمانؓ

دیدہ را بر ہشت روضہ کی نہد آن کس کہ دید ‌ ‌ شہر و کوی جنت آسای دلارام رحیم

علیؓ

از سر شکم بہر خش چشمہ مر اشد آشکار ‌ ‌ میشوم در اشک خود غرق ای امامی پی ندیم

ثمرہ دوازدہم ایضاً در صنعت معما باسم امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حسن ازپی مدح تو اے خورشید آمد دوات		وادھان از حیرت عجز ثنا تو مدام
حسین ازسر حسن تو آمد آفتاب آسمان		واکه و مفتون و سرگردان بعشقت صبح و شام

ثمرہ سیزدہم ایضاً در صنعت معما باسم قدوة العارفین مرشدی شیخ برہان الدین برہان پوری غفر اللہ تعالیٰ لہ و آن حضرت چہاردہم شعبان سنہ ہزار و ہشتاد و سہ از دار اولی بدار اخری بحکم آن اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلبون من دار الی دار نقل فرمودہ۔ شیخ برھان

شیخ برہان ازسر یادت دل خوش گشته دارد ہر کسے الدین را ر الہ حال راکیش تو خواھد از ازل مردودل		بر دہان لاچار زان دارد ثنا تو عیان از تو سیرے آرزو مکشوف آمد بر جہان

ثمرہ چہاردہم ایضاً در صنعت معما بمدحت بادشاہ کشور کشا است بطرزیکہ اسماء عظام آباد و اجداد بادشاہ عصر مع اسمیہ آے لقا ازرو تعمیہ بترتیب برآمدہ است

میر تیمور

سکندر جاه بر سر راه تو هر شاه و گدا ‌ ‌ ‌ مو شده در سهم تو بس رستم از اهل جهان

میران شاه

میر روم و شام خواهد آن نگاه لطف تو ‌ ‌ ‌ روی مهرآسای تو کرده رخ مه را نهان

محمد شاه

بادبان خلق اندر لشکر تو دایم قرین ‌ ‌ ‌ زانکه شادیها بعالم از تو بس آمد عیان

ابو سعید

آب جود تو بشش سو آمده جاری بملک ‌ ‌ ‌ از رخ مه نور تو عید است بعالم هر زمان

عمر شیخ

عین لطف هست چون بر امر هر واحد بصیر ‌ ‌ ‌ آمده هر چیز بیشتر خلق حاصل بی گمان

بابر بادشاه

باب راحت فتح شد بر روز عشرت از سخا ‌ ‌ ‌ بادشا گیها ز تو مجروح تیغ آسمان

همایون بادشاه

آن همایون بخت تو شش سو گرفت از تیغ تیز ‌ ‌ ‌ ریح عدالت شد شها منشور در باغ جنان

اکبر

از سر الطاف بر هم میکنی کرب جهان ‌ ‌ ‌ باد حکم فیض بخش تو بعالم جاودان

جهانگیر

باب مدح تو بجان خود نوشته هر کسی ‌ ‌ ‌ پا نهد از عدل تو سگ بر رخ شیر زیان

شاه جهان

شادمانیها بجانت باد آذر روے ہمم عالمگیر	تا کہ میگردد فلک گرد زمین و اہل آن
چشم بر الطاف تو پروار مردم ناظر است	ہیچو گیر آمد عدو تو بہ تیغ و سنان

ثمرہ پانزدہم ایضاً در صنعت معما بمدح برگزیدہ درگہ سبحانی مقرب حضرت خاقانی افضل علمار کرام شیخ الاسلام شیخ نظام بطرزی کہ الفاظ یک بیت دعائیہ بترتیب از روے تعمیہ حاصل میشود بیت چون ملاذ اہل عالم آمدہ شیخ نظام * عمر و بخت و دولتش یارب فزون بادا مدام * چون ملاذ اہل عالم

کیست کہ مثل تو بر درد دل از روی دگر آمدہ	نشر خدا با جہان خواست بخوبی ترا
ہر طرف اکرام تو دادہ سراپا مراد شیخ نظام	فیض تو بر خاص و عام آمدہ اندر ورا
ہست چو ماہ عطات بر سر خلق آشکار عمر و بخت	غایت حفظ خدا دادہ بنامت ضیا
آمدہ چشم کرم از تو برام جہان دولتش	خوبی سبے غایتت نشر شدہ تا سما
از سر حب تو دید بخت نگون ہر کسے	آمدہ از روے شکر ذکر خوشت جا بجا

یارب فزون غایت خوبی تو بر دل مردم عیان باد ادام بین که با آداب دل هست همیشه امام		فضل تو اے ذو الکرم آمده بر بحر حشا ذاکر اوصاف تو از زره صدق و صفا

ثمره شانزدهم ایضاً در صنعت معمار موشح که خاصه امیر خسرو دهلوی است باسم ملا علی محمد معمائی برهانپوری که در فن معما استاد بنده بود و بسه هزار هفتاد و هشت بست و سیوم صفر از عالم فانی بعالم باقی رحلت فرموده

عین فضل از کلام تو جارے هم ز فیض عمیم تو اصحاب	علی محمد	در تو چون اولیاست حال و مقام قلب و دیده صمیم چون ابدال

ثمره هفتدهم ایضاً در صنعت معما باسم جامع کمالات استادی شاه میان برهانپوری که در فن معما نیز استاد بوده است بطرزی که از هر بیت اسم سائیش حاصل میشود

از سر شک تو گرفتم جانب راه ثنا شاه میان پیش شمع انور رای تو شد سرو پوش شاه میان		زانکه دریای دلت شد بهر طرف زانکشا عیان روی مهر و مشتری پیش تو غایب بی نشان

بس که دُر در گوشها منثور کردی از دهان	زان عیان شد چشمهٔ دریا سفر در جهان
شاه میان	
از سر شاگردیت آشنا که گشته فخرناک	یسر در برآن واین از فضل تو آن فخرشان
شاه میان	
ذات تو آمد ملک در ملک معنی حکم روان	پیش آن بسته کمر هر مشکل آید جاودان

ثمرهٔ هیزدهم ایضاً در صنعت معما باسم پدر مرحوم یعنی ابو المکارم عفه الله تعالی عنه که بحلیهٔ اولیاء الله متجلی بود و در سن هزار و شصت و چهار از دار الفنا بدار البقا هیزدهم رجب المرجب رحلت فرمود

ابو المکارم	
اے که اخلاق جمیل اولیا در ذات تو	آمد از فضل اسلے آشکارا بر جهان
هر طرف اسباب راحت حاصل از نشر ولات	زان سر احسان که داری در دل ای کرم عیان

ثمرهٔ نوزدهم ایضاً در صنعت معما باسم برادر بزرگ مرحوم یعنی شیخ خواجه احمد[۱۹] غفر الله تعالی علیه که به کمالات ظاهری و باطنی آراسته بود در سنه هزار و هشتاد و دو بست و چهارم ربیع الاول ازین عالم بآن عالم رحلت نمود

خواجه احمد	

اے کہ ممتازی بدانائی تو دراہل جہان	انچہ وصفت میکنم داری تو درخود زان بسے
از سر خوبی بروئیت ہست احسانی ونما	از زبان خون الف شکر تو گوید ہر کسے

ثمرہ بستم ایضاً در صنعت معما باسم برادر مرحوم شیخ معین الدین غفر اللہ لہٗ کہ باوصاف صوری و معنوی و مروت و فتوت ممتاز بود و در سنہ ہزار و ہفتاد و نوز دہم جمادی الثانی از دار دنیا بدار عقبی اسفر فرمود

معین الدین	
اے کہ اوصاف حمید تو نیاید دربیان	زانچہ وصفت می کنم ہستی تو در خوبی مزید
غایت اکرام تو اے آفتاب چرخ فیض	در دو بے پایان من خواہد بدنیا ناپدید

ثمرہ بست و یکم ایضاً در صنعت معما باسم برادر مرحوم شیخ نظام الدین غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کہ در تصفیہ ظاہر و باطن و شجاعت و سخاوت ممتاز دہر بود و در سنہ ہزار و ہفتاد و ہشت در بلدہ سلہٹ بغرہ رجب المرجب از دار المحنت بدار الراحت انتقال فرمود

نظام الدین	
تا شد ہلے سے شفقتم غایب ز چشم این حزین	در غمت ہر سو ز اشکم نہرہا گشتہ روان
درد دل من پی تو آمد غایت خطم الم	از اول حالم بدنیا شد مقدر در جہان

ثمرہ بست و دوم ایضاً در صنعت معما باسم برادر مشفق شیخ ابو المعانی

ابوالمعالی

اے کہ اوصاف کمالات در جنیت ظاہر است	بر رخ زیبار تو وصف ولایت باہر است
از سر اصلاح تو بوییت بعالم نشر گشت	خاکپائے تو مرا بہتر ز کحل الجواہر است

ثمرہ بست و سیم ایضاً در صنعت معما باسم برادر مکرم شیخ بدیع الدین [۲۳]

بدیع الدین

اے کہ پیشش بدر رویت ماہ انور کم نما	مشتری و مہر ہم آید بہ پیشت بے ضیا
در د این مہجور تو پایان ندارد از فراق	از سر دلداری ای جان جانب این کس بیا

ثمرہ بست و چہارم ایضاً در صنعت معما باسم قابلہ عفی اللہ تعالی عنہ و عن والدیہ

بانقدم با تاج را مام الدین

لطف کن بر حال این خستہ تو ای رب کریم	عالم از ذکر نام تو شدہ قطب و ولے
ہر سوار اکرام تو آب کرم گشتہ عیان	ہر طرف اجلال تو کیش بینی خواہد توے

ثمرہ بست و پنجم ایضاً در صنعت معما رقعہ در جواب رقعہ مجمع العوارف و الفضائل منبع الحقایق و الفواضل شیخ محمد افضل الہ آبادی [۲۴] کہ در صنعت معما نگارش یافتہ بود در بہا صنعت بہ نہجی کہ از دو بیت اسم سائش و از باقی ابیات اخر ہر یک بیت ترتیب حاصل مثنوی مرقوم گشتہ

بیت

اعجاز خسروی چو نمودی ز من طلب ٭ نزد تو آورم بسر خویش از ادب

محمد

بسکہ براحوال من کردے زلطف خود عطا ‌ ‌ ‌ ‌ بادہانم گشته منضم شکر و وصفیت جابجا

افضل

کے بمدح تو توآن آورد در قید قلم ‌ ‌ ‌ ‌ بر شرف داری علم از فضل خود ای مقتدا

اعجاز

کلک مارا مصرجا کرده بروی عقل من ‌ ‌ ‌ ‌ نقش آن لفظی که حاصل گشته در مدح شما

خسروی

گرچه از خسران خود بس بیقدرستم چو خس ‌ ‌ ‌ ‌ لطف کن تا ہمچو خس بر دوی بحر آریم پا

چونمودی

ہمچو خود حامی ندارد در رہ باریک حق ‌ ‌ ‌ ‌ پس دران راہی کہ مو بیست باش مارا رہنما

زمن طلب

از من از سر بر آید زود اے سلطان فضل ‌ ‌ ‌ ‌ گر بیابیم از دل تو لب وحدت در حسا

نزد

ماسے کالکم چو بر منه نقش ساز مدح تو ‌ ‌ ‌ ‌ بر عطارد پا نهد زان رتبهٔ وصف و ثنا

توآورم

تابش سوزش گر گشتی تو از عرفان فضل ‌ ‌ ‌ ‌ نیز من لاچار آوردم بہ ہشت التجا

بسر خویش

کار زویم از دو عالم نیز عرفان خداست ‌ ‌ ‌ ‌ رہنما از خود بشو بے بیش و کم ده ملتجی

ازادب

صود ازین سخن ما را منشور او بست	قدر این را می شناسد سالک راه خدا

ثمرهٔ بست و ششم این رقعه منظوم در صنعتی مرقوم گشته که جامع الکمالات صوری و معنوی امیر خسرو دهلوی دران صنعت چند رقعه در نثر ترتیب فرموده و مدعا از ترجمهٔ الفاظ حاصل می شود و این صنعت نیز آنحضرت است

آن برادر فیل شیرم از پس شوق و سلام	از سوی قل لطفه خواند این حقیقت را تمام
بهر وجه آن برادر سوی چابک رفته است	هفت ماه در نیز رفت آن دختر شش کرده نام
نیز از آتش طریق آمد خبرگان فکر دل	سوی حلقه رفته است او باز از یکلخم تام
شاید آید در علی هفت ار سقر اندر وطن	از پس شش گوشت اینجا میرسد او لا کلام
فیل عزت نیز خود از ملک پشم آمد بخیر	درمیان شهر بشنو عزت او کرده مقام
درمیان شهر خنده نیز خیر و خوبی است	درمیان شیر عزت نیز دان خوبی مدام
درمیان آب عزت نیز دان خیر و صلاح	نیز کوکب ماه را دیده بخیر انجام اتمام

ثمرهٔ بست و هفتم ایضاً رقعه در صنعت مذکور

آن برادر چشم آرام از پس شوق لقا	از برادر سوی خواند صد افزون دعا
هیچگه آمد ز نزد مهر شیر اینجا خبر	از بسوز و راس نارفته بسوی بود لا
نیز از قلق در پور آمد بخیر اینجا سیاه	هم ز عزت لاد ر بیخ کوه شیر آمد بجا
نیز اند به بود لا راس است خیر و عافیت	هم میان داشتن دان خوبی بهر آشنا

هم میان تو همراه است خیر دوستان — آمده از دست قریه خیر خویشان شما
عقل صد ایک بیا ما آنکه رفته سوی فت — عقل شیراز ده وود شاید که آید بجیطا

ثمره بست و هشتم در صنعت ترجمه هند خاصه امیر خسرو دهلوی

بین که از ضعفم نمانده در تنم چون موی یار — دردلم از زلف خود زخمی بزن مانند مار
شمع روی خویشتن بکشا دمی اے دلربا — زان فروغ شمع خود در سینه ام بیزن تو نار

ثمره بست و نهم ایضاً در صنعت ترجمه هندوی

خواهم بدل خویشتن ای نیک ذات جات — شاید که کند دردم را درک شبی رات
صد پاره چو صد برگ دل زار آمدم است — زان شوق که یکروز بران برگ رسد پات

ثمره سی ام در صنعت تجنیس مرکب

رسوا شدم از عشق تو در کوچه و بازار — یکروز ترحم کن و بنشین بازار
آن غمزه بی حد دلم جانا بازار — تا چند بمانم ز غم هجر تو با زار

ثمره سی و یکم در صنعت تجنیس تام

سرو قدت ای دلارا ماه رویت داده بار — ده که این عاشق نمی یابد دمی پیش تو بار
بس ز غم بر دل کشید این خسته در هجر تو بار — لطف کن جانا که گفتم حال خود را چند بار

ثمره سی و دوم در صنعت تشبیه حسی غیر خیالی

اے قد رعنا تو چون سرو بستان آمده — عارض زیبا تو چون مهر رخشان آمده
چشم تو چون نرگس شهلا بباغ حسن و ناز — زلف بر کنج رخت چون ماریچان آمده

ثمرهٔ سی و سیوم در صنعت تشبیه حسن خیالی

بپیچیدم بهر دم چشم که نقش روی نگار — بسان مهر شده آشکار در شب تار
نگر که گوهر دندانش در لب لعلش — بدرج لعل چو عقد در نموده قرار

ثمرهٔ سی و چهارم در صنعت استعارهٔ تحقیقیه که آنرا استعارهٔ مصرحه نیز گویند

مار کنج حسن تو خواهد ز خون دل غذا — تیر ترک ملک حسنت در دل من کرده جا
قیمت لعل تو آمد نقد روح عاشقان — گوهر اندر لعل تو رخشان تر از نجم سما

ثمرهٔ سی و پنجم در صنعت استعاره بالکنایه

مرغ روحم غمزهات برده بچنگل اے نگار — تیر ناز تو اے جان کرده جانم را فگار
زلف تو دندان بر آورده بے لدغ دلم — چشم تو تیر و سنان دارد پے صد هزار

ثمرهٔ سی و ششم در صنعت استتباع

ماه رویت که دل ربا آمد — بدر گردون چو او کجا آمد
در دندان تو که چون نجم است — کے چو آن نجم در سما آمد

ثمرهٔ سی و هفتم در صنعت تجنیس خطی

پیش نیش تیر تیر ناز یار	گشت کسب چشم خشم باربار

ثمرهٔ سی و هشتم در صنعت تردد و عکس

ز مهر چرخ رخت انور است بدیده نما	بلی رخ تو منور است ز مهر سما

ثمرهٔ سی و نهم در صنعت جمع مع التفریق

ابروی تو چون هلال از حسن و زیب	قامت من چون هلال از ضعف پیش

ثمرهٔ چهلم در صنعت تذییل

عشق تو در دل نشست و عقل رفت	رفته به عقلم به عشقت ای نگار

ثمرهٔ چهل و یکم در صنعت تنسیق الصفات

رخت آمد ماه و بت لعل و چشمت دو نرگس شهلا	دو ابرو قوس و مژگان تیر بهر قتل این شیدا

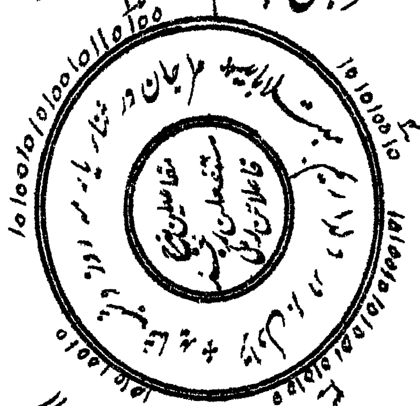
ثمرهٔ چهل و دویم در صنعت کلام جامع

تا چند جور میکنی ای دلربا من	احسان غنیمت است درین چند روزه عمر

ثمرهٔ چهل و سیوم در صنعت ادماج

زلف مسلسلت شده زنجیر پای جان	میم دهنت نقطهٔ موهوم شد عیان

ثمرۂ چہل و چہارم در صنعت و تدبیر



ثمرۂ چہل و پنجم در صنعت ترشیح بمدحت منبع علوم نامتناہی برگزیدہ شاہنشاہی مجمع الکمالات قاضی القضات قاضی عبدالوہاب بطرزی کہ از حروف متوسطہ قاضی دین عبدالوہاب و از اول ابیات سہل اسد مہامہ حاصل میشود

سیف عدل آمد زبانت قاطع جور و جفا	منبع احکام دین ذات تو آمد دررورا
بل اللہ کلما ادعوک من حب الحشا	ت او صاف نایدت تفسیرما
درذات تو یاد آور دو عالم مصطفے	رو دوات باد احباب ترا بے منتہا
ہ احسان محیط خیر سے خواہان ترا	کے اخلاق تو لازم بود کردن ادا
سہرم از قول تو دارد حکم شرع ارت قاضی	ف خوان جود تو دایم بود شاہ و گدا
لب افضال و فضائل از کمالات امر دین ع	مت فیض تو آمد عام در خلق خدا
اب لطف فیض تو جاری بعالم تا ابدال	واصحاب تو دایم مورد عزت و علا
لائح اندر ذات تو علم است و تمکین ہمچو کوہ آب	ز احسان تو یکسان در حق ہر آشنا

لازم است اهل جهان را نام تو ورد

هر که کرده چون آماس ذکر خیرت ورد خویش
می کند از آب فیضت در جهان نشو و نما

ثمرهٔ چهل و ششم در صنعت شجر و این صنعت نیز خاصه امیر خسرو دهلی مسموع میشود

است

ثمره چهل و هفتم ایضاً در صنعت شجر

[illegible]

این صنعت نیز خاصه حضرت امیر خسرو دهلوی مسموع می شود ثمره چهل و هشتم در خاتمة الکتاب بصنعت تجنیس قافیه

شد تمام این نسخه مرغوب جان	از عطای خالق انسان و جان
شکر رب مالک روح و روان	کین مهم صعب من کرده روان

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن ترقی علوم قدیمہ کا اصلی مقصد یہ ہی ہے کہ نایاب اور غیر مطبوعہ کتب جن کے تلف ہونیکا احتمال ہے۔ ان کا طبع کے ذریعہ سے تحفظ کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد مین نہایت ہی سرگرمی کے ساتھ کام جاری ہے اور یہ کتاب **دوحۃ الصندلیۂ** جو نذر ناظرین ہے وہ انجمن کے سلسلہ کی دوسری کتاب ہے۔

فارسی شاعری کی دنیا مین کئی ایک آمامی تخلص کے شاعر گزرے ہین۔ اور ہر امامی باعتبار قابلیت، اور لیاقت کے اعلی پایہ کے شمار کئے گئے ہین۔ آول۔ امامی ہروی[1] ساتوین صدی ہجری کے شعرا سے ہے اور سعدیؒ کا ہمعصر تھا۔ یہ **ابو عبداللہ** کے نام سے مشہور ہے۔ خراسان مین اس کا مسکن ہے۔ اور کرمان مین نشو و نما پائی تھی۔ صاحب دیوان اور صاحب تصانیف بھی ہے۔ اس کی ایک رباعی لکھی جاتی ہے۔

[1] ـ از تذکرہ دولت شاہی ص ۵ طبقۂ سوم۔

رازے کہ از وعقل برآشفتہ شود	با بیخبران کجا توان گفتہ شود
ادراک کجا بکنہ این نکتہ رسد	الماس بہ ازکی توان سفتہ شود

دوم امامی [۵۱] - یہ امامی بلدہ خلخال مین گزرا ہے۔ اس کا اور حال معلوم نہین ہوا۔ ایک رباعی لکھی جاتی ہے۔

با خلق خدا سخن بشیرینی کن	اظہار نیاز و عجز و مسکینی کن
تا بر سر دیدہ جا دہندت مردم	چون مردم دیدہ ترک خود بینی

سوم خواجہ امام الدین امامی [۵۲] تخلص، ابن قاضی خان، یہ شاگرد محمد حسن قتیل کے تھے، لکھنؤ کے باشندے ہین۔ کانپور مین شہید ہوے، ۱۲۱۲ھ مین زندہ تھے۔ احمد شاہ درانی کے حالات کسی بزرگ کے حکم سے لکھے تھے ان کا کلام نہین ملا، اور نہ کچھ حالات معلوم ہوے

چہارم امامی بلگرامی [۵۳] ان کا نام سید محمد خورشید ہے۔ اور میر امامی کے نام سے بھی مشہور ہین۔ ان کے باپ کا نام میر افتخار علی، اور ذرہ تخلص ہے بلگرام کے رہنے والے تھے ۱۲۰۱ھ مین پیدا ہوئے۔ اور ۱۲۷۴ھ مین انتقال کیا۔ دو مثنویان، اور ایک

---

۵۱ از تذکرہ دولت شاہی۔

۵۲ محبوب الالباب یعنی فہرست کتب خانہ خدا بخش خان بہادر ص ۹۰ و تذکرہ دولت شاہی ہم

۵۳ جبکہ انجمن ترقی علوم قدیمہ کیطرف سے دوحۃ الصنائع کے بارے مین استفسارات شائع ہوئی ہو تو اسوقت موجودہ سید محمد علی اصغر صاحب (خلف سید حسن جشن بلگرامی ناظم عدالت اورنگ آباد) نے ہمارے پاس ان امامی بلگرامی کی کلیات اور شبہہ پر کہ وہ مصنف دوحۃ الصنائع کی کلیات بھیجی روانہ کی تھی۔ یہ کلیات مصنف کے ابن عم کا مرتب کردہ ہے۔ اس کے خاتمہ پر مولوی سید غلام حسین ابن سید خلف علی بن سید کرامت علی، شاہ آبادی نے مطول تحریر لکھی ہے جس مین مصنف کے مختصر حالات اور وجہ سوت، اور بغیر ترتیب دیوان کا ذکر کیا ہے۔

دیوان تصنیف سے ہے۔ پہلی مثنوی جو ۱۸ ورق پر ہے اُس کا نام شورشِ عشق ہے۔ اور دوسری مثنوی جس کا نام ثمر مراد[1] ہے۔ وہ ۴۲ ورق پر ہے۔ کلیات کی کلیات طبع نہین ہوئی ہے۔ دیوان ۵۶ ورق کا ہے۔ (کل ۱۸ اجزو فی صفحہ ۱۵ سطر ہین) مثنوی شورش عشق کا پہلا شعر ؎

بیا اے خامہ شیرین زبانم	بیا اے طوطی ہند دستانم

مثنوی ثمر مراد کا پہلا شعر ؎

لوایم خامہ ولفظ است لشکر	بمیدان آمدم اللہ اکبر

دیوان کا پہلا شعر ؎

شد لکا غذ با دلیل طفل محجوب مرا	ریسمانی بستہ بفر وشید مکتوب مرا

دیوان کا دوسرا شعر ؎

تا بہ بنیم اد کہ امروز است لیلی ظفر	ستدرہ شد چرخ آہ عالم آشوب مرا

صاحب محبوب الالباب (خان بہادر خدا بخش خان) نے انکو واہی بلگرامی الاصل[2] لکھا ہے۔

پنجم امامی - (مصنف روحتہ الصنائع) گیارہوین صدی ہجری مین گزرا ہے۔ ان کا نام **امام الدین** ہے۔ اور باپ کا نام ابو[3] المکارم ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ

[1] صاحب محبوب الالباب نے صہ ۱۷۶ مین اس مثنوی کے بارے مین لکھا ہے کہ میرے والد نے آرہ مین نقل کرائی تھی اور وہ ناقص ہے۔ آخری حصہ نہین ہے۔ لیکن میرے پاس پوری کلیات موجود ہے جس کو باجازت مولوی سید علی اصغر صاحب نقل کرایا ہے اور نہایت صحیح ہے۔ معتمد انجمن

[2] محبوب الالباب صہ ۱۷۶

[3] اس نام کے ایک اور بزرگ گزرے ہین لیکن ہم نہین کہہ سکتے یہ کون ہین (دیکھو صفحہ ۴)

کی اولاد سے ہین - اور بیدؔ ویو کے رہنے والے ہین - ان کا سن وفات معلوم نہین سنہ ۱۰۸۴ھ مین صفحہ ہستی پر موجود تھے - خاص خاص فن مین، ملا علی محمد معمائی برہانپوری المتوفی ۱۰۷۵ھ) اور شاہ میان برہانپوری کے شاگرد تھے -

دوحۃ الصنائع فن بلاغت مین ہے - اس مین مصنف نے علوم صنائع بدائع کے جملہ اصناف کو نظم مین لکھا ہے - اس کتاب کے تصنیف ہونے سے پہلے اس فن مین کئی ایک کتابین لکھی گئی ہین - مثلاً معیار الاشعار، جو ایک چھوٹا سا رسالہ ہے اور محقق طوسی (المتوفی ۶۷۲ھ) کی تصنیف سے ہے - اور یہ فارسی مین گویا فن بلاغت کی ابتدائی کتاب ہے - اعجاز خسروی، مصنفہ امیر خسرو دہلوی کی تصنیف سے ہے - اور بہت بڑی ضخیم کتاب ہے اس کے علاوہ دیگر علوم کا بھی ذکر ہے - مجمع الصنائع، اسکے مصنف نظام الدین احمد ہین اور ۱۰۶۰ھ مین تصنیف ہوئی ہے -

باستثناء اعجاز خسروی، جسقدر کتابین تصنیف ہوئی ہین وہ نہایت ہی مختصر ہین - جن مین زیادہ تر اصناف بلاغت کی تعریف اور اُنکے اصول، و قواعد، بیان کیے گئے ہین - دوحۃ الصنائع بھی ایک چھوٹا رسالہ ہے - لیکن اپنی ماسبق تصنیفات پر کئی خصوصیات کیوجہ سے

(بقیہ مضمون صفحہ ۳) صاحب محبوب الالباب نے اس قدر لکھا ہے کہ درد ابو المکارم بن عبداللہ بن محمد از علماء احناف است در ماہ رجب ۹۰۷ھ تسوید و تبییض این شرح فرصت یافت - در ہندوستان بشرح ابی المکارم ہم فیلی و قیمتی وارد و درین شکے نیست کہ اوا طناب محل و از اسحار مخل خالی است از علماء قرن عاشر است - ابتداے خطبہ -

نحمدک یا من شرع لنا احکام الدین القویم وھدانا بفضلہ العمیم الی الطریق المستقیم

تحریر ۳۳۷ یہ شرح مختصر الوقایہ ۴۰ جزو مین ہے -

سلہ بہت جستجو کیا لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ کس ضلع اور کس صوبہ مین یہ مقام واقع ہے - آیا ہند مین یا اور کہین ہے

فوقیت رکھتا ہے۔ اس مین تمام اصناف بلاغہ کی تعریفات، اور قواعد کو بیان کرتے ہوئے نظایر کا التزام کیا ہے۔ جو اس سے پہلی کتابون مین قریب معدوم ہے۔ خسرؒ دہلوی نے قدما کے مخترعہ اصناف کا ذکر کرنے کے علاوہ اپنی طبیعت سے بھی بہت نوعین ایجاد کی ہین۔ اسیطرح دوحتہ الصنائع کے مصنف نے متقدمین اور خسرؒو کے مخترعہ اصناف کو بیان کیا ہے۔ اور خود بھی خسرؒو کی طرح اجتہاد سے کام لیا ہے۔ اور متعدد نوعین ایجاد کرکے، اپنی جدت پسند طبیعت کا ثبوت دیا ہے۔ (فہرست دیکھو)

مصنف نے ہر ایک صنعت کو کمال پختگی، اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے جس مین مبصر سے مبصر، اور نکتہ چین سے نکتہ چین آنکھ بھی کسی قسم کا نقص یا خامی نہین نکال سکتی ہے اس کتاب کو بہ لحاظ صنعت نظر انداز بھی کر دیا جائے اور صرف مضامین اور زبان کی سلاست، اور فصاحت پر نظر ڈالی جائے، تب بھی مضامین کی دلچسپی، اور عمدگی، کی تعریف نہین کی جا سکتی ہے

چنانچہ ہم نے کئی ایک نظمین صوفیہ کرام کی محفل سماع مین سنی ہین۔ اور اُن نظمون نے محفل کا رنگ بدل دیا ہے۔ اور اہل محفل آپے سے باہر ہو گئے ہین۔ اس موقع پر ایک نظم کے دو شعر نقل کئے جاتے ہین جو بہ نسبت اور نظمون کے زیادہ مقبول ہے۔ اور اس نظم مین صنعت طباق سلبی بطرز امر ونہی کا التزام ہے۔

ہرح کسے مکن بکن وصف جمال یار من	دل بکسے مدہ بدہ در غم آن نگار من
شہد و شکر مخور بخور خون جگر بعشق او	روئے قمر مبین بیبن چہرۂ گلعذار من

مصنف نے کتاب کا خطبہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ کے نام پر لکھا ہے۔ اور یہ کتاب عرصہ چار ماہ (سنہ ۱۰۸۲ھ الہ آباد) مین تکمیل کو پہونچی۔ چنانچہ اس کا ذکر آخر

کتاب مین مصنف نے یہ صنعت تجنیس قافیہ ان الفاظ مین کیا ہے -

در الہ آباد شد این نسخہ ختم شد بسال چار و ہشتاد و ہزار	بر دہان حاسدان گردید ختم نام این دوحۃ کہ دارد بس ہزار

دوحۃ الصنائع تین شعبون (بابون) پر منقسم ہے - اور ہر شعبے مین کئی کئی ثمرے (فصل) ہین - چنانچہ شعبہ اول جس مین صنائع لفظی کا بیان ہے - ۲۱ ثمرے ہین اور شعبہ دوم جس مین صنائع معنوی کا بیان ہے - ۶۱ ثمرے ہین - اور شعبہ سوم جس مین صنعت لغز و معما وغیرہ کا بیان ہے - ۴۸ ثمرے ہین -

اس مقام پر اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مین بعض عنوانات (خصوصاً شعبہ اول) ایسے ہین جس مین بطور صدر ایک صنعت ہے - اور اُس کے ضمن مین کئی کئی صنعتین مذکور ہین - مثلاً پہلے شعبے کے پہلے ثمرے مین - حذف الالف - مناسبت افلاک - تجنیس قافیہ - تین صنعتین ہین علی ہذا -

جس مناسبت یا واقعہ کو بطور مثال نظم کیا ہے - اوس کو نظم یا واقعہ کے پایہ سے گرنے نہین دیا ہے - بلکہ اوس مین وہی استادانہ شان قایم رکھی ہے -

یہ ہی دماغ سوزی اور قابلیت ایسی ہے - جو مصنف کے کامل الفن اور استاد مسلم الثبوت ہونیکی قوی دلیل ہے -

اس کتاب کے طبع کے وقت مصنف کے حالات لکھنے کے لئے ہم نے بہت کوشش کی اور فارسی کے تذکرے دیکھے، موقت الشیوع رسالون مین مضامین لکھے، جا بجا احباب سے خط و کتابت کی، مطابع اور کتب خانون مین استفسارات کئے، مگر افسوس ہے کہ ہم کو بالکل کامیابی نہ ہوئی - حتی کہ ہم اس قدر بھی نہین لکھ سکے، کہ بیدو لوکس ضلع، اور صوبہ

اورکس ملک مین واقع ہے۔ تاہم جس قدر واقفیت بہم پہونچی تھی وہ حوالہ قلم کی گئی۔

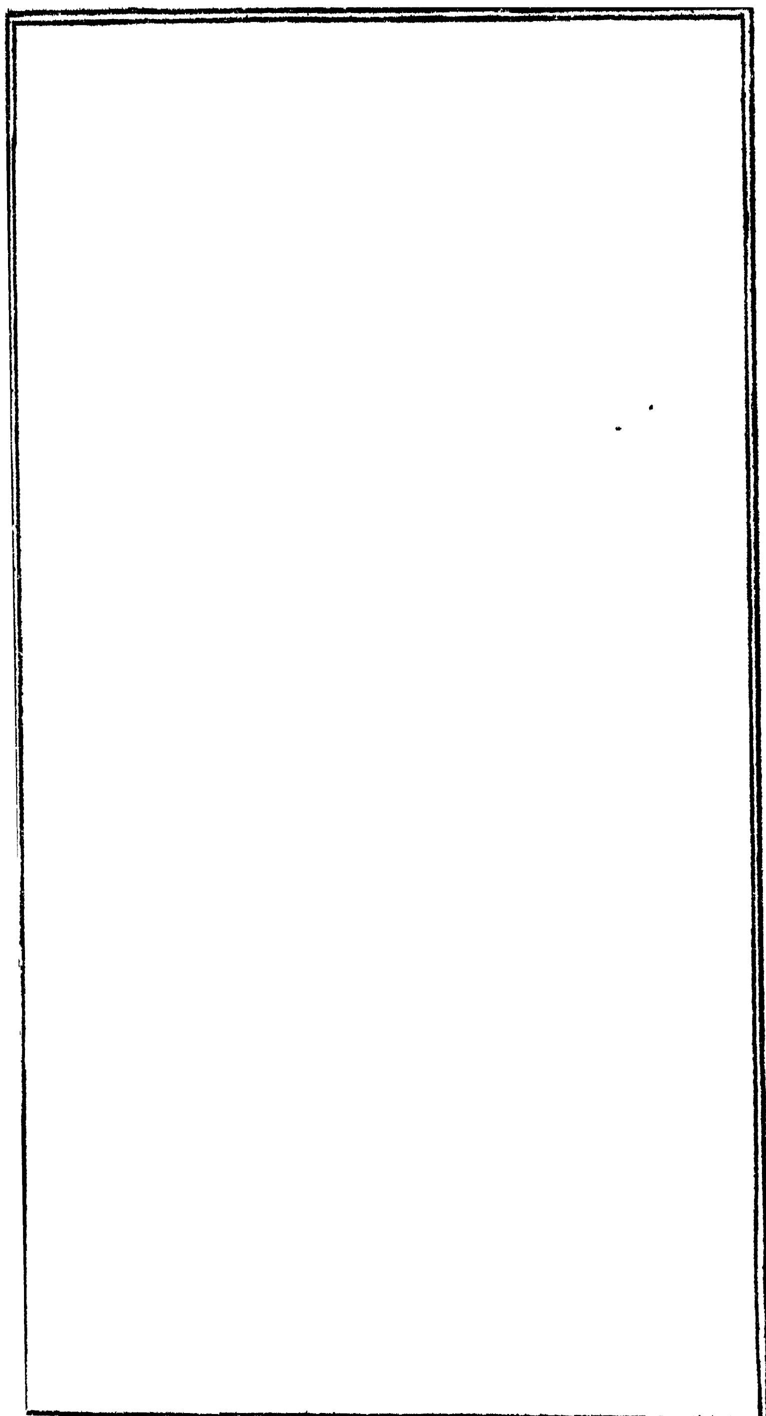
اس نسخہ کی صحت، اور مقابلہ کی غرض سے بھی ہندوستان کے مشہور کتب خانون، مثلاً کتب خانہ آصفیہ، اور کتب خانہ جات ریاستہاے رامپور، بھوپال، اور کتب خانہ خان بہادر خدا بخش خان وغیرہ وغیرہ کی فہرستین بھی دیکھی گیئن مگر یہ کتاب اِس قدر نایاب ہے کہ اس کا دوسرا نسخہ دستیاب نہوا۔ اور مجبوراً ہم کو اسیطرح شائع کرنا پڑا۔

ہم نے اصل کتاب مین ایک حرف کا بھی تصرف نہین کیا ہے۔ بلکہ بجنسہ طبع کرایا ہے۔ بغرض سہولت اور زمانہ کے لحاظ سے ایک ضمیمہ اور فہرست کا اضافہ کیا ہے۔ آخر مین ہم دو صاحبون کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اول تو مولوی سید محمد علی اصغر صاحب بلگرامی جنہون نے میر اما حی بلگرامی کی کلیات روانہ کرکے معلومات مین اضافہ کیا۔

دوسرے مولوی سید شمس اللہ شاہ صاحب قادری۔ ہین جنہون نے اس کتاب کی ترتیب میں مدد فرمائی

اہل علم خصوصاً طبقہ شعراء سے قوی امید ہے کہ اس نایاب رسالہ کی قدر کرکے، انجمن کو مشکور فرمائین گے فقط ۱۲ رجمادی س۲۴ھ

کوٹلہ اکبر جاہ	سید محمد علی ملیح آبادی
حیدرآباد دکن	معتمد انجمن ترقی علوم قدیمہ



در الہ آباد شد این نسخہ ختم
شد بسال چار ہشتاد و ہزار

ہر کہ طبعش آمدہ با ہوش یار
کین چنین دیوان بعالم کس نداد

طایر طبعم چو بازو کرد باز
این ثمرہاست کہ آمد بار بار

تا کہ میگردد بگردون ماہ و عین (خورشید ۱۲)
در جہان جاری زفیض باد عین (چشمہ ۱۲)

گرچہ ناشروع بود این در دسر
آرزو دارم میان عام و عام

عفو بخشش زین سخنہای چو باد (سال ۱۲)
ہم سلام از من بر آن فتاح بدر

ہر کہ دارد در ضمیر خود بصر
ہر کہ عشق مصطفی دارد ببال (دانائی ۱۲)

بر دہان حاسدان گردیدہ ختم
نام این دو حصہ کہ دارد بس ہزار

نزد دمی فہمد کلام ہوش یار
جز امام فضل رب عدل و داد

صید کرد این مرغ صنعتہا چو باز
ہیچ دو حصہ اینچنین نادر دیار

باد نزد عاقلان مقبول عین
باد محبوب خلایق ہمچو عین (چشم ۱۲)

لیک ہست اظہار فضل سر بسر (زر ۱۲)
از عطای مالک انعام عام

یا رب از ذات دلم آباد باد
کز ہلال او شق نمودہ قرص بدر

ہمچو من کرد فدا بروے بصر
ہمچو پروانہ بسوزد پر و بال (بینش ۱۲)

بکلک شاہزادہ زمانہ عالمگیر کہ درین رسالہ اختتام یافت ۲۴ رمضان سنہ ۱۳۲۱ھ سید محمد علی ملیح آبادی۔

اے امامی جان بعشق او بدار
قطع کن از خانمان و جای و دار

بالخیر

ضمیمہ دوحتہ الصنائع

۱۔ امام الدین۔ آمامی۔ بن شیخ ابوالمکارم النعانی البید ولوی مصنف کتاب ہذا بعہد اورنگ زیب عالمگیر کتاب دوحتہ الصنائع تصنیف ہوئی۔ اور مقدمتہ الکتاب بھی اوسی کے نام پر موسوم ہے زائد حال معلوم نہو سکا دیکھو ص ضمیمہ ہذا

۲۔ اعجاز خسروی۔ یہ کتاب فن بلاغت مین حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی تصنیف سے ہے۔ اور چار جلدون مین منقسم ہے۔ پہلی جلد مین امثلہ۔ دوسری جلد مین صنائع خطی تیسری جلد مین بدائع معنویہ۔ چوتھی جلد مقالات بلیغہ مین ہے

۳۔ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ۱۶۵۸ء مین تخت نشین ہوا اور ۱۷۰۶ء م ۱۱۱۸ھ مین اپنی موت سے احمد نگر مین انتقال کیا ۸۹ سال کی عمر پائی شاہجہان کا بیٹا تھا۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھا۔ مذہب مین نہایت سخت تھا۔ آئین ملک گیری مین خداداد قابلیت تھی۔ گویہ مشہور ہے کہ سلطنت تیموریہ کے زوال کا باعث ہوا۔ مگر استحکام سلطنت کے اصولون پر حکمرانی کی۔ باپ کو قید کرکے خودمختار بنا۔ اور بھائیون سے معرکہ آرائیون مین کامیاب ہوکر تخت ملا۔ فتاوی عالمگیری جو فقہ مین ایک مستند کتاب ہے اسی کے حکم سے تدوین ہوئی۔

۴۔ شاہ برہان الدین راز الٰہی خلیفہ حضرت شاہ عیسیٰ جنید اللہ برہانپوری کے تھے۔ متوکل اور تارک الدنیا تھے۔ ہدایت خلق اللہ۔ اور تربیت سالکان راہ حق مین مشغول رہتے۔ زمان شاہزادگی مین عالمگیر خدمت مین حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور خاص عقیدت رکھتا تھا۔ تاریخ خافی خان مین مفصل حال لکھا ہے۔ مراۃ العالم مین ہے کہ نواب عاقل خان

رازی ان کا مرید تھا - اور ثمرات الحیات جو ملفوظات ہے - وہ اُسی کی ترتیب دی ہوئی ہے
۱۵ شعبان ۱۰۸۳ھ مین آپنے انتقال فرمایا - اسی برس کی عمر پائی - اور سند ہی پورہ
برہان پور مین دفن ہوئے - انکی ملفوظات مین ایک کتاب روائح الانفاس بھی ہے -
شرح اسمارحسنی - شرح آمنت باللہ ان ہی بزرگ کی تصنیف سے ہین - نواب غفران
مآب میر نظام علیخان بہادر نے ایک روپیہ یومیہ تعلقہ ملکاپور صوبہ برار سے مزار کے
اخراجات روزانہ کے لئے مقرر کردیا تھا - آپ کے سجادہ نورالبرہان عرف بنے صاحب
گذرے ہین - اور میر عابد علی اور میر جنید علی دو فرزند تھے (از تاریخ خافی خان - تاریخ
برہان پور)

۵ - **امیر تیمور گورگان صاحب قرآن** کا نسب نامہ چنگیز خان تک پہونچتا ہے
باپ کا نام طراغائی خان تھا - ۲۵ شعبان ۷۳۶ھ م ۹ راپریل ۱۳۳۶ء شہر کش مین پیدا ہوا
۷۷۱ھ م ۱۳۷۰ء مین تخت پر بیٹھا - اور سمرقند کو دارالخلافت قرار دیا - ۸۰۱ھ مین ہندوستان
آیا - اور محمود بادشاہ لودہی سے لڑا - اور ہندوستان کو فتح کیا - چہارشنبہ ۱۷ شعبان
۸۰۷ھ کو انزار جو ختن مین واقع ہے انتقال کیا - نعش سمرقند مین لائی گئی - اور سید
امیر کلان کے گنبد مین دفن ہوا - اس نے کل ۳۵ برس سلطنت کی اور حصول سلطنت
مین ہزارہا تکلیفون کے سامنے رہے - جن کو نہایت ہی استقلال اور جوانمردی سے سہتا رہا - اس کے
چار بیٹے جہانگیر مرزا - عمر شیخ - میران شاہ - شاہ رخ - تھے -

۶ **مرزا میران شاہ** تیمور کا بیٹا ہے - اپنے باپ کے عہد مین عراق کا حاکم تھا - بعد
وفات امیر تیمور سلطنت پر قابض ہوا - مگر بوجہ زخم سر اسوقت سلطنت کے انجام دینے سے
معذور تھا - اس لئے مرزا ابوبکر اس کا بیٹا کام کرتا تھا - ۲۴ - ذیقعدہ ۸۱۰ھ مین

میران شاہ قرا یوسف ترکمان کی لڑائی مین مارا گیا عمر ۴۰ سال چار ماہ کی پائی اور تین سال سلطنت کی۔

۷۔ **محمد شاہ** ابن میران شاہ اسکے پیدایش اور جلوس کے سنہ کے علاوہ اور حالات بھی عجلت مین نہ مل سکے ۸۴۵ھ مین اس کا انتقال ہوا سلطان ابوسعید اور منوچہر دو بیٹے چھوڑے۔

۸۔ **سلطان ابوسعید** ۸۳۰ھ مین پیدا ہوا۔ ۸۵۵ھ مین پچیس برس کی عمر مین سمرقند کے تخت پر بیٹھا۔ اور اٹھارہ برس بادشاہی کی۔ اور بڑے فتوحات حاصل کئے ۸۷۳ھ مین فوت ہوا۔ تین لڑکے تھے جن مین ملک تقسیم ہوگیا۔

۹۔ **مرزا عمر شیخ** ۸۶۰ھ سمرقند مین پیدا ہوا۔ سلطان ابوسعید کا بیٹا تھا۔ اور وہ اس کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ بعد وفات اپنے باپ کے ۸۷۳ھ مین ارکین اور امراء نے بادشاہ بنایا۔ اور دارالسلطنت اندجان قرار پایا۔ خواجہ عبداللہ احرارؒ سے خاص عقیدت تھی ۸۹۹ھ مین انتقال کیا۔ اس کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین

۱۰۔ **سلطان ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ**۔ یہ امیر تیمور کا پرپوتا تھا ۱۴۸۳ء مین پیدا ہوا۔ دہلی مین ۱۵۲۶ء مین جلوس کیا۔ اور پچاس برس کی عمر پائی۔ قریب آگرہ کے انتقال کیا۔ اور اس کے مرنے کی ایک دلچسپ کہانی مشہور ہے۔ انگریزون کی عملداری تک اس کے خاندان مین سلطنت تھی۔ یہ بادشاہ نیک اور رحمدل گزرا ہے۔

۱۱۔ **سلطان نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ** ۱۵۳۰ء مین تخت نشین ہوا اور یہ بابر کا بہت ہی پیارا بیٹا تھا۔ ۱۵۵۵ء بقول بعض ۱۵۵۶ء مین کتب خانہ کی چھت پر سے گرا اور چند روز بیمار رہ کر دنیا سے رخصت ہوا۔ بعض تاریخون مین لکھا ہے

کہ زینہ پر سے پاؤن پھسل کر گرا اور مر گیا۔

۱۲۔ **ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ** ۔ ہمایون کا بیٹا تھا۔ ۱۴۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۵۵ء اور بقول بعض ۱۵۵۶ء مین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنی موت سے ۱۶۰۵ء مین انتقال کیا۔ ہندوستان کے بادشاہون مین نامور گزرا ہے اور اچھے عقلمند نامی بادشاہون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا مذہب نہین معلوم کیا تھا۔ بعض شیعہ اسی اور بعض کہتے ہین ہنود کے مذہب کا معتقد تھا۔ مگر اصل مین وہ کسی مذہب سے تعلق نرکھتا تھا۔ لیکن مذہب کی تحقیق کا بہت شوق تھا۔ اور مختلف مذاہب کے علماء کا مناظرہ کیا کرتا تھا۔ اور غیر ملک سے علماء طلب کئے جاتے تھے غیر متعصب تھا۔

۱۳۔ **ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر** ۱۵۶۹ء مین پیدا ہوا۔ ۱۶۰۵ء مین قلعہ اکبر آباد مین تخت پر بیٹھا اور جہانگیر خطاب اختیار کیا اپنی موت سے ۱۶۲۷ء مین انتقال کیا۔ یہ اکبر کا بیٹا تھا۔ شراب کثرت سے پیتا تھا۔ اور اپنی بیگم نورجہان کا تابع تھا۔ اس کے تین بیٹے شاہجہان۔ خسرو۔ پرویز۔ تھے۔

۱۴۔ **شہاب الدین شاہجہان** ۱۶۲۸ء مین تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر کے قید مین انتقال کیا۔ اس نے سلطنت کو نہایت ہی رونق دی۔ مسلمانون کی سلطنت مین ہندوستان نے جیسا اس بادشاہ کے وقت مین عروج پایا۔ ایسا نہ کبھی تھا اور نہ اس کے بعد ہوا۔ تخت طاؤس اور روضہ تاج گنج اسی نے بنوایا۔ اس کو صاحبقران ثانی بھی کہتے ہین۔

۱۵۔ **اورنگ زیب عالمگیر** نمبر ۳ کا نوٹ دیکھو۔

۱۶- حضرت افضل العلما شیخ الاسلام شیخ نظام برہان پوری- یہ بزرگ پرہیزگار اور خدا پرست گزرے ہین- اکثر کتب متداولہ- برہان پور مین قاضی نصیر الدین برہانپوری سے پڑہی تھین- چالیس برس کے قریب اورنگ زیب عالمگیر کے پاس نہایت اعزاز اور احترام کے ساتھ رہے- فتاوی عالمگیری آپ ہی کی سعی اور اہتمام سے تالیف ہوئی- آپکی عمر اسّی برس سے زائد ہوئی اور علماے قرن حادی عشر سے ہین-

از مجبوب اللباب فی تعریف الکتب والکتاب ص ۵۱۶

۱۷- حالات معلوم نہو سکے-

۱۸- حالات معلوم نہو سکے-

۱۹- حالات معلوم نہو سکے-

۲۰- حالات معلوم نہو سکے-

۲۱- حالات معلوم نہو سکے-

۲۲- حالات معلوم نہو سکے-

۲۳- حالات معلوم نہو سکے

۲۴- حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی خلیفہ سید محمد کالپوی اور وہ خلیفہ امیر ابو العلا[لہ] کے تھے سنہ ۱۱۴۲ھ مین انتقال ہوا- اورالہ آباد مین دفن ہوئے- اس سے زائد کچھہ حال معلوم نہو سکا-

۲۵- حضرت ابو الحسن یمین الدین امیر خسرو دہلوی سنہ ولادت معلوم نہوا-

---

لہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا حسینی الاحراری اگرہ مین دفن ہین سنہ ۱۰۶۱ھ مین وفات ہوئی- مزید حالات کے لئے سوانح ابو العلا، مولفہ مولوی سید محمد علی شبیر صاحب مطبوعہ قاسم پریس ملاحظہ ہو-

۱۷ ؍ شوال ۷۲۵ھ چہارشنبہ کو انتقال ہوا - آپ کے والد امیر سیف الدین قبیلہ لاچین کے امرا سے ہین - نواح بلخ کے تھے - ہندوستان مین آئے پٹیالہ مین امیر خسرو اور دو لڑکے اور پیدا ہوئے - امیر خسرو نے بعض تصنیف مین اپنے باپ کے حالات لکھے ہین - بعد سنِ بلوغ شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء کے مرید ہوئے - تصنیفات کی تعداد سو کے قریب ہے مگر بعض کا پتہ نہیں - ابتدا مین شاہزادہ محمد کے مصاحب تھے اوسکی وفات کے بعد غیاث الدین بلبن کے مقرب ہوئے - اور محمد تغلق کی ابتدائی سلطنت تک زندہ رہے - بادشاہون مین عمر گزاری اور سات بادشاہ دیکھے -
شیخ المشائخ کے انتقال کے چھ ماہ بعد آپ کا انتقال ہوا - اور اونکے پائین دفن ہوئے آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی اور بقول بعض پچھتر برس کی - حسن دہلوی جو فوائد الفوائد کے مصنف ہین اونکے ہمعصر تھے -

۲۶ - حالات معلوم نہو سکے -

تمام شد